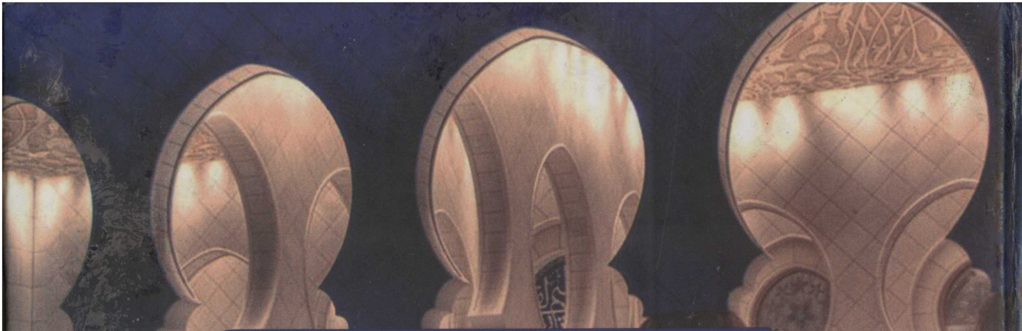


مسئلہ علم غیب پر ایک لازوال تاریخی دستاویز

نجم الرحمن

تصنیف

قدوۃ المحققین بحر العلوم علامہ حافظ
غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

محمد نعیم عباس
محمد قلندر خان

دار الاسلام

نجم الرحمٰن

تصنیف

قدوۃ المحققین، بحر العلوم

علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

محمد نعیم عباس

محمد قلندر خان

دار الاسلام

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم مجتہد مطلق مؤسس فقہ حنفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

اِمام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم شیخ طریقت حضرت سیدمحی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت اِمامِ اہل سُنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میر مجلس

جامع الطریقین، مرج البحرین، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر سائیں علامہ غلامِ رسول قاسمی قادری نقش بندی حفظہ اللہ

مجلس مشاورت

صاحب زادہ ریاض محمود، علامہ سعید احمد اسعد، علامہ مقصود احمد قادری، مفتی محمد شوکت علی سیالوی

مولانا محمد اسلم، عبید الرحمن شاہ جہان پوری، فیصل خان، سہیل احمد سیالوی، حافظ فریاد علی قادری

صاحب الارشاد | مؤسس ومدیر

یادگارِ اسلاف مولانا مفتی غلامِ حسن قادری

محمد رضاء الحسن قادری

ضابطہ و دستور

سلسلۂ مطبوعات: 55، طبع: محرم الحرام 1439ھ/ اکتوبر 2017ء، قیمت: 250 روپے

انتساب

مامور من الرسول، فاتح قادیانیت

غوث الاسلام والمسلمین، تاجدارِ گولڑہ، مجددِ دین وملت

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی گیلانی قدس سرہ

کے نام

جنھوں نے مولوی حسین علی سے

واں بھچراں میں علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کر کے

خطۂ پنجاب میں چلنے والی تنقیص شانِ رسالت کی بادِ سموم کا خاتمہ کیا

چند سال بعد آپ کے مرید حضرت علامہ پپلانوی قدس سرہ نے

اسی مقام پر مولوی حسین علی سے مناظرہ کر کے شکست فاش دی

اور آپ کی نیابت کا حق ادا کر دیا

فہرست مضامین

نجم الرحمٰن

قانونِ سوم

قانونِ چہارم

مقدمة التحقيق

الحمد لله عالم الغيب والشهادات، والصلوٰة والسلام على من اعلمه اللّٰه تعالى بجميع المغيبات سواء كان بوحيٍ جلي او خفيٍ و على آله و اصحابه اجمعين۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ نے اِبتداے آفرینش سے ثقلین کی رشد وہدایت اور فلاح و بہبود کے لیے انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا عظیم الشان اور بابرکت سلسلہ چلایا جب یہ سلسلۂ عظیمہ سیّد المرسلین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوا جو آیت مبارکہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ الآية کا مصداق اور حدیث صحیح ((لا نبی بعدی)) کا مدلول ہے تو اس امرِ عظیم اور ذی شان کا بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر کے علماے کرام کے کندھوں پر آ گیا جو آیت مبارکہ ﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ﴾ الآية کا موجب اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ((العلماء ورثة الانبياء)) و ((علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)) کا مصداق ہے، ان برگزیدہ ہستیوں نے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طریق مستوی پر گام زن ہو کر گلشن اسلام کی آب یاری کی۔

لہٰذا برصغیر میں جب شاہ اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۳۱ء) اور اس کے متبعین نے نام نہاد توحید پر اہل اسلام، اہل سنت کے ساتھ بہت سارے اعتقادات ومسائل میں اختلاف کیا خصوصاً جن میں تعظیم انبیاے عظام علیہم الصلوۃ والسلام واولیاے کرام رحمہم اللہ تعالی کا پہلو ہو، جیسا کہ ہمارا مبحوث عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مستفاد عطائی وہبی ہے۔

ملتِ جدیدہ نے اپنے کتب و رسائل میں انبیائے عظام علیہم الصلوۃ

والسلام کے لیے ثبوتِ علم غیب کا راساً انکار کیا بل کہ انبیاے عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے علم غیب کا اعتقاد رکھنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے صادر کیے تو علماے اہل سنت نے ہر محاذ پر تقریر، تحریر اور مناظرہ میں ملت جدیدہ کا ردِ بلیغ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) نے اس موضوع پر ایک درجن سے زائد رسائل و کتب تحریر فرما کر ان کا رد بلیغ کیا، جن میں سے ''الدولة المکیة بالمادة الغیبیة'' اور ''انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ'' کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

شمس العلما علامہ عبدالحق خیر آبادی قدس سرہ (متوفی ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) کے شاگردِ رشید علامہ حکیم سیّد برکات احمد ٹونکی (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے علم غیب کے موضوع پر ایک کتاب ''فصل الخطاب فی العلم بما غاب'' اور ''مکتوب علم غیب'' تحریر فرمائے۔ آپ کے پوتے حکیم سید محمود احمد برکاتی ان الفاظ میں آپ کا علم غیب کے متعلق نظریہ بیان کرتے ہیں:

> ''غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، علم بالمغیبات بالعرض ببعض الاشیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اس علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شریک نہیں ہے، کسی نبی تک کو اس علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات نہیں ہے اس علم کے معلومات کا احاطہ انسان کی قدرت سے باہر ہے، یہ علم مستفاد من علم الباری ہے۔'' (۱)

امام المتاخرین مولانا عبدالباری فرنگی محلّی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء) نے اپنے ''فتاویٰ قیام الملة والدین'' میں تمام اختلافی مسائل پر تحقیق فرمائی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق چند اقتباس نقل کرتے ہیں:

> ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ عطائے الٰہی علم غیب حاصل تھا بل کہ جمیع ما کان و ما یکون کا علم آپ کو دیا گیا ہے۔'' (۲)

۱- مولانا حکیم سیّد برکات احمد؛ سیرت اور علوم، بہ حوالہ مکتوب علم غیب، ص ۱۸۸

۲- فتاویٰ قیام الملة والدین، ص ۶۹

''انبیا اور اولیا کو علم غیب سے بالکل خالی سمجھنا معاذ اللہ کفر سے خالی نہیں کیوں کہ اس سے بعض آیات قرآنی اور وسعت قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔'' (۱)

اہل سنت و جماعت کے نزدیک صراحۃً ثابت ہے کہ

''حق تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین، آخرین، ماضی، مستقبل، بدء خلق تا قیامت، ماکان و مایکون، بل کہ تمام جزو کل کا علم عطا فرمایا ہے۔'' (۲)

مولانا عبدالباقی فرنگی محلی (۳) مہاجر مدنی (متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے بھی علم غیب کے موضوع پر ایک رسالہ بہ نام ''رسالة في تحقيق علم الغيب'' تحریر کیا۔(۴)

اسی طرح قبلۂ عالم مجدد دین وملت فاتح قادیانیت حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) نے بھی اپنی تصنیفات خصوصاً ''اعلاء کلمة الله فی بیان وما اهل به لغیر الله'' میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے، جسے صاحب نجم الرحمٰن نے بہ عنوان ''مذہب سوم'' ذکر کیا ہے۔ ضلع میاں والی واں بھچراں کے مقام پر قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ اور قائد فرقہ وہابیہ پنجابیہ مولوی حسین علی واں بھچروی (متوفی ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء) کے درمیان علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہوا، جس میں پہلے سوال پر ہی مولوی حسین علی مبہوت ہو گیا۔

پھر ۱۹۲۵ء میں حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ کے مرید باکمال حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) اور مولوی حسین علی واں کے مابین بہ مقام واں بھچراں (میاں والی) تاریخی اور عہد ساز مناظرہ ہوا، جس میں ایک بار پھر مولوی حسین علی مع حواریین کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح مبین عطا فرمائی۔

۱- فتاویٰ قیام الملة والدین، ص ۷۷

۲- ایضاً، ص ۴۷- بہ حوالہ: ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ بہ حوالہ فتاویٰ قیام الملة والدین ص ۹-۱۸۸

۳- ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص ۱۹۲

۴- آپ نے حضرت مولانا الشیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی قدس سرہ کو سلسلۂ طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ (ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ بہ حوالہ انوار قطب مدینہ، ص ۱۹۲)

• ۱۹۲۷ء میں حضرت علامہ پپلانوی قدس سرہ نے اسی فہرست مناظرہ کی ترتیب پر "نجم الرحمن لرجم حزب الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن" تصنیف فرمائی۔

ہمارا موضوع بحث یہی کتاب ہے، دو دفعہ شائع ہونے کے بعد ایسی نایاب ہوئی عوام کیا، خواص کے ہاتھوں سے بھی غائب ہوگئی۔ راقم الحروف کو پہلی دفعہ نجم الرحمٰن کا تعارف اُس وقت ہوا جب ۲۰۱۴ء میں استاذ الکل علامہ مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی مدظلہ نے دورانِ سبق علم غیب کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اساتذہ میں سے علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر ایک بہترین کتاب نجم الرحمٰن تحریر فرمائی تھی۔ بڑے استاذ صاحب (ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی) فرماتے تھے کہ

"نجم الرحمٰن اپنے موضوع پر جامع مانع اور مدلل تصنیف ہے فریق مخالف آج تک اس کا جواب نہیں دے سکا۔"

آپ کی خواہش اور مراد تھی کہ یہ بے نظیر کتاب دوبارہ چھپ جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔

مزید استاذ الکل مدظلہ نے یہ بھی فرمایا کہ

"میں زمانہ طالب علمی سے اس کتاب کو تلاش کر رہا ہوں اب جا کر کہیں دست یاب ہوئی ہے۔"

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی قدس سرہما جیسی مقتدر شخصیات اہل سنت اس کتاب کے مطالعے پر زور دیتے تھے۔

راقم الحروف نے دورانِ سبق ہی اس کتاب پر جدید انداز سے کام کرنے کا ارادہ کرلیا اور یہ ارادہ اس وقت مزید مستحکم ہوگیا جب میرے دوست، ہم سبق حافظ محمد قلندر خان نے میرے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کیا۔ بس پھر کیا تھا فضل حق سے امید واثق کے ساتھ حضرت استاذ الکل مدظلہ کے کتب خانہ میں موجود "نجم الرحمٰن" کی پہلی طبع کے عکس کا فوٹو لے کر

جمعرات کی جمعرات کام شروع کیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کتاب کی کمپوزنگ اور نصوص کی تخریج کا کام مکمل ہوگیا۔

کتاب کی کمپوزنگ چوں کہ فوٹو کاپی سے کروائی گئی تھی، اس لیے بعض مقامات پر عبارت واضح نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی تھی اور خواہش وجستجو تھی کہ کتاب کا اصل نسخہ مل جائے تو اس مقصد کے حصول کے لیے پپلاں شریف کے لیے رخت سفر باندھا۔ بہ فضل رحمٰن ہماری یہ خواہش بھی پوری ہوگئی کہ استاذ الادب مولانا علامہ حافظ محمد اکبر رضوی مدظلہ مدرس جامعہ محمودیہ سے ''نجم الرحمٰن'' کا اول ایڈیشن مل گیا، اور آپ نے وہ اصل نسخہ ہمیں عنایت کردیا۔ اس علم دوستی پر اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائے۔

کمپوزنگ کا اصل نسخہ کے ساتھ حتی الامکان مقابلہ کر کے صحت کا ابتدا سے ہی التزام رہا، مگر چند مقامات پر تردد تھا، جس کی تصحیح بعض احباب کے مشورے سے اشاعت ثانیہ کے ساتھ کی گئی۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ''نجم الرحمٰن'' کی اب تک دو دفعہ اشاعت ہوئی۔ پہلی اشاعت رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور سے ۱۹۲۷ء میں اور دوسری اشاعت جو پہلی اشاعت کے تقریباً اٹھائیس برس بعد نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے مفتی محمد حسین شوق کے ترجمہ وتسہیل کے ساتھ ہوئی۔ ہمارا مدارِ تحقیق اشاعت اول پر ہے۔ (۱)

متعلّمین جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ خیرآباد کی جانب سے ''نجم الرحمٰن'' کی یہ اشاعت درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

۱۔ جدید کمپوزنگ

۲۔ صحت وضبط عبارت کا خصوصی اہتمام

۳۔ پیرابندی، کاماز، فل سٹاپ وغیرہ کا اہتمام

۴۔ تخریج آیاتِ قرآنیہ واحادیث شریفہ ونصوص علما

۵۔ فہرست مضامین وآیات واحادیث وماخذ ومراجع

۶۔ صرف انھی مصادر کی تخریج کی گئی ہے جنھیں مصنف نے استعمال کیا تھا۔

۱۔ تفصیل کے لیے نجم الرحمٰن کا تعارف ملاحظہ فرمائیں!

اس تمام اہتمام کے باوجود بہ تقاضاے بشری غلطی کا امکان باقی ہے، لہٰذا اس اِشاعت جدیدہ کے امور حسنہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے مرہون منت ہیں اور اس میں پائی جانے والی اغلاط ہماری طرف منسوب ہیں، لہٰذا ہر مخلص وہم درد سے التجا ہے کہ وہ ان اغلاط اطلاع پائیں تو ہمیں نشان دہی کر کے ممنون ومشکور فرمائیں۔

آخر میں راقم الحروف اس بات کا اظہار کرنا اپنی خوش بختی سمجھتا ہے کہ یہ کتاب جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ افاضل سلسلہ خیر آبادیہ کے منبع الفضائل، مخزن الفواضل استاذ الکل علامہ مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی طال عمرہ بصحة کاملة شیخ الحدیث والتفسیر والفنون جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ، خیر آباد (ڈیرہ اسماعیل خان) کے بارہا تاکید فرمانے اور دعاؤں کا ثمرہ ہے، بل کہ اشاعت جدیدہ آپ کے امتثالِ امر میں کی گئی ہے۔

"نجم الرحمٰن" کی طباعتِ نو میں حضرت علامہ پروفیسر ریاض محمود پپلانوی جو حضرت مصنف کے پوتے اور علمی جانشین ہیں، کی خصوصی شفقت، راہ نمائی اور تحریک شامل حال رہی۔ آپ نے بہ کمال عنایت کتاب کا ذاتی نسخہ عطا فرمایا اور (بہ ذریعہ خط بہ نام ناشر) اِجازت وحوصلہ افزائی فرمائی۔ ۹ جنوری ۲۰۱۷ء کو ناچیز ان کے ہاں پپلاں حاضر ہوا اور آپ کے تعاون اور سرپرستی سے وافر حصہ پایا۔

علاوہ ازیں اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو اس کار خیر میں میرے شانہ بہ شانہ رہے۔

کتاب کی تخریج وتصحیح میں حافظ محمد قلندر خان، حافظ محمد فیضان المصطفیٰ، محمد انس رضا قادری اور حافظ غلام حیدر سیفی کے علاوہ حافظ محمد ثناء اللہ، شاہ محمد اور خان زمان زید علمھم متعلمین جامعہ منظر الاسلام نے تعاون کیا۔ کمپوزنگ کا مشکل مرحلہ راقم کے عزیز دوست حافظ محمد عمیر مرتضیٰ متعلّم دورۂ حدیث جامعہ نعیمیہ لاہور کی محنت شاقہ سے سر ہوا۔

میرے مشفق اور مہربان استاذ محترم مولانا حافظ محمد ظفر الرحمٰن گولڑوی حفظہ اللہ سینئر مدرس ادارہ تعلیمات مجددیہ شادمان لاہور وقتاً فوقتاً کام کا معائنہ کر کے اصلاح فرماتے

رہے اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ میرے مشفق مولانا حافظ محمد شوکت حیات باروی حفظه الله تعالی مدرس جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ خیر آباد نے خصوصی تعاون کیا۔ اگر آپ کا تعاون نہ ہوتا تو شاید بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ مولانا محمد اسلم صاحب مدرّس آستانہ عالیہ مکھڈ شریف سے بھی بعض اوقات میں مشورے ہوتے رہے۔

کتاب کی اشاعت جدیدہ اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کا تمام کام جناب محمد رضاء الحسن قادری حفظه الله تعالی نے محنت شاقہ برداشت کر کے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے مختصر عرصہ میں اہل سنت کی جانب سے اشاعتی میدان میں قابل قدر کام سرانجام دیا ہے، جس پر آپ لائق صد تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جذبۂ احیاے تراث علمیہ اکابر اہل سنت کو قائم ودائم رکھے۔

نسال اللّٰہ تعالی ان یجعل عملنا هذا متقبلا للمسلمین، وان یجعله ذخرا لنا فی الآخرة، انه مجیب معین۔ آمین بجاه خاتم الانبیاء والمرسلین علیهم صلوات اللّٰہ و تسلیماته۔

خوشہ چین علماے خیر آباد و بندیال

محمد نعیم عباس

تجاوز اللّٰہ عن ذنبه الخفی و الجلی

متعلّم جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ، بستی خیر آباد

تحصیل پروآ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: خیبر پختون خوا

عشرۂ اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

احوال و آثار
قدوۃ المحققین، بحر العلوم
حضرت علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اِمامِ منقولات و معقولات، فاضلِ ریاضیات، عربی ادب کے بلند پایہ ادیب، فقہِ حنفی کے متبحر عالم فاضل، جید مناظر، سیبویہ زماں، حضرت مولانا غلام محمود، بن نورنگ، بن محمد باقر ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء کو بہ مقام قصبہ وانڈہ محمد خان (۱) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق راجپوت قوم کی ایک شاخ ''وینس'' سے تھا۔

جب سنِ شعور کو پہنچے تو والدین نے اسلامی روایت کے مطابق اپنے ہونہار بچے کی تعلیم کا آغاز کلام اللہ سے کروایا، بعد میں گاؤں کے امام مسجد حافظ محمد مرزا سے قرآن مجید حفظ کیا۔

درسیات کی تحصیل

قدوۃ المحققین نے قصبہ خانو خیل (ڈیرہ اسماعیل خان) میں درسیات کی ابتدا کی۔ ابتدائی کتبِ فارسی پڑھنے کے بعد بندیال شریف کو رختِ سفر باندھا، بندیال میں فارسی ادب کے یکتائے روزگار استاذ اور ادیب مولانا سلطان محمود نامی (۲) سے دیگر کتب فارسی، تمام کتب صرف اور نحو، عروض و قوافی کی بعض کتب پڑھیں۔

۱- یہ قصبہ پپلاں، ضلع میاں والی کی مغربی سمت میں پانچ میل کی مسافت پر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔

۲- مولانا سلطان محمود نامی مرید خاص خواجہ زین الدین چشتی نظامی مکھڈی (متوفی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء) کی فارسی ادب پر دسترس کو حضرت ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی نے یوں بیان کیا ہے:

''مولانا سلطان محمود نامی رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں مولانا عبدالرحمٰن جامی، مولانا رومی اور عارف سعدی کا ہم پلہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا، لیکن ان کے بعد اگر کسی کا مرتبہ ہے تو یہ مولانا سلطان محمود نامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔'' (ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۵-۳۴)

بندیال شریف سے فراغت کے بعد ہیبویہ زماں عارفِ کامل علامہ فیض محمد شاہ جمالی (متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) مرید و خلیفۂ مجاز خواجہ علامہ عبد الرحمٰن چشتی ملتانی (خاصاں والے پیر) کے حلقۂ درس میں شمولیت اختیار کی اور آپ سے باقی ماندہ کتبِ نحو کی تکمیل کی۔

دریں اثنا مولانا احمد الدین چکوالی (۱) (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء) کے درسِ مثنوی، ربع المجیب اور ربع المقنطرہ وغیرہ علوم کی شہرت اطراف واکناف میں پہنچی تو علما دور دراز علاقوں سے حاضر ہوتے اور شرفِ تلمذ حاصل کرتے۔ قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی نے بھی حاضر خدمت ہو کر کسب فیض کیا۔ غالباً آپ نے ان سے ربع المجیب، ربع المقنطرہ اور زیج وغیرہ علوم کی تحصیل کی تھی۔ آپ کا شمار علامہ چکوالی کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ (۲)

بعد ازاں فاضل تبحر، فقیہ اجل مولانا غلام احمد (۳) حافظ آبادی (متوفی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) صدر مدرس جامعہ نعمانیہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے اور جامعہ نعمانیہ میں داخل ہو کر علوم وفنون کی کتبِ متداولہ کی تکمیل فرمائی۔

۱- استاذ الاساتذہ مولانا احمد الدین پایۂ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد تھے۔ آپ نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی (متوفی ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء) اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت سید نقیب سلمان، بغداد شریف کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۲- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۴۶-۴۴۔ بہ تصرف

۳- حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ ریاضی کی تمام اقسام نیز طبیعیات کے مایہ ناز استاذ تھے اور افتا میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ مجدد گولڑوی قدس سرہ نے آپ کو محققین عصر اور مدققین دہر علما میں شمار کیا۔ (سیف چشتیائی، ص ۱۷۶)

اعلیٰ حضرت گولڑوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جواب میں جو اشتہار شائع کروایا اس پر آپ کے دستخط موجود تھے اور شاہی مسجد لاہور کے تاریخی جلسہ میں تین دن تک آپ نے پیر صاحب کے ساتھ تمام دینی و تبلیغی امور میں حصہ لیا۔

حکیم عبد الحی رائے بریلوی آپ کے کمالاتِ علمیہ وشخصیہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

"لقيته غير مرة ببلدة لاهور وكان فاضلا كبيرا، جيد التفقه، حليما متواضعا، شديد التبعد، كثير الصمت، حسن السمت، له مهارة فی استخراج المسائل الجزئية و مهارة فی التدريس۔" (نزہۃ الخواطر ج ۸)

جامعہ نعمانیہ لاہور سے تکمیل کے بعد علی گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں استاذ الکل مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شہرہ آفاق درس قائم تھا۔ قدوۃ المحققین نے آپ سے علم ریاضی کا اکتساب کیا۔ تحریر اقلیدس (تصنیف نصیر الدین محقق طوسی) علم ہندسہ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جو سولہ مقالہ جات پر مشتمل ہے اور اس کا مقالہ اولیٰ مقامِ درس ہے لیکن آپ نے سولہ مقالات یعنی مکمل کتاب سبقاً پڑھ ڈالی۔

بعد ازاں دار العلوم دیوبند میں حاضر ہو کر مولانا محمود حسن دیوبندی سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔

وطن مالوف واپسی:

قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم وفنون کے حصول سے فراغت کے بعد ۱۹۰۲ء میں اپنے آبائی گاؤں وانڈہ محمد خان کی طرف ۲۷ سال کی عمر میں عود کیا۔

درس وتدریس

امام النحاۃ، قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ عالم، استاذ الکل اور علمِ نحو میں سیبویہ زمان تھے۔ آپ کو تمام علوم دینیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔ خاص طور پر صرف ونحو، فقہ واصول فقہ، ادبِ عربی، ہیئت، ربع المجیب، ربع المقنطرہ، زیج اور علم مناظرہ وغیرہ میں کامل دست رس رکھتے تھے۔ علم تفسیر اور حدیث میں بھی آپ کا تتبع اور تصفح قابل ستائش ہے۔ آپ درسیات کے جملہ علوم وفنون کا درس دیتے تھے، آپ کی شخصیت من حیث التدریس مشہور ومعروف تھی۔ طلبا دور دراز علاقوں سے آپ کے پاس تحصیل علم کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ''تحفۂ سلیمانی'' کی تصنیف کے سبب کچھ عرصہ تدریس میں انقطاع آیا کیوں کہ آپ کو اس کی تحقیق کے لیے دور دراز علاقوں کے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑ رہا تھا۔ طلبا اور محصلین میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی کہ انہوں نے تدریس ترک کر دی ہے تو آپ نے ''تحفۂ سلیمانی'' کی تکمیل پر اس وقفہ کے لیے طلبائے کرام سے اعتذار کرتے ہوئے اشتہار شائع کروایا:

''بندہ کے پاس ۱۳۲۶ھ شوال میں تحفۂ سلیمانی شروع ہوگی۔ جو طالب علم یہ کتاب یا کوئی اور سبق پڑھنا چاہتا ہے تو اطمینان سے آکر پڑھے۔'' (۱)

پھر تا دمِ زیست یہ سلسلہ تدریس منقطع نہیں ہوا۔ درس و تدریس میں اسی شہرت کی وجہ سے آپ نے تقریباً ۱۵ ر سال اپنے آبائی قصبہ سے باہر پاکستان کے مختلف مشہور آستانوں پر صاحب زادگان کی تعلیم و تعلّم کے لیے تدریس فرمائی، جن کا تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے۔

جامعہ محمودیہ کا قیام اور آغازِ تدریس:

علامہ غلام محمود رحمہ اللہ نے ہندوستان سے واپسی پر سب سے پہلے یہ کام کیا کہ ۱۹۰۳ء میں ولی کامل حضرت خواجہ پیر فتح محمد بھوروی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۴۸ء) کی اِیما پر پپلاں میں ایک دینی درس گاہ جامعہ محمودیہ قائم فرمائی۔ اِبتداءً اس درس گاہ کا قیام غالباً مائی صاحبہ والی مسجد میں ہوا، بعد میں مستقل جگہ حاصل کر کے مدرسہ وہاں منتقل کر دیا گیا، جس میں شعبۂ حفظ کے علاوہ درسِ نظامی کا بھی اِہتمام کیا گیا تھا۔ قدوۃ المحققین نے اپنی تدریس کا آغاز اسی مدرسہ سے کیا۔ آپ نے طلبا کو اس محنت، لگن اور جدوجہد سے پڑھایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے قلیل عرصہ میں دور و نزدیک سے آپ کے پاس طلبا کا جم غفیر ہوگیا۔ اپنی سب سے بڑی تصنیف ''تحفۂ سلیمانی'' حاشیہ بر تکملہ عبد الغفور کا آغاز بھی آپ نے اسی دور میں کیا۔

تدریسی زندگی کا خاکہ:

قدوۃ المحققین نے عمر عزیز کے تقریباً ۴۵ سال جملہ علوم و فنون کی تدریس فرمائی۔ جس کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے:

۱۹۰۲ء کو ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آبائی وطن پپلاں آئے۔ ۱۹۰۳ء میں اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں درس کا آغاز کیا تو پانچ سال تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ ۱۹۰۷ء میں مکھڈ شریف (اٹک) تشریف لے گئے، تین سال وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد تین سال چکی شیخ جی (کیمبل پور/ موجودہ چکوال) اور پھر تین سال وطن عزیز قیام

۱- پشت ورق تحفۂ سلیمانی، طبع اول

فرمایا۔ تین سال نڑھال (ملتان) میں پڑھایا۔ اس کے بعد بھیرہ شریف (سرگودھا) اور دو دفعہ مختلف اوقات میں مرولہ شریف (موجودہ معظم آباد، سرگودھا) میں قیام کیا، اور علما و صلحا سے اپنے کمالاتِ علمیہ پر دادِ تحسین سمیٹتے ہوئے آبائی وطن مراجعت فرمائی۔ پھر اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں تقریباً ۲۲ سال مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو کر تدریس فرمائی۔ یکم اگست ۱۹۴۸ء میں آپ کے وصال پر اس سلسلۂ علم وعرفان کا اختتام ہوا۔

درگاہِ معلّٰی مولوی محمد علی، مکھڈ شریف:

قدوۃ المحققین نے آستانۂ عالیہ مکھڈ شریف (۱) پر تین سال (۱۹۰۷ء تا ۱۹۰۹ء) تدریس فرمائی۔ قیامِ مکھڈ شریف کے پہلے سال ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ''تحفۂ سلیمانی'' بھی اسی سال مکمل فرمائی۔

مولانا محمد اسلم صاحب مدرّس آستانۂ عالیہ مکھڈ شریف آپ کے قیام مکھڈ شریف کے احوال بیان فرماتے ہیں:

> ''جب آستانہ عالیہ حضرت مولانا شاہ محمد علی مکھڈی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سجادہ نشین غوثِ زمان، امام المتوکلین حضرت مولانا پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی (متوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) از خود منصب تدریس پر تشریف فرما تھے، لیکن طلباے کرام کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ آپ صبح سے شام تک

۱- مولانا الشاہ محمد علی چشتی نظامی مکھڈی (متوفی ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء) قدس سرہ العزیز ایک خدا رسیدہ بزرگ، اصولی، منطقی فلسفی اور متبحر عالم دین تھے۔ ''شرح عقائد'' کی شرح ''خیالی'' کی تدقیقات حل کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ دور ونزدیک کے علماے دہر کی اس سلسلہ میں مراجعت اور جاے پناہ آپ ہی ہوتے تھے۔ برہان العاشقین خواجہ الشاہ سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء) کے خلیفہ اور خواجہ الشاہ غلام علی نقش بندی دہلوی (متوفی ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) کے خالہ زاد بھائی تھے۔ مکھڈ شریف میں درس گاہ قائم کی اور ساری زندگی متجر دہ کر علوم دینیہ کی درس وتدریس میں گزار دی۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

سلسلۂ اسباق سمیٹ نہیں سکتے تھے۔ تو آپ کو معاونت کے لیے ایک قابل ترین مدرس کی ضرورت تھی، تاہم کافی غور وخوض کے بعد آپ کی نگاہ استاذ الکل علامہ غلام محمود پپلانوی پر پڑی۔ جب مکھڈ شریف کے حوالے سے آپ سے رابطہ قائم کیا گیا تو آپ نے بہ خوشی قبول فرمالیا۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف پر آپ نے تین سال (۹-۱۹۰۷ء) تک قیام فرمایا۔

یوں تو آپ کے چشم فیضان سے ایک جہاں مستفید ہوا لیکن قیامِ مکھڈ کے دوران غوثِ زمان علامہ محمد غلام محی الدین مکھڈی کے فرزند ارجمند اور شیخ الشریعہ والطریقہ تاج الفقہا علامہ محمد عبدالحق بندیالوی متع اللہ تعالی المومنین بطول حیاتہ کے سسر مولانا احمد دین مکھڈی، علاقہ چھچھ (حضرو، اٹک) کی معروف شخصیت علامہ مفتی محمد حسین حضروی اور عیسیٰ خیل (میاں والی) کی نابغہ روزگار شخصیت پیر وارث شاہ کے اسما مشہور ومعروف ہیں۔ علاوہ ازیں اس وقت آستانہ عالیہ مکھڈ شریف پر افغانستان، قندھار اور بخارا کے طلبائے کرام کثیر تعداد میں موجود تھے، جن کے اسما مل نہ سکے۔

ایک علمی مباحثہ ومکالمہ:

علامہ پپلانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سجادہ نشین علامہ پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی کے مابین رفع سبابہ کے جواز وعدمِ جواز کے موضوع پر ایک علمی بحث مباحثہ ہوا تھا جس میں علامہ پپلانوی کا موقف جواز رفع سبابہ اور علامہ پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی کا عدم جواز تھا، تاہم علامہ پپلانوی نے علامہ محمد غلام محی الدین مکھڈی کے دلائل واقوال کو قوی، راجح قرار دیا تھا۔" (۱)

۱- مکتوبِ گرامی مولانا محمد اسلم حفظہ اللہ مدرّس آستانہ عالیہ مکھڈ شریف بہ نام راقم الحروف۔ مورّخہ ۱۲ر رجب المرجب ۱۴۳۸ھ/۱۰ر اپریل ۲۰۱۷ء

چکی شیخ جی:

حضرت شیخ محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیمبل پور (موجودہ چکوال) نزد لاوہ میں ایک خانقاہ قائم کی تھی، جس میں سلوک وتصوف کے علاوہ درس نظامی کے پڑھنے پڑھانے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ یہ مقام عوام وخواص میں چکی شیخ جی کے نام سے مشہور ہے۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف کے بعد قدوۃ المحققین چکی شیخ جی تدریس کے لیے تشریف لے گئے، یہاں پر بھی آپ نے تین سال (۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۲ء) تدریس فرمائی۔

نڑھال ضلع ملتان:

چکی شیخ کے بعد تین سال (۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۵ء) اپنے آبائی وطن پپلاں میں قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں تدریس کے جوہر دکھائے، بعدازاں بعض احباب کے اصرار پر موضع نڑھال میں تین سال تدریس کرتے رہے۔

بھیرہ شریف:

حضرت پیر محمد شاہ بھیروی (متوفی ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) آستانہ عالیہ امیر السالکین اپنے فرزند ارجمند ضیاء الامت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۹۹۷ء) کی تعلیم و تربیت متبحر اور قابل قدر اساتذہ کرام سے کروارہے تھے، اسی اثنا میں ان کی نگاہِ انتخاب فاضل پپلانوی پر پڑی تو فوراً آپ کو آستانہ عالیہ امیر السالکین بھیرہ شریف پر تدریس کی دعوت دی گئی، جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ آپ نے نہایت محنت اور جدوجہد سے پیر صاحب کو پڑھایا، اور دورانِ تدریس ایسی تحقیقاتِ علمیہ پیش کرتے تھے، جن کے بارے میں خود حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"قبلہ استاذ صاحب اس قدر محنتی تھے کہ ایک ایک لفظ پر 'جھگی' ڈال لیتے تھے۔" (۱)

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (متوفی ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء) فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل علوم میں ضیاء الامت علامہ محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کسب فیض کیا:

۱۔ صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۱۶

''فقہ، تفسیر، ادب، عروض اور ریاضی وغیرہ علوم کے لیے قدوۃ الفضلا مولانا غلام محمود قدس سرہ (پپلاں، میاں والی) مصنف 'نجم الرحمٰن' ومحشی 'تکملہ عبد الغفور' کو مدعو کیا۔'' (۱)

اور یہیں پر ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) نے آپ سے ''تصریح''، ''شرح چغمینی'' اور علم ریاضی کی دوسری کتب پڑھیں۔ قدوۃ المحققین کے قیام بھیرہ شریف کا دورانیہ اور سالِ ورود معلوم نہ ہو سکا۔

مرولہ شریف:

قدوۃ المحققین دو دفعہ مرولہ شریف (سابقہ معظم آباد، سرگودھا) درس و تدریس کے لیے تشریف لے گئے: ایک دفعہ خواجہ محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۲ء) مرید و خلیفہ مجاز خواجہ ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) کی تعلیم و تربیت کے لیے اور دوسری دفعہ خواجہ محمد حسین رحمہ اللہ کی درخواست و دعوت پر خانقاہ معظمیہ میں آئے تھے، تاکہ ان کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین معظمی (متوفی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) مرید و خلیفہ مجاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کو دورۂ حدیث کی تکمیل کرائیں۔

صاحب زادہ پروفیسر علامہ ریاض محمود مدظلہ نے ہم سے خود بیان فرمایا کہ

''مجھے خود مرولہ شریف کے صاحب زادہ صاحب نے بتایا کہ حضرت خواجہ غلام سدید الدین قدس سرہ اتنے فطین و فہیم تھے کہ دورانِ تدریس معلمین پر اعتراض و اشکال وارد کرتے، جب وہ جواب نہ دے سکتے تو خواجہ صاحب کی تعلیم و تعلم سے معذرت کر لیتے۔ اس ماحول میں علامہ غلام محمود قدس سرہ کو تدریس کے لیے دعوت دی گئی تو صاحب زادہ صاحب نے حسب روایت سابق دوران تدریس علامہ غلام محمود پر بھی اشکال وارد کر دیا۔ قدوۃ المحققین نے معقول جواب دیا، پھر تین دن تک اس مسئلہ پر گفتگو فرمائی۔ صاحب زادہ

۱- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۴۸۰

صاحب نے آپ کی تحقیق انیق پر سر تسلیم خم کیا اور یوں نشستِ محمودی سے کسب فیض کا سلسلہ آگے بڑھا۔"

آپ اپنے اہل خانہ سمیت تشریف لاتے تھے۔ ایک الگ مکان میں ان کی رہائش کا شایانِ شان بندوبست کیا گیا تھا۔ آپ تین مہینے شعبان، رمضان اور شوال پپلاں میں گزارتے اور باقی ایام خانقاہ معظمیہ میں رہ کر مشغول درس حدیث رہتے تھے۔ آخر دفعہ علامہ پپلانوی نے دو سال (۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۳ء) کا عرصہ خانقاہِ معظمیہ میں گزارا۔ تکمیل دورۂ حدیث پر حضرت خواجہ غلام سدید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو سندِ حدیث عنایت فرمائی اور آبائی وطن تشریف لے آئے۔ (۱)

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی (صدرِ شعبۂ فارسی، لمز یونی ورسٹی، لاہور) تحریر فرماتے ہیں:

"میرے دادا جان (خواجہ غلام سدید الدین معظمی) ہمیشہ اپنے فاضل اجل استاذ (علامہ غلام محمود پپلانوی) کی جلالت علمی کا تذکرہ کرتے تھے اور ان کے علمی و شخصی کمالات کے بارے میں رطب اللسان رہتے تھے۔" (۲)

رعب و دبدبہ والے مدرس:

حضرت قدوۃ المحققین بارعب شخصیت اور مدرس تھے۔ فن تدریس میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے شاگرد مولانا غلام یٰسین آستانہ عالیہ ڈنگ شریف آپ کی شخصیت اور طریقہ تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"سخت سردیوں میں سحری کے وقت ہم آپ کے دولت خانہ پر پڑھنے کے لئے جاتے، آپ بیٹھک میں تشریف لاتے اور چارپائی پر لیٹ کر پڑھاتے، لیکن ہم عبارت پڑھنے کے دوران ان کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاتے۔" (۳)

۱- صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۹-۱۱۸

۲- ایضاً، ص ۱۱۹

۳- ایضاً، ص ۲۶

مشاہیر تلامذہ:

حضرت قدوۃ المحققین سیبویہ زماں علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ سے ایک جہان نے شرفِ تلمذ حاصل کیا جن کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ بہ قول علامہ شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے اکثر وبیش تر تلامذہ علم وعرفان کے ماہ تاب بن کر چمکے۔ چند مشہور زمانہ تلامذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا علامہ فقیر سلطان اعظم قادری، چھچھ شریف

۲۔ حضرت مولانا صاحب زادہ احمد دین مکھڈی، آستانہ عالیہ مکھڈ شریف

۳۔ حضرت علامہ حافظ خواجہ غلام سدید الدین معظمی، آستانہ عالیہ معظمیہ

۴۔ حضرت ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی

۵۔ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان

۶۔ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (مدرسہ امینیہ، دہلی)

۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق، خلف الرشید

۸۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد شریف رضوی، مہتمم وبانی جامعہ سراجیہ رضویہ، بھکر

۹۔ حضرت مولانا علامہ ولی اللہ (۱)

۱۰۔ حضرت خواجہ پیر وارث شاہ (عیسیٰ خیل، ضلع میاں والی)

۱۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین حضروی (حضرو، ضلع اٹک)

۱۲۔ حضرت مولانا احمد حسن گھوٹوی (گھوٹہ، ملتان)

۱۳۔ حضرت مولانا پیر غلام یٰسین، آستانہ عالیہ ڈنگ شریف

۱۔ مولانا ولی اللہ صاحب' مولانا غلام رسول مرید حضرت خواجہ محمد دین ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہ کے داماد تھے، جو موضع انھی ضلع گجرات کی مشہور شخصیت تھے۔ ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی نے فلسفہ اور منطق کی بعض کتب چھ ماہ کے عرصہ میں آپ سے پڑھیں۔ مفتی محمد حسین شوق نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔

(ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۲-۱۷، صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۳۸)

علوم وفنون میں مہارت

قدوۃ المحققین ایک کثیر الجہت اور خداداد صلاحیتوں کی حامل و مالک شخصیت تھی، آپ کو ۱۴ سے زائد علوم وفنون: تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام ومناظرہ، صرف ونحو، عربی ادب، علم بلاغت (علم المعانی، البیان، البدیع) منطق و فلسفہ، علم ہیئت اور علم ریاضی (ہندسہ، حساب، ربع المجیب، ربع المقنطرہ) وغیرہ میں کامل عبور حاصل تھا، ان کے علاوہ سیرت اور تصوف میں بھی دور رس نگاہ اور وسیع مطالعہ رکھتے تھے، نحو میں سیبویہ زماں مشہور تھے، فقہی روایات کی قوت وضعف کو پرکھنے میں بے عدیل تھے، علم ریاضی وہیئت میں ایسی مہارت تامہ رکھتے تھے کہ استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی قدس سرہ جیسی فحول شخصیات نے بعد از فراغِ درسیات شرفِ تلمذ حاصل کر کے ان علوم کا آپ سے اکتساب کیا۔ یہاں پر کچھ حیران کن واقعات درج کیے جاتے ہیں، جن سے آپ کی علمی شان کا اندازہ ہوتا ہے:

- ملک المدرّسین علامہ عطا محمد بندیالوی اپنے درس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ "اُستاذِ محترم علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم ہیئت میں اس قدر مہارت حاصل تھی کہ آسمان پر بادلوں کو دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ اس میں اتنے ٹن پانی ہے اور اسی طرح بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی کڑک سن کر بتا دیتے تھے کہ اتنے میل دور ہے۔" (۱)
- استاذ الکل علامہ مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم ملکھڈ شریف میں بڑے استاذ رحمہ اللہ سے پڑھتے تھے ایک دن بعد نماز عصر ہم بڑے استاذ کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے ایک پہاڑ پر سیر کے لیے گئے ہوئے تھے تو جانب مقابل میں واقع پہاڑ کے دامن میں ڈھلتے ہوئے سورج کے منظر کو دیکھ کر بڑے استاذ صاحب فرمانے لگے کہ کتنا خوب صورت اور دل کش

۱- بہ روایت استاذ الکل ابوالفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ

سین (منظر) ہے، اگر یہاں خواجہ شاہ نصیر الدین ہوتے تو خوب صورت الفاظ اور دل کش انداز میں منظر کشی کر لیتے اور اگر استاذ علامہ غلام محمود پپلانوی رحمہ اللہ ہوتے تو دریا کے کناروں کے درمیان فاصلہ کو دیکھ کر بتا دیتے کہ اتنے میل ہے۔

- قدوۃ المحققین کی علم ریاضی میں مہارت پر آپ کے پوتے علامہ ریاض محمود مدظلہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تحصیل علم کی غرض سے گیا، خواجہ امیر السالکین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۲۷ء) کے مزار کے احاطہ میں واقع مسجد کے امام مولوی کرم علی نے مجھے بتایا کہ تمھارے دادا (علامہ پپلانوی) حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کو دیکھ کر اس کی اونچائی بتا دیتے تھے کہ اتنے فٹ اور انچ اونچا ہے۔

- اور اسی طرح ایک دفعہ صاحب زادہ پیر سیّد نصیر الدین نصیؔر رحمہ اللہ نے قبلہ استاذ المکرّم بندیالوی علیہ الرحمہ سے اِستفسار کیا کہ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ کس علم میں ماہر تھے؟ تو قبلہ استاذ المکرّم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"شیخ الجامعہ صاحب اور استاذ بندیال شریف والے، استاذ صاحب پپلاں والے مولانا غلام محمود صاحب اور استاذ صاحب اچھرہ والے مولانا مہر محمد صاحب یہ تمام شخصیات جس علم میں لب کشائی فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ یہ اس فن میں ماہر ہیں الغرض یہ حضرات مقدسہ ہر فن میں ماہر تھے۔" (۱)

بہ حیثیت مناظر

قدوۃ المحققین قدس سرہ کا شمار ان برگزیدہ شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ جملہ فنون میں حظ وافر عطا فرماتا ہے۔ آپ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے علاوہ فن مناظرہ کے میدان میں بھی نابغہ روزگار تھے۔ اگرچہ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر و بیش تر حصہ تدریس میں گزارا، لیکن جب وہابیہ نجدیہ کی طرف سے طعن و تشنیع کا سلسلہ عقائد اہل سنت پر

۱- ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۳۵۴

بالعموم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر بالخصوص دراز ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے درس و تدریس کے حصار کو توڑ کر میدان مناظرہ میں قدم رکھا اور عقائد اہل سنت کے دفاع کے لیے متعدد مناظروں میں شریک ہوئے، جیسا کہ ''نجم الرحمٰن'' کے آخر میں ''اِعلان واجب الاذعان'' میں فرماتے ہیں:

''اس خاکسار نے جو زرِ کثیر صرف کر کے چار پانچ سال محنت اٹھا کر ایک فہرست مناظرہ تیار کی ہے محض ذات بابرکات آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کی ہے۔''

آپ نے جن مناظروں میں کسی طرح بھی شرکت کی اُن کا مختصر حال درج ذیل ہے:

۱-مناظرہ واں بھچراں (میاں والی):

حضرت قبلۂ عالم مجددِ دین وملت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ اور مولوی حسین علی واں بھچروی شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی کے درمیان علم غیب کے موضوع پر یہ مناظرہ ہوا، جس میں مولوی صاحب قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کے پہلے سوال پر ہی مبہوت ہو گیا۔ بہ قول علامہ شاہ حسین گردیزی: قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ بھی اس مناظرے میں پیش پیش تھے۔ (۱)

۲-مناظرہ موضع ڈوکری (خوشاب):

اس مناظرہ میں دیوبندیوں کی طرف سے مولوی حسین علی مؤلف بلغۃ الحیران (واں بھچراں، میاں والی) اور مولوی فضل کریم بندیالوی (بندیال ضلع خوشاب) مناظر تھے جب کہ اہل سنت کی طرف سے مولانا علامہ سلطان اعظم قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، استاذ العلما فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی قدس سرہ، علامہ غلام محمود رحمہ اللہ، مولانا قطبی شاہ رحمہ اللہ (ملتان) اور مولانا نور محمد شاہ ہاشمی رحمہ اللہ (ساکن چھڈ، کندیاں، میاں والی) تشریف لائے۔ اس مناظرہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو فتح مبین عطا فرمائی۔

۱- تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۴۹

۳-مناظرہ سلاں والی (سرگودھا):

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) نے مؤرخہ ۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ/ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء کو سلاں والی میں مسئلہ علم غیب پر مولانا حشمت علی خان لکھنوی اور مولوی منظور احمد نعمانی دیوبندی کے مابین ایک مناظرے کا اِہتمام کروایا۔ مولانا کرم الدین دبیر (متوفی ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) اہل سنت کی جانب سے صدر تھے۔ اِس مناظرہ میں علمائے اہل حق کو فتح عظیم اور فریق مخالف کو شرم ناک شکست ہوئی اور اس فتنے کا بالکل استحصال ہو گیا۔

مجلس مناظرہ میں علامہ غلام محمود پپلانوی، پیر قطبی شاہ ملتانی، محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، مفتی اعظم پاکستان مولانا سیّد ابوالبرکات احمد قادری، مولانا قطب الدین جھنگوی، مولانا محمد حسین مرولوی اور مولانا ظہور احمد بگوی بھی تشریف لائے تھے۔ (۱)

۴-مناظرہ واں بھچراں:

یہ مناظرہ قدوۃ المحققین قدس سرہ کی زندگی کا سب سے اہم، تاریخ ساز اور عہد ساز مناظرہ ہے۔ حضرت قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ سے کھائی ہوئی عبرت ناک شکست کی تلافی کے لیے مولوی حسین علی واں بھچراں نے علم غیب کے موضوع پر دو فتوے مرتب کروا کر حضرت قبلۂ عالم کے مرید با کمال قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی جو آپ کے ہم راہ مناظرہ واں بھچراں میں موجود تھے' کی طرف ارسال کر کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ان فتووں میں انبیا و اولیا کے حق میں کس طرح کی زبان استعمال کی گئی تھی' یہ مصنف کے قلم سے پڑھیے:

"پس اصحاب خبرت و اہل بصیرت پر واضح ہو کہ ان ایام نافرجام میں میرے پاس دو فتوے آئے: ایک قلمی اور دوسرا مطبوعہ، جن میں انبیائے عظام خصوصاً سیّد المرسلین و اولیائے کرام خصوصاً ائمہ آلِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اثبات جہل میں بڑا

۱- ماہ نامہ "شمس الاسلام"، بھیرہ، محرم ۱۳۵۶ھ/ اپریل ۱۹۳۷ء، جلد ۸، شمارہ ۴، ص ۶-۳۵، بہ حوالہ آفتابِ ہدایت، مقدمہ، ص ۴۳

زور لگایا گیا تھا ہر طرح اشارۃً وکنایۃً جس طرح ہوسکا اپنا مطلب نکالا، نہ ناسخ سوچا نہ منسوخ سمجھا ہر طرح اپنا عقیدہ فاسدہ ثابت کیا گیا ہے اور حضرت سیّد قائد الغر المحجلین کے سبّ کرنے میں کچھ کوشش فروگذاشت نہیں کی گئی اور بہت بکواسوں سے کام لیا گیا ہے۔ جس قدر آیات بینات پیش کی گئی ہیں سب کی سب منسوخ ہیں یا مؤوّل ہیں اور جو اشخاص صاحب لولاک عالم ماکان ومایکون کے علم غیب کے قائل ہیں ان پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے بل کہ ان کو مشرک کہا گیا ہے اور ان کفر فروشوں نے عیب جوئی انبیاے عظام میں اس قدر زور لگایا ہے کہ روافض بھی عیب جوئی اصحاب کرام میں اس قدر کوشش نہ کرتے ہوں گے ہر طرح تحریف آیات بینات کی کر کے مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ کے بنے۔" (۱)

ایک راسخ العقیدہ عالم فاضل اس طرح کی زباں کو انبیاے عظام خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سن کر کیسے خاموش رہ سکتا تھا، چناں چہ آپ نے فوراً اس چیلنج کو قبول کرلیا۔

اس مناظرہ میں دیوبند کی جانب سے مولوی حسین علی واں بھچراں اور ان کے شاگرد مولوی فضل کریم بندیالوی کے علاوہ مولویوں کا ایک وفد تھا اور اہل سنت کی جانب سے مناظر حضرت قدوۃ المحققین اور مشیر مناظرہ علامہ نور محمد شاہ ہاشمی (متوفی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء) تھے۔ بہ قول مولانا میاں محمد (مہتمم جامعہ شمع صدیقیہ رضویہ، میاں والی): مناظرے میں کئی گھنٹے کی بحث کے بعد مذکور مولوی صاحب مخبوط الحواس ہوکر بھاگ گیا۔ (۲) الحمدللہ اس مناظرہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو فتح مبین عطا فرمائی۔ (۳)

۱- نجم الرحمٰن، ص ۲-۱، اشاعت اول

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ، ص ۲۵

۳- ۱۹۲۵ء کے اس مناظرہ میں مولوی حسین علی واں بھچروی (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء) اور اس کے متبعین کو اسی طرح تاریخ ساز شکست ہوئی، جیسے دہلی کی جامع مسجد میں شاہ اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کو علامہ فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء) کے ہاتھوں ۱۲۴۰ھ میں اور مولوی خلیل احمد سہارن پوری (متوفی ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء) کو علامہ غلام دستگیر قصوری (متوفی ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) کے ہاتھوں ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء میں مناظرۂ بہاول پور میں شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔

مناظرۂ واں بھچراں کے دو سال بعد ۱۹۲۷ء میں مولوی حسین علی کی دعوت پر مولانا انور شاہ کشمیری دیوبند سے میاں والی آئے۔ جماعتِ داعیہ نے مولانا سے میاں والی کے اطراف و اکناف میں علم غیب کے موضوع پر تقاریر کروائیں اور بھرپور کوشش کی کہ مولانا کشمیری رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب کے معتقد پر کفر کا فتویٰ دیں، لیکن مولانا موصوف نے صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا:

"یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ رسول کریم ﷺ کو علم کلی یعنی تمام مغیبات کا دیا گیا ہے تو اس کو میں کافر و مشرک نہیں کہتا اور نہ کہنا چاہیے۔" (۱)

۱۹۲۷ء ہی میں قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مناظرۂ واں بھچراں کی روداد کے طور پر فہرست مناظرہ کو ترتیب دے کر شائع کیا۔ اس مناظرہ اور کتاب کے عوام و خواص پر گہرے اثرات مرتب ہوئے بالخصوص وہ علما حضرات جو مولوی حسین علی صاحب سے نسبت رکھتے تھے اور مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ میں شریک ہوئے تھے، بعد از مناظرہ مولوی صاحب کی بیعت توڑ کر نہ صرف عقیدۂ فاسدہ سے تائب ہوئے بل کہ قدوۃ المحققین کے دست راست بنے اور خاصی تعداد میں نجم الرحمٰن خرید کر مفت وہابیوں میں تقسیم کروائی۔

قدوۃ المحققین نے کتاب کے آخر میں ایک "اعلان واجب الاذعان" شائع کروایا تھا جس میں بعد از مناظرہ واں بھچراں کے حالات ذکر کیے:

"بخدمت علمائے عظام و تجار کرام واضح باد کہ خدا کے فضل و کرم سے جس زمانے میں مناظرہ واں بھچراں ہوا تھا اس مناظرے کے بعد بعض علمائے کرام نے مولانا نور محمد صاحب مشیر مناظرہ ساکن چھڈ کندیاں کو فرمایا کہ مولوی غلام محمود مسئلہ علم غیب میں اگر میرے ساتھ مناظرہ کریں تو میں پچاس روپیہ انعام دوں گا۔ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ وہ مناظر میرا اہم خیال ہے اور مولوی حسین علی صاحب کی بیعت توڑ کے اس مسئلہ میں میرا بازو راست بنا ہوا ہے اور وہ وفد علما جو مناظرہ سے شکست کھا کر حضرت سیالوی صاحب کے

۱۔ نجم الرحمٰن، ص ۸۰، اشاعت اول

ساتھ پناہ گزین ہوئے تھے اور مفاتیح خمسہ کے انکار کا فتویٰ لکھوالائے تھے اب اُن علما سے جو اصل منکر تھے اکثر مفاتیح خمسہ کے قائل ہو گئے ہیں بہمہ انقلابات بہ برکت توجہ حضرت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے میری کوئی بزرگی نہیں، اب ہر مسلمان خاص و عام کا فرض ہے کہ تشہیر اس کتاب میں کمال کی کوشش فرمائے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مبین کی خاص خدمت سمجھے اور ملک تاج محمود سکنہ بندیال و مولوی سرسی صاحب کی طرح سو نسخہ یا کم و بیش خرید کر وہابیوں میں تقسیم کرے اور ثواب دارین حاصل کرے اور اس خاکسار نے جو زر کثیر صرف کر کے چار پانچ سال محنت اٹھا کر ایک فہرست مناظرہ تیار کی ہے محض ذات بابرکات آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کی ہے۔" (۱)

بیعت و اِرادت

قدوۃ المحققین سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے شیخ کامل، تاج دارِ گولڑہ، اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت علامہ پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) کے دستِ حق پرست پر ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں بیعت ہوئے۔

علامہ غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وقرا الفنون على الاستاذ الشهير العلامة غلام احمد الحافظ آبادى المدرس فى المدرسة نعمانية الهند و شرف فى ذالك الاوان بزيارة الغوث الكامل العارف الشهير والمحقق النحرير امام علماء الاعلام السيد مهر على شاه الگولڑوى رضى الله عنه حين جاء المرشد الگولڑوى رضى الله عنه فى لاهور المناظرة بالدجال القاديانى ...... وقد كان بايع زمان اقامته فى قصبة مكهڈ الشريف على يد العارف الاوحد الغوث الامجد السيد

۱۔ پشت ورق نجم الرحمٰن، اشاعت اول

مهر علی شاه الگولڑوی رضی اللہ عنہ۔" (۱)

اورعلامہ شاہ حسین گردیزی مدظلہ اس انداز میں آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک ہونے کو بیان کرتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت مجدد امت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ جب ۲۴/اگست ۱۹۰۰ء کو مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ کے لیے لاہور گئے تو اس وقت آپ جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام احمد حافظ آبادی کے زیر درس تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو پہلی مرتبہ دیکھا، اور آپ کی محبت اور الفت دل میں بسالی۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلال پوری کی دعوت پر ان کی خدمات عالیہ میں حاضر ہوئے اور کئی دن قیام فرمایا لیکن وہ لاہور والی ملاقات آپ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں کھینچ لائی چناں چہ قیام مکھڈ شریف، گولڑہ شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت سے بیعت کرلی۔"

شیخ طریقت سے محبت:

قدوۃ المحققین کو اپنے شیخ شریعت وطریقت سے حد درجہ عقیدت والفت تھی اور یہ محبت کسی عامی کی محبت نہیں تھی، بل کہ ایک خدارسیدہ عالم فاضل کی اپنے شیخ کامل سے محبت تھی اور ایسی محبت کیوں نہ ہو! جب آپ نے قبلہ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کی کمالاتِ علمیہ و روحانیہ کا بہ نظر غائر مشاہدہ کرنے کے بعد عقیدت ومحبت کا یہ روحانی سلسلہ استوار کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی تصنیف لطیف "تحفۂ سلیمانی" کے مقدمہ میں اپنے شیخ کامل کی مدح وتوصیف خوب صورت، جاذب اوردل کش انداز میں بیان فرمائی ہے کہ ایک ایک لفظ سے قبلہ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کی کمالات علمیہ وروحانیہ کا اظہار بہ درجہ اتم ہوتا ہے:

"من هو فی هذا الزمان رئیس عساكر الاولياء وقائد عرمرم الفضلاء قاموس العلم و غطمطم الحلم۔ شعر

۱- الیواقیت المهریة، ص ۲۰-۱

علامة العلماء واللج الذی
لا ينتهی و لكل لج ساحل

امام المتقين قدوة السالكين صدر المهرة فی هذه الاوقات ديدنه مصداق عادات السادات سادات العادات اقول:

شريف ازيحی لا يزال　　كريما بيد ليس له مثال
وعقل قد يدين له علوم　　صعاب ليس يدركها الخيال
وقد سالت علوم اين ناوی　　اشرت اليه ذاك هو المآل
هو الفهام مولانا شفيق　　وقرم لا يضاهيه الرجال
فصدقنا مقالا يا صدوق　　فهل كثرت علومك او رمال
وهل انت الغزالی او فلاطون　　وهل ثقلت وقارك او جبال
الا يا مادح الطمطام فاسكت　　فان المدح ليس لك المجال

مرشدنا و هادينا مو موق الاله سيدنا و ابن سيدنا مهر علی شاه ادام الله الطافه علی رء وس من اطراه۔ ولله در القائل لو عناه۔ شعر

اذا ما العاملون عروك قالوا　　افدنا ايها الحبر الهمام
وقد اعطيت مالم يعط خلق　　عليك صلوة ربك والسلام (۱)

ملک المدرّسین استاذ العرب العجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) فرماتے ہیں کہ

''میرے استاذ گرامی جناب حضرت مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی قدس سرہ نے حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں تحفۂ سلیمانیہ میں ایک عربی منقبت لکھی ہے وہ بندہ کو بے حد محبوب ہے اور حضور قبلہ

۱۔ تحفۂ سلیمانی، ص ۳

عالم پیر سیّد مہر علی شاہ قدس سرہ کی شان بیان کرنے والے کو اس منقبت کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس میں مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔'' (۱)

اولاد:

حضرت قدوۃ المحققین قدس سرہ کی اولاد میں ۲ صاحب زادے ہیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱- حکیم تصدق حسین معروف بہ مولوی نذیر عالم

۲- حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق

مولانا شوق کے بیٹے پروفیسر علامہ ریاض محمود صاحب مدظلہ ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ محمودیہ رضویہ کے ناظم و مہتمم ہیں اور خاندان کی علمی میراث کے وارث ہیں۔

تحریک پاکستان میں کردار:

قدوۃ المحققین کی ساری زندگی دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور تدریس میں گزری، لیکن جب مسلمانان ہند کے لیے ایک آزادانہ خودمختار ارض پاک جسے قرآن وسنت کے وضع کردہ قوانین پر استوار کیا جائے گا' کی بات چلی جسے بعد میں تحریک پاکستان کا نام دیا گیا تو آپ نے نہ صرف اس تحریک کی زبردست حمایت کی بل کہ عملی طور پر بھرپور حصہ لیا۔ علما ومشائخ کو خطوط لکھے جس میں انھوں نے کانگرس کے حمایتی علما کی کج فہمی اور کم عقلی پر حیرت کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق پر زور دیا۔ (۲)

تصوف کی ایک نایاب کتاب کی تلاش وجستجو:

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی اپنی کتاب بازگشت میں بیان کرتے ہیں کہ

''ایک روایت کے مطابق علامہ اقبال کو تصوف کے حوالے سے ایک نایاب

۱- ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۲۵۱

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں ص ۱۴۲، بہ حوالہ مسوّدات مولانا غلام محمود

کتاب کی ضرورت تھی وہ پورے ہندوستان میں کہیں سے نہیں مل رہی تھی، انھوں نے پیر مہر علی شاہ سے اپنی مشکل بیان کی تو انھوں نے کہا کہ یہ کتاب پپلاں سے مل سکتی ہے، چناں چہ حافظ غلام محمود صاحب سے رابطہ کیا گیا، پپلاں ریلوے اسٹیشن پر علامہ محمد اقبال اور مولانا غلام محمود کی ملاقات ہوئی، مختصر تبادلہ خیالات بھی ہوا، لوگ بھی علامہ اقبال کو دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ علامہ اقبال صاحب پپلاں جیسے دور دراز علاقے کے ایک گوشہ نشین عالم سے بہت متاثر ہوئے۔'' (۱)

گم شدہ ہار مل گیا:

قدوۃ المحققین کے تعویذ لکھنے کی برکت سے پیر گھرانے کی ایک خاتون کا گم شدہ ہار مل گیا۔ پروفیسر علامہ ریاض محمود مدظلہ بہ زبانِ خود بیان فرماتے ہیں کہ

''جب میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تحصیل علم کے لیے گیا تو ایک دن حضرت پیر کرم شاہ کی والدہ محترمہ جب انہیں یہ پتہ چلا کہ علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ کا پوتا بھی یہاں پر زیر تعلیم ہے انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا کہ کیا تم تعویذ لکھ لیتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے دادا علامہ غلام محمود تو تعویذ لکھنے میں بہت ماہر تھے۔ اس کے بعد اس پیغام رساں نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ یوں ہوا کہ پیر گھرانے کی مستورات میں سے ایک کا رات کے وقت قصبہ سے باہر قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے ہار گم ہو گیا تھا۔ بہت ڈھونڈنے کے بعد جب ہار نہ ملا تو صبح علامہ غلام محمود پپلانوی سے تعویذ لکھوایا گیا۔ تعویذ لکھنے کے کچھ ہی گھنٹے بعد ایک آدمی وہ ہار لے کر آ گیا۔''

۱۔ صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں ص ۳۱، تذکرہ اولیائے کرام سرزمین میانوالی، ص ۱۶۳، بہ حوالہ بازگشت، ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

سفرِ آخرت

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ یکم اگست ۱۹۴۸ء کو دارِ فانی سے دارِ بقا کا رختِ سفر باندھا۔ آپ کے فرزندار جمند حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق نے نماز جنازہ پڑھائی اور علم وفضل کے آفتاب کو پُرنم آنکھوں کے ساتھ سپردِ خاک کیا۔ (۱)

اربابِ علم وفضل کے تاثرات

- محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قدس سرہ (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء):

''میں مولانا غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلف الصالحین میں شمار کرتا ہوں۔'' (۲)

- ملک المدرّسین علامہ عطا محمد بندیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء):

''ایک بار حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) نے اٹھ کر مولانا شوق کا استقبال کیا تو اس مجلس میں مولانا شوق صاحب کے استاذ محترم مولانا مہر محمد اچھروی (متوفی ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) جو کہ شیخ الجامعہ کے شاگرد عزیز تھے وہ بھی موجود تھے تو اپنے استاذ محترم سے عرض کرنے لگے کہ حضرت شوق صاحب بھی اپنے عزیز ہیں یعنی شاگرد، تو شیخ الجامعہ قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نشست محمودی (علامہ غلام محمود قدس سرہ) کا خیال کرتے ہوئے اِحترام واِکرام کر رہا ہوں۔'' (۳)

- حضرت مولانا علامہ غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ (چشتیاں شریف):

''الفاضل الشهير والعالم النحرير استاذ العلماء الاعلام حضرة العلامة الحافظ غلام محمود رحمه الله تعالى''(۴)

۱- تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۵۰

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵

۳- ایضاً، ص ۴۴

۴- اليواقيت المهرية، ص ۲۰

- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء):

''قدوۃ المحققین علامہ مولانا غلام محمود قدس سرہ (محشی تکملہ عبدالغفور) امامِ معقولات ومنقولات، فاضلِ ریاضیات، عربی ادب کے بلند پایہ ادیب اور فقہ حنفی کے جید عالم فاضل، سیبویہ زماں۔''

اور دوسری جگہ یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

''آپ کو تمام علوم دینیہ میں مکمل عبور حاصل تھا، خاص طور پر صرف ونحو، فقہ و اصول فقہ، ادبِ عربی، ہیئت، ربع المجیب، ربع المقنطرہ اور زیج وغیرہ میں دست رس رکھتے تھے۔ آپ کے تلامذہ اکثر وبیشتر علم وعرفان کے ماہتاب بن کر چمکے۔'' (۱)

- مولانا علامہ شاہ حسین گردیزی (کراچی):

''اِمام النحات حضرت مولانا غلامِ محمود۔ آپ کو علوم دینیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔ تمام علوم وفنون کی کتابوں کا درس دیتے۔ دور دراز سے طالبان علم آپ سے اُستفادہ کے لیے حاضر ہوتے۔ علم نحو میں سیبویہ زماں مشہور تھے۔'' (۲)

- شیخ الحدیث علامہ محمد شریف رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء) بھکر:

''قبلہ مولانا حافظ غلام محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ممتاز عالم دین، علوم دینیہ کے مثالی مدرس، امام النحاۃ ہونے کے علاوہ منطق، ریاضی، ہیئت اور فقہی معاملات میں دست رس تامہ رکھتے تھے۔'' (۳)

- نام ور تجزیہ نگار اور روزنامہ ''نوائے وقت'' کے معروف کالم نگار ڈاکٹر محمد اجمل نیازی:

''مولانا شوق کے والد حافظ غلام محمود ایک باکمال آدمی تھے۔ ان دنوں پپلاں ذکرِ حق اور ذکرِ رسول سے اس طرح گونج رہا تھا جس طرح صبح کے وقت پرندوں سے بھرا ہوا گلشن مہکتا ہے۔ حافظ صاحب کے علم وفضل کی کہانیاں

۱- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۳۴۱

۲- تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۴۸

۳- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۷۱

لوگوں کے دلوں میں دھڑکتی ہیں وہ اپنے کردار میں قرونِ اولیٰ کے بڑے عالموں جیسے تھے۔ دین کے معاملے میں اتھارٹی تصور کیے جاتے تھے۔ میرے خیال میں جب کوئی مولوی ذوق وشوق کی فراوانی میں صوفی نہ ہو بات نہیں بنتی۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ میں تصوف کے ذوق پر زور دے رہا ہوں کسی بھی فن میں ذوق نہ ہو تو کیف اور کیفیتیں روٹھی رہتی ہیں۔ حافظ صاحب مولوی بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ انہوں نے صاحب زادہ کے دل میں یہ دونوں روشنیاں جلا دیں۔'' (۱)

- ڈاکٹر سفیر اختر (اختر راہی)، ایڈیٹر شش ماہی ''نقطہ نظر''، اسلام آباد:

''موصوف وسیع النظر اور صاحب مطالعہ عالم دین تھے۔ درسِ نظامی کے جملہ فنون پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کی تصنیفات میں تحقیق و تدقیق کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔'' (۲)

- مولانا میاں محمد (شاگردِ محدثِ اعظم پاکستان):

''حضرت علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ علمِ فقہ ونحو، علم معانی، علم ریاضی اور علمِ فلسفہ میں وقت کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ کو مفتی اعظم پاکستان کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کا ہر فتویٰ اِتنا قوی اور مدلل ہوتا کہ کسی کو تردید یا مخالفت کی جرات نہ تھی اور نہ ہی مخالف اس کا سامنا کر سکتا تھا۔ علم مناظرہ اور مناظر ہونے میں بے مثل تھے۔'' (۳)

- ''صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور'':

''مولوی غلام محمود ولد نورنگ، وینس، خان محمد وانڈہ، میاں والی، مشاہیر علما سے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ مکھڈ میں صدر مدرّس تھے۔'' (۴)

۱- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں بحوالہ بازگشت، ص ۳۱

۲- تذکرۂ علمائے پنجاب، ص ۲-۵۰۱

۳- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵

۴- صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص ۱۴۷

تصنیف وتالیف

قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خدا رسیدہ عالم، متکلم، فقیہ، محدث، مفسر اور نحوی ہونے کے علاوہ عربی علوم کے بہترین ادیب، شاعر اور مصنف تھے۔ تصنیف و تالیف کے لیے آپ کو زیادہ وقت نہ ملا، مگر آپ کی خصوصیت یہ ہے اس میدان میں آپ نے جو کچھ چھوڑا وہ انمول اور تاریخی ہے۔ آپ کی عربی، فارسی اور اردو زبان میں تصانیف موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

١- تحفۂ سلیمانی — عربی

٢- نجم الرحمٰن — اردو

٣- ارمغان شاداں — فارسی

٤- شرح قصیدہ غوثیہ (١)

ان کے علاوہ آپ کے دو رسالے علمِ نحو اور علم ریاضی میں ہیں، شرح و رسائل مذکورہ دست یاب نہیں ہو سکے۔ یہاں اوّل الذکر دو کتب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

تحفۂ سلیمانی

مولانا عبدالغفور لاری (متوفی ٩٢١ھ) تلمیذ جامی نے شرح جامی کا حاشیہ تحریر کرنا شروع کیا تو اس میں کافیہ کے باقی شارحین بالخصوص ملا عصام الدین اسفرائنی (متوفی ٩٤٣ھ) تلمیذ جامی کے مولانا جامی (متوفی ٨٩٨ھ) پر جو اعتراضات تھے ان کے جواب دینے کا اِہتمام بھی کیا اور جب مرکبات کی بحث تک پہنچے تو ان کی رحلت ہو گئی، جس کی وجہ سے مولانا عبدالغفور لاری قدس سرہ العزیز کا حاشیہ ادھورا رہ گیا۔

١- تحفۂ سلیمانی، ص ٦١، حاشیہ ٤

علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی فاضل لاہوری (متوفی ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء) کا دور علمی آیا تو آپ نے پہلے تو ابتدا سے مرکبات تک مولانا عبدالغفور لاری کے حاشیہ پر حواشی لگائے، پھر مرکبات سے اِختتام تک عبدالغفور لاری کی طرز پر ''شرح جامی'' کا حاشیہ لکھا۔ یوں عبدالغفور لاری کا شرح نما حاشیہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اور فاضل لاہوری کا حاشیہ جامی ''تکملہ عبدالغفور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ تکملہ عبدالغفور اتنی بہترین اور شان دار کتاب ہے کہ علمائے دہر نے اسے درسِ نظامی میں شامل کر لیا یوں اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج برصغیر میں پڑا۔

فاضل لاہوری کے دور سے لے کر علامہ غلام محمود پپلانوی کے دور تک کسی فاضل نے اس پر مستقل حواشی نہیں لگائے یا لگائے تو گئے لیکن منظر عام پر نہ آسکے۔ بہر حال ہماری معلومات کے مطابق قدوۃ المحققین، سیبویہ زمان علامہ غلام محمود وہ پہلے نحوی اور فاضل ہیں جنھوں نے تکملہ عبدالغفور جیسی ادق کتاب پر شگفتہ سلیس اور جامع عربی میں مستقل حاشیہ چڑھایا اور علمائے دہر سے سیبویہ زمان کا لقب پایا۔ یہ آپ کی تصنیفات میں سب سے بڑا، منفرد، تاریخی، علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔

ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) اپنے استاذ کی تصنیف لطیف ''تحفۂ سلیمانی'' پر اس انداز سے تبصرہ فرماتے ہیں:

> ''استاذ محترم علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلیس، شگفتہ اور رواں عربی عبارت میں تکملہ عبدالغفور کے مطالب اس خوبی سے بیان کیے ہیں جنہیں دیکھ کر بے ساختہ علامہ تفتازانی کی دقت نظر اور تحریر کی فصاحت و بلاغت کا نقشہ یاد آجاتا ہے۔'' (۱)

۱- بہ روایت استاذ الکل ابوالفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن بندیالوی و صاحب زادہ علامہ ریاض محمود پپلانوی مد ظلہما

تحفۂ سلیمانی کی وجہ تسمیہ:

اصحاب علم کا زمانہ قدیم سے معمول رہا ہے کہ اپنی تصنیفات کو قدر شناس سلاطین کی خدمات میں پیش کرتے رہے تا کہ علمی انکشاف منصہ شہود پر آکر ہر خاص و عام کے لیے باعث انتفاع ہو سکیں اور سلسلۂ تالیفات جاری رہ کر علوم وفنون کی ترقی کے واسطے موجب ہو لیکن قدوۃ المحققین نے آیت مبارکہ "کونوا مع الصادقین" (اچھے سنگ ترے) کا مصداق بنتے ہوئے اور حدیث نبوی "المر مع من احب" پر عمل اور متقدمین کے طریقہ سے اعراض کرتے ہوئے اپنے سرمایۂ علمی کا انتساب سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے تاجدار برہان العاشقین خواجہ الشاہ محمد سلیمان تونسوی پیر پٹھان قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء) کی جناب میں کیا ہے اور انہی کے نام نامی اسم گرامی پر اپنی کتاب کا نام "تحفۂ سلیمانی" رکھا۔

اور تحفۂ سلیمانی کے مقدمہ میں بہ ایں الفاظ آپ کی مدح و توصیف کرتے ہیں:

"ثم لما اهديت هذ االعلق النفيس الى سلطان الماهرين و سيد العارفين معرضا عن ذكر السلاطين و مدح الخوانين لوحته باسم مرشده و مبدا فيضه قطب مدار اولياء زمانه و غوث عرفاء اوانه مغذمر طائفة الابدال، طأطأ دون سر اوقات هيبته اعناق اولى العلم والافضال مدرار الدّر والدُّر، آخذ نواصى العبد والحر، مالك الملوك والمماليك، متعاهد الاغنياء والصعاليك الذى هو الانسان العين كالعين للانسان اعنى هادينا و مرشدنا خواجه محمد سليمان۔ شعر

اصبحت منصورة رايات دين المصطفى

منه واستردى جهادا من الى الحاد وحاد

فسمیته التحفة السلیمانیة غبطة لتحفة شاهجهانیة۔" (۱)

آپ کو برہان العاشقین پیر پٹھان قدس سرہ العزیز سے اتنی محبت، مودت اور والہانہ عقیدت تھی کہ جب "تحفۂ سلیمانی" پہلی دفعہ منظر عام پر آئی تو اس پر آپ نے یہ اعلان شائع کروایا کہ

"پیر پٹھان قدس سرہ العزیز کے اس سال عرس مبارک تک، آپ کی ذی قدر نسبت کی وجہ سے 'تحفۂ سلیمانی' اپنی اصل قیمت سے ربع حصہ کم قیمت پر ملے گا۔"

تحفۂ سلیمانی کی درس وتدریس کا طریقہ:

قدوۃ المحققین نے خود "تحفۂ سلیمانی" کے آخر میں شائع کردہ اشتہار بہ نام "معلمین کے لیے ہدایت" میں فرماتے ہیں کہ

"یہ کتاب دو مراحل میں مکمل ہوئی، اول: بحث فعل سے لے کر اختتام تک حاشیہ لگایا، دوم: بحث مرکبات سے تا آخر فعل تک دوسرے مرحلہ میں حاشیہ لگایا۔ اس لیے معلمین و مدرسین کو چاہیے کہ اسی انداز پر تحفہ سلیمانی (تکملہ عبدالغفور) کی تدریس فرمائیں کیوں کہ تکملۂ عبدالغفور کو حل کرتے ہوئے جو نکتہ ایک دفعہ لکھا گیا ہے پھر اس کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ لہٰذا استفادۂ کلی کے لیے یہی طریقہ تدریس مفید رہے گا۔"

تحفۂ سلیمانی کا سنہ تالیف واشاعت:

قدوۃ المحققین نے تحفہ سلیمانی کی تالیف ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں مکمل کیا جیسا کہ سرورق سے عیاں ہے اور ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں مالک المطبع النظامی لاہور مولانا ابو محمد احمد چکوالی کی تصحیح کے ساتھ المطبع النظامی لاہور سے آپ کی فرمائش پر شائع ہوا۔ (۲)

۱- تحفۂ سلیمانی ص ۵

۲- ایضاً ص ۲۵۹

نجم الرحمٰن

یہ کتاب قدوۃ المحققین کی دوسری بڑی اور اہم تصنیف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت اور رد وہابیہ نجدیہ خارجیہ میں ایک شاہ کار اور بے نظیر کتاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی، مستفاد، وہبی پر ایک جامع مانع، نہایت مضبوط، مستند اور مدلل تصنیف ہے شاید ہی کسی نے آپ سے پہلے اس موضوع پر اس جمع وترتیب اور طرز سے قلم اٹھایا ہو۔ (۱) آپ نے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب عطائی کے اثبات کے علاوہ آپ کے کمالات ومعجزات، اولیاء اللہ کی وسعت علمی وکرامات اور کائنات میں تصرفات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں ندائے غائبانہ کی شرعی حیثیت اقوال علمائے مذاہب اربعہ کی روشنی میں بیان فرمائی ہے۔ اس کتاب کی بہت ساری خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ فریق مخالف نے جس علم کے اعتبار سے اشکال واعتراض اٹھایا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی علم کے لحاظ سے تحقیقی، مدلل اور مستند جوابات دیے ہیں۔ تفصیل کے لیے اصل کتاب ملاحظہ کریں۔

اس کے مطالعے سے مصنف علام رحمہ اللہ تعالیٰ کے تبحر علمی، وسعتِ مطالعہ اور تدقیق نظر وفکر کا خوب اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس کتاب میں تقریباً ۱۶ر علوم وفنون: تفسیر و اصولِ تفسیر، حدیث واصولِ حدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام، سیرت، تصوف، صرف ونحو، بلاغت (علم المعانی، البیان، البدیع)، تاریخ وسیر، علم مناظرہ، منطق، فلسفہ اور علم ریاضی (ہندسہ وحساب) وغیرہ کے لحاظ سے تحقیقاتِ علمیہ پیش کیں اور ان علوم وفنون کی کم وبیش ۱۰۰ر کتب (جن میں ۲۲ کتب تفسیر وحواشی تفسیرات، ۲۰ کتب حدیث وشروحاتِ حدیث، ۱۰ر کتب فقہ وشروحات وفتاویٰ، تقریباً ۱۰ر کتب تصوف، ۹ کتب نحو وبلاغت اور ۲۵ سے زائد

۱- حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ ایں الفاظ اس کی طرف اشارہ فرمایا:

فانہ لم یرعن الزمان مثلہ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

(نجم الرحمٰن قانون پنجم، ص ۴۶)-۱۲

متفرقات جن میں سیرت، تاریخ منطق وفلسفہ وغیرہ علوم کی کتب شامل ہیں) سے استفادہ کر کے اپنے مدعا یعنی ''علم غیب عطائی'' کو براہین قاطعہ سے اس طرح مزین اور مبرہن کیا کہ اپنے پرائے سب اش اش کر اٹھے۔

کتاب کا نام:

نجم الرحمٰن کا اولین نسخہ جو رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور کا طبع شدہ ہے۔ اس کے سرورق پر یوں تحریر ہے:

''نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن''

اور اسی نسخہ کے ص ۱۵ر پر وجہ تسمیہ کے تحت جو نام تحریر ہے اس میں ''حزب الشیطان'' کی جگہ ''قرن الشیطان'' ہے، اس معمولی تغیر کو ہم نے برقرار رکھا اور کسی جگہ بھی تبدیلی نہیں کی۔

اِشاعت وسنہ تالیف:

۱۹۲۵ء میں بہ مقام واں بھچراں ہونے والے مناظرہ میں فتح کے بعد قدوۃ المحققین نے اپنی بے نظیر اور لاجواب کتاب ''نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان'' کو فہرست مناظرہ پر ترتیب دے کر ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء کو پہلی مرتبہ شائع کیا، پھر آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفِ رشید مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۵ء) نے اشاعتِ اول کے تقریباً اٹھائیس برس بعد ۱۹۵۵ء میں دوسری دفعہ تسہیل وترجمہ اور ترتیبِ جدید کے ساتھ شائع کیا۔

اشاعت اول:

نجم الرحمٰن کی اشاعت اول متوسط سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے بہ اہتمام بابو نور الحق شائع ہوئی۔ سرورق کی عبارت یہ ہے:

''در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور بہ اہتمام بابو نور الحق چھپا''
آخری صفحہ ۸۰ کی عبارت، جس میں مصنف اور کاتب کے نام کے علاوہ سن اشاعت و کتابت تحریر ہے' یوں ہے:

''لوح نویس محمد حسین ولدِ مولوی غلام محمود صاحب مصنف رسالہ ہذا از پپلاں ضلع میاں والی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ''

اس اشاعت میں کتابت وطباعت کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔ (۱)

اشاعت دوم:

نجم الرحمٰن کی اشاعت دوم چھوٹے سائز پر ۱۴۶ ر صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اشاعت مفتی محمد حسین شوق کی فرمائش اور خواجہ سیّد معصوم شاہ لاہور کے حسب الارشاد نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ اشاعت کئی اعتبار سے اشاعتِ اول سے مختلف ہے:

۱۔ قدوۃ المحققین کی عبارات سادہ عربی فارسی اور اردو آمیز تھیں جو پرانے علما کی عادت ہے۔ اشاعت دوم میں ان مشکل عبارات کا ترجمہ وتسہیل کر دیا گیا۔

۲۔ اشاعت اول میں عربی عبارات کے انبار تھے، اشاعت دوم میں بعض مقامات پر انہیں حذف کر کے ان کا ترجمہ ذکر کر دیا۔

۳۔ مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشاعت دوم میں بعض چیزوں کا اضافہ کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''چند باتوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی کوتاہی نظر آئے تو اسے میری طرف نسبت کریں۔ اگر پسند آئے تو گنہگار کے حق میں جناب باری عز اسمہ میں دست دراز کریں ناچیز محمد حسین شوق۔'' (۲)

۴۔ مصنف علامہ نے اشاعت اول کے مطابق اپنی کتاب پر مختلف مقامات پر حواشی

۱۔ نجم الرحمٰن، تذکرہ، ص ۳، اشاعت دوم

۲۔ ایضاً ص ۳۳

لگائے تھے، اشاعت دوم میں مولانا شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اردو خواں حضرات کی آسانی کے پیش نظر بعض حواشی کو متن کتاب میں ضم کر دیا۔ (۱)

۵۔ فریق مخالف نے نجم الرحمٰن کی بعض عبارات پر جو اعتراض کیے تھے اشاعت دوم میں مولانا شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضات کو مع جوابات کے متنازعہ فیہا عبارت کے ساتھ اصل کتاب میں شامل کر دیا۔ (۲)

۶۔ اشاعت اول میں اختتام کتاب پر مسئلہ علم غیب پر مختلف جید علما کے فتاویٰ شامل تھے اشاعت دوم میں یہ فتاویٰ جات شامل نہیں ہیں۔

۷۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے علم غیب کے موضوع پر یکم مارچ ۱۹۲۷ء کو میاں والی میں تقریر کی تھی اشاعت اول میں یہ تقریر تحریر شدہ اور اس پر قدوۃ المحققین کا تبصرہ وتنقید ص ۷۹، ۸۰ پر مذکور تھی دوسری اشاعت میں یہ بھی شامل نہیں ہے۔

۸۔ اشاعتِ اول کی طرح اشاعت دوم بھی طباعت و کتابت کی اغلاط سے خالی نہیں ہے۔

ان مذکورہ بالا امور کی وجہ سے اسے بعینہٖ اشاعتِ اول تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا، ہاں البتہ اشاعت اول کی تسہیل و ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔ مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان امور کی نشان دہی فرمائی ہے:

"علاوہ ازیں عربی عبارتوں کا ترجمہ ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے کم سواد اور صرف اردو خوان حضرات کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے علمی عبارتوں اور حوالہ جات کے انبار عظیم جمع ہونے کی وجہ اختصار سے کام لینا لازمی امر تھا لیکن یہ اختصار بعض مقامات پر استعارہ و کنایہ کی حد تک یوں ہی جاتا ہے اور علما کو بھی اس کے سمجھنے میں دقت رونما ہوتی ہے۔" (۳)

۱۔ نجم الرحمٰن، ص ۱۲، ۵

۲۔ ایضاً، ص ۴-۱۰۳

۳۔ ایضاً، مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۳، اشاعت دوم

ان مندرجہ بالا وجوہ کے پیش نظر ہم نے اِشاعت اول کو مدار و بنیاد بنایا ہے۔ چوں کہ ''نجم الرحمٰن'' اکابر اہل سنت کے تراثِ علمیہ سے ہے، اور ایک تاریخی پس منظر رکھتی ہے، لہٰذا اسے مصنف کی عبارت و متن کے ساتھ پہلی بار من وعن شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ بعد میں اگر کوئی محقق مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ کے تسہیل و ترجمہ پر تحقیق و تصحیح کر کے اردو خواں حضرات کے لیے شائع کرے تو یہ بھی ایک علمی خدمت ہوگی۔

کتابِ مبسوط کی بازگشت:

''نجم الرحمٰن'' میں بعض ایسی عبارات ہیں جنھیں پڑھ کر شاید قاری کے ذہن میں یہ خیال آئے گا کہ مصنف کی علم غیب کے موضوع پر ''نجم الرحمٰن'' کے علاوہ کوئی دوسری تصنیف بھی ہے، لہٰذا پہلے ہم ان عبارات کو ذکر کرتے ہیں، پھر ان پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ ''اعتراض عقلی کا جواب میری کتاب مبسوط میں کمال تحقیق سے مبسوط ہوگا۔'' (۱)

۲۔ ''میں دعویٰ سے کہتا ہوں: ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلا عن المفسر بل کہ کلہا آیات مؤوّلہ ہیں ایک ایک کی دس دس تاویلیں کم سے کم میں نے بیاں کی ہیں۔ میری کتاب مبسوط میں ان کو دیکھو۔'' (۲)

۳۔ ''آیات اثبات جو میں نے ذکر کی ہیں مدنی متاخر باتفاق الامۃ ہیں اور آیات نفی جو مخالف نے پیش کی ہیں وہ سب مقدم و مکی ہیں، پس آیات نفی منسوخ ہوں گی یا توفیق بہ فروق خمسہ کی جائے گی۔ یہ جواب عالم ماہر اصول و فروع کے نزدیک نہایت واضح ہے اور تمام آیات کا ایک ہی جواب ہے جو مخالف نے ذکر کی ہیں فقط باقی بہت جواب اس جگہ ہیں ہر ایک آیت کا علحدہ علحدہ جواب اور وہ دس دس جوابات سے کم بھی نہ ہوں گے جس کو شوق ہے میری کتاب مبسوط میں دیکھے۔'' (۳)

۱- ص ۱۰

۲- ص ۲۰

۳- ص ۲۸

۴۔ اب اگر تم کو شوق ہے تو معنی غیب کا بجمیع ماله و علیه کو کتاب مبسوط میری کے مقدمہ میں دیکھو۔ (۱)

ہم انھی عبارات پر اِکتفا کرتے ہیں، اگرچہ اس قسم کی مزید عبارات بھی ''نجم الرحمٰن'' میں مذکور ہیں۔ آگے بڑھنے سے پہلے مندرجہ ذیل چند باتیں پیش نظر رہنی چاہییں:

۱۔ یہ کتاب مناظرۂ واں بھچراں کے بعد تحریر کی گئی ہے۔

۲۔ مناظرۂ واں بھچراں کے لیے مرتب کردہ فہرست مناظرہ پر نجم الرحمٰن کو ترتیب دیا گیا۔

۳۔ کتاب کو ترتیب دیتے ہوئے فہرست مناظرہ میں موجود مناظرانہ باتیں تنگی وقت کی وجہ سے حذف نہ کی جاسکیں جن کا بہ راہِ راست تعلق مناظرہ سے تھا۔

مفتی محمد حسین شوق ان امور کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ رسالہ مناظرۂ واں بھچراں جو مولوی حسین علی صاحب قائد فرقہ وہابیہ پنجابیہ اور استاذ الکل فی الکل سیّدی و مولائی مصنف رسالہ ہذا مولوی غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح مبین عطا فرمائی تھی، کے بعد لکھا گیا، جس کو اندازاً اٹھائیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ عبارت سادہ طرز قدیم، اردو عربی آمیز جو پرانے علما کی عادت تھی، وقت تنگ تھا حالات کی مجبوری کے ماتحت مسودہ جوں کا توں جو صرف فہرست مناظرہ کی شکل میں شائع کر دیا گیا۔'' (۲)

۴۔ اعتراض عقلی کا جواب نجم الرحمٰن میں دو مقامات پر ایک جگہ مختصراً اور دوسری جگہ قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ (۳)

۵۔ آیات کی تاویلات نجم الرحمٰن کے باب تکمیل میں مذکور ہیں۔

۶۔ معنی غیب بجمیع ماله و علیه نجم الرحمٰن میں ذکر کیا گیا ہے۔ (۴)

۱۔ ص ۳۱

۲۔ مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۲-۴، اشاعت ثانیہ

۳۔ ص ۱۰، ۳-52

۴۔ ص ۲۱

مذکورہ بالا امور کے پیش نظر اب ہمیں یہ رائے قائم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ''نجم الرحمٰن'' ہی کتاب مبسوط ہے، جس کا کتاب میں جا بہ جا کتابِ مبسوط نام سے ذکر آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدوۃ المحققین کے خلف الرشید مولانا مفتی محمد حسین شوق رحمۃ اللہ علیہ نے جب ''نجم الرحمٰن'' کی اشاعت دوم کا اہتمام کیا تو مذکورہ بالا عبارات کو یا تو اصلاً حذف کر دیا یا ان میں تغیر وتبدل کر دیا جو مقام کتاب کے مناسب تھا۔ (۱)

نجم الرحمٰن کا رد:

نجم الرحمٰن وہ بے نظیر، لاجواب اور الہامی کتاب ہے (۲) کہ آج تک فریق مخالف اس کو رد کرنے کی جرات نہیں کر سکا، سوا اِکا دُکا لایعنی اور بے ہودہ اعتراضات جن کا عبارت کتاب سے کوسوں دور کا تعلق نہیں۔ عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کے لیے اور عوام میں اپنی مصنوعی ساخت کو بچانے کے لیے شور وغوغا کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، جن پر کوئی بھی صاحب علم، ذی شعور اور سنجیدہ آدمی کان دھرنے کو تیار نہیں ہوگا۔

مولانا مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ بہ ایں الفاظ ان کی یاوہ گوئیوں کو بیان کرتے ہیں:

> ''ناظرین کرام رسالہ 'نجم الرحمٰن' جو اپنی پہلی اشاعت کے طویل عرصہ میں واقعی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے لیے اسم با مسمیٰ ثابت ہوا ہے مخالفین کو آج تک لفظ بہ لفظ تردید کی جرات نہیں ہوئی سوا چند بکواسات اور مرصع اور مسجع گالیوں کے جس میں فرقہ نجدیہ وہابیہ کو ید طولیٰ حاصل ہے بل کہ ایک بڑے علامہ کو جو فریق مخالف کے سرکردہ تسلیم کیے جاتے تھے، رسالہ ہذا کی تردید پر اکسایا گیا تو انھوں نے کہا: بھئی! یہ جو نقلیات کا بحرِ ذخار ہے اس کی تردید کس طرح کی جا سکتی ہے اگر صرف عقلی اور اختراعی باتیں ہوتیں تو ہم بھی جواب میں کوئی نہ کوئی ڈھکوسلہ تصنیف کر لیتے۔'' (۳)

۱- ص ۴۱، ۵۵، ۶۷، اشاعت ثانیہ

۱- حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تحقیق ملکۂ غیب والی میری جو اعز کبریت احمر سے ہے مدت سے مجھ کو خدا نے الہام کیا اور اس پر مجھ کو مستحکم کیا۔ (نجم الرحمٰن مذہب سوم ص ۳۳) ۱۲

۳- مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۳، اشاعت ثانیہ

علمائے محققین کا یہ طریق ہے کہ اگر فریق مخالف قوی دلیل اور سنجیدہ انداز سے گفت گو کرے تو اسے تسلی تشفی جواب دیتے ہیں ورنہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما کا مصداق بن کران کی یاوہ گوئیوں پر کچھ توجہ نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہابیوں کی یاوہ گوئیوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اب ہم سردست فریق مخالف کی ان یاوہ گوئیوں کو نقل کر کے ان کا جواب ذکر کرتے ہیں تا کہ عام لوگ اور اردوخواں حضرات کو پریشانی نہ ہو کہ ان کے اعتراضات کے کیا جواب ہیں؟

قدوۃ المحققین نے الفقہ بالفقہ عنوان کے تحت فقہی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''فقہ موسویہ اور خراسانیہ معتبر نہیں ہیں، اس کو میں نہیں مانتا۔''

اعتراض اول:

فریق مخالف کے ٹھیٹھ ملاں جب اس کتاب کی تردید سے عاجز آگئے تو عوام میں اپنی مشائخیت بچانے کے لیے مذکورہ بالا عبارت پر ایک لایعنی اور بے ہودہ اعتراض کر دیا کہ

''دیکھو! صاحب نجم الرحمٰن نے فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کو یہودیوں کی فقہ لکھ دیا ہے۔'' (۱)

پہلے ہم یہاں پر آپ کی مراد من وعن ''نجم الرحمٰن'' سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے الفقہ بالفقہ عنوان کے تحت بیان فرمایا کہ

''فقہ امام اعظم کی مروی بہ ظاہر روایت مندرج فی قال اللہ وقال الرسول ہے، اس واسطے کہ قیاس مُظہر ہے نہ مثبت، پس فضول سے نہ ہوگی۔''

پھر معترض علیہا عبارت پر منہیہ لکھ کر اپنی مراد بیان کی کہ

''اور مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رطب ویابس اور قوی روایت فقہ اور ضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔'' (۲)

پس اصحاب علم خود فیصلہ کریں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہاں فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کو

۱- ص ۹۹، اشاعت ثانیہ

۲- ص ۴۷، اشاعت اول، ص ۹۹، اشاعت دوم

یہودیوں کی فقہ لکھا ہے۔ میں تو اس کو حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فراست ایمانی ہی کہوں گا کہ انھوں نے فریق مخالف کے اس عبارت پر اعتراض اٹھانے سے پہلے ہی حقیقت کی وضاحت کر کے ان کے اعتراضات کو بے وزن کر دیا۔

مولانا مفتی محمد حسین شوق بہ ایں انداز اِزالہ وہم کرتے ہیں:

''فقہ موسویہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو رطب و یابس اور قوی وضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔

بعض جہال حاسدین خذلهم الله تعالى نے سب کچھ جاننے کے باوجود اپنی لن ترانیوں میں لکھ دیا ہے کہ دیکھیے صاحب! نجم الرحمٰن کے مصنف نے فقہ حنفی کو یہودیوں کی فقہ لکھ دیا ہے۔ سبحان اللہ، حالانکہ سابقہ نوٹ پہلے ایڈیشن کے حاشیہ پر موجود تھا، محض غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے اور حسد کی بنا پر جب کوئی جواب نہیں بن پڑا تو جلے دل کے پھپھولے اس طرح توڑتے ہیں، ولقد صدق من قال وكم من عائب قولا صحيحا وافته من الفهم السقيم۔ یہ بچارے بھی محض مجبور ہیں۔'' (۱)

اعتراض دوم:

دوسری عبارت جس پر اعتراض کیا گیا وہ یہ ہے:

''اما شيخنا السيد على الخواص فسمعته يقول: لايكمل الرجل عندنا حتى يعلم حركات مريده فى انتقاله فى الاصلاب وهو نطفته من الست بربكم الى استقراره فى الجنة او فى النار۔ كبريت احمر۔

یعنی: میں نے اپنے شیخ سید علی خواص کو سنا تھا، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مرید کی اصلاب میں انتقال کی حرکات نہ جانتا ہو اور یہ نطفہ اس کا یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا

۱- الفقہ بالفقہ، ص ۹۹

دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔'' (۱)

اس پر یہ اعتراض گھڑا گیا کہ عارف باللہ تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں گم وسرگرداں ہوتا ہے اور سنیوں کے نزدیک عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔

جواب:

یہ سوال بھی سوال ماسبق کی مثل فریق مخالف کی دھوکا بازی اور جہالت پر شاہد جلی ہے بل کہ یہ الفاظ قدوۃ المحققین بہ سبب عداوت رسول اللہ ﷺ ان کی قوتِ فہم تباہ ہو چکی ہے اگر ایسا کہا جائے تو یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے، کیوں کہ انھوں نے بغیر سوچ سمجھے اس کے کہ مصنف علام رحمہ اللہ کا اس عبارت کو نقل کرنے سے کیا مقصد ہے؟ صرف ظاہری الفاظ کو دیکھ کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی کلام پر غلاظت افشانی اور بہتان طرازی شروع کر دی۔

آپ کا مذکورہ بالا عبارت سے مقصود اولیاء اللہ کی وسعت علمی کو بیان کرنا اور خصم کو الزام دینا ہے کہ دیکھو ظالمو! جو وسعت علمی تم نبی کریم ﷺ کے حق میں ماننے کو تیار نہیں ہو وہ تو رسول اللہ کے غلام، امت محمدی کے اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے۔ جب امتِ محمدی کے اولیاء اللہ کی وسعت علمی کا یہ عالم ہے تو پھر کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے علم شریف کے حدود اربعہ کو متعین کرے۔

مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ ایں الفاظ ان کی غلاظت افشانی کا جواب دیا:

''لیجیے، یہ عبارت ہے جس پر دیدار سنگھی مینڈک تڑاتڑا کہ آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ ابھی یہ لوگ 'وہم مارگی' ہیں۔ اور عارف کی پہچان ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندامِ مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ لاحول ولا قوۃ، جہالت اور ضد سخت مہلک بیماریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔

عبارت محولہ بالا کا مطلب تو صرف وسعتِ علم ہے جس طرح حدیث کتابت تقدیر بذریعہ ملائکہ میں گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو یہ علم اور تصرف فرما

۱- زیر عنوان: التصوف بالتصوف، ص ۵۱، اشاعت اول، ص ۱۰۳، اشاعت دوم

دیتے ہیں نہ یہ کہ ملائکہ عورتوں کے اعضائے مخصوصہ اور شکموں میں داخل ہو جاتے ہیں، اور ہر شخص کا رزق، زندگی اور موت وغیرہ لکھ دیتے ہیں ورنہ یہ زمین سے پھوٹ کر نکلنے والے حشرات الارض قسم کے راہب حضرات، واللہ یعلم ما فی الارحام کا معنی بھی العیاذ باللہ یہی کریں گے اور روایت ابونعیم عن ابن عباس مرفوعا لم یلتق ابوای قط علی سفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا، الحدیث، وعنه فی قوله تعالی: وتقلبك فی الساجدین ای من نبی الی نبی حتی اخرجتك نبیا۔ (مواہب لدنیہ، ص ۱۳، ج ۱)

قال: قال رسول اللہ ﷺ: الحیاء شعبة من الایمان۔ اگر وہابیہ بتمامہ ایمان کے اس شعبۂ خاص سے بیک بینی و دو گوش نکال باہر نہیں کیے گئے تو انہیں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے معانی ذرا شرم وحیا سے کرنے چاہییں۔" (۱)

نجم الرحمٰن کے علمی شہ پارے

اگر قدوۃ المحققین کی کتاب "نجم الرحمٰن" کا مطالعہ کیا جائے تو قاری کو یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جائے گا کہ آپ نحوی، صرفی ہیں یا مفتی فقیہ ہیں، محدث مفسر ہیں یا منطقی فلسفی ہیں، صوفی ہیں یا ریاضی وہیئت دان ہیں، مناظر ہیں یا متکلم ہیں۔ آخر کار قاری آپ کو استاذ الکل اور بحر العلوم کا لقب دے کر ہی اطمینان پا سکے گا۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری بیان کرتے ہیں:

"جن کا تکملہ پر حاشیہ تحفۂ سلیمانیہ اور تصنیف لطیف نجم الرحمٰن مصنف کے تبحر علمی پر شاہد ہے۔" (۲)

۱- التصوف بالتصوف، ص ۴-۱۰۳

۲- نور نور چہرے، ص ۲۲۳

یہاں ہم "نجم الرحمٰن" کے تفسیری، حدیثی اور فقہی فوائد ونوادرِ علمیہ کی چند جھلکیں پیش کرتے ہیں:

مفسرانہ فوائد:

آپ کی شاہ کار کتاب "نجم الرحمٰن" کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کے علمِ تفسیر اور حدیث میں مرتبہ علمی اور خداداد صلاحیتوں کے گوشے نکھر کر سامنے آجاتے ہیں جو قاری پر چودھویں صدی کے علمائے تفسیر وحدیث میں آپ کے مقام ومرتبہ کو آشکار کریں گے کہ قدوۃ المحققین گزشتہ صدی کے ایک بہترین مفسر اور محدث تھے۔

آیات کریمہ کے شانِ نزول، الفاظ کے لفظی اور مرادی معنی، صرفی نحوی تحقیق، ناسخ منسوخ کا علم، بہ ظاہر متعارض آیات واحادیث میں تطبیق وتوفیق، معنی بیان کرتے ہوئے شانِ اُلوہیت اور رسالت کا لحاظ رکھنا، کتاب اللہ کی بیس اقسام اور شارع کی مراد وغیرہ یہی وہ ابتدائی باتیں ہیں جن کی ایک مفسر کو ضرورت ہوتی ہے، نجم الرحمٰن کے اقتباسات علمیہ کا مطالعہ کرنے پر عصرِ حاضر کے محققین پر ایک یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی، بل کہ اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ آپ کو مذکورہ بالا امور پر کمال دست رس حاصل تھی اور یقیناً ہماری بیان کردہ رائے کے ہم نوا ہو جائیں گے۔

قدوۃ المحققین نے "نجم الرحمٰن" میں قانون پنجم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

> "ادلہ سمعیہ چار میں بند ہیں ان میں قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کے ساتھ مثبت کا انکار کفر ہے فقط اور کلام اللہ میں محکم القرآن ومفسر القرآن فقط قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ہے۔"

اس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فریق مخالف کی مسئلہ متنازع فیہا میں پیش کردہ آیات بینات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> "محکم القرآن و مافی حکمہ اگر ایک آیت بھی محکمہ مسئلہ متنازعہ فیہا میں پیش کریں تو میں ان کو مرشد مان لوں گا۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ ہائی کورٹ میں اپیل کردو! فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اور جس قدر پارلیمنٹ آف ٹانک میں آیات بینات پیش کی گئی ہیں میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلاعن المفسر بل کہ کلھا آیات مؤوّلہ ہیں۔ ایک ایک آیت کی دس دس تاویلیں کم سے کم میں نے بیان کی ہیں میری کتاب مبسوط میں اس کو دیکھو۔ اکثر تاویلات وہابیہ کے زمانہ خروج سے پہلے مفسروں سے منقول ہیں اور بعض بہ قواعد علمیہ مؤید ہیں۔

فانه لم یر عن الزمان مثله لعل الله یحدث بعد ذالك امرا۔" (۱)

"نجم الرحمٰن" کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے تفسیری اسلوب میں درجِ ذیل امور کی پیروی کی ہے:

۱۔ سب سے پہلے قواعد علمیہ (اصول، نحو) کے لحاظ سے آیت کا معنی بیان کرتے ہیں۔

۲۔ مفسرین نے جو معنی کیا اس کو ذکر کر دیتے ہیں۔

۳۔ پھر تفسیر بالحدیث کرتے ہیں اور خود نجم الرحمٰن میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"آیت کا معنی وہی بہتر ہے جس میں قواعد علمیہ، مفسرین اور حدیث ہر تین متفق ہو جائیں۔"

۴۔ مناظرہ واں بھچراں میں کسی نے اگر اعتراض کیا ہے تو اسے ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں یا فرماتے ہیں جو تقریر ہم نے کی ہے اس سے فلاں اعتراض اٹھ گیا۔

۵۔ آیات میں سے کوئی آیت ناسخ یا منسوخ ہو تو اس کی تحقیق کرتے ہیں اور وہ آیات جن کی تحقیقِ نسخ علامہ صاوی وغیرہ مفسرین نے ذکر کی ہے ان کے متعلق فرماتے ہیں:

"اگر بہ فروقِ خمسہ ان میں تطبیق و توفیق دی جائے تو یہ نسخ سے بہتر ہے جیسا کہ خود آپ نے مسئلہ مبحوثہ میں آیات و احادیث نفی کو علم غیب بالذات اور آیات و احادیث اثبات کو علم غیب مستفاد پر محمول کرتے ہیں۔"

۶۔ مخالفین نے جو آیات اپنے مدعا پر ذکر کی ہیں نجم الرحمٰن کے باب تکمیل میں مسکت اور عمدہ جواب تحریر کیے ہیں۔ (۱)

۱۔ نجم الرحمٰن، قانون پنجم، ص ۴۶

۲۔ زیر عنوان: القرآن بالقرآن

محد ثانہ نکات:

اسی طرح علم حدیث میں آپ کے رسوخِ علم کے بیان کرنے میں اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ جب مدعیانِ علم غیب نے احادیث سے اپنے مدعا پر دلائل ذکر کیے تو فریق مخالف نے ان میں تاویلیں کیں کہ فلاں حدیث میں مغیبات مراد نہیں ہے بل کہ یہ مراد ہے اور فلاں میں یہ مراد ہے۔

قدوۃ المحققین محدث پپلانوی نے سب سے پہلے دوسری احادیث اور محدثین کرام کے اقوال لا کر ان کی بوگس اور عداوتِ رسول پر مبنی تاویلات کا بطلان کیا، پھر اس کے بعد اپنے مدعا پر دو محکم حدیثیں پیش کر کے فرمایا کہ

''ان احادیث کو مجھ سے پہلے کسی نے پیش نہیں کیا، حالاں کہ باقی سب احادیث قابل تاویل ہیں برخلاف ان دو کے۔''

اول حدیث:

((عن ابن مسعود قال، قال رسول اللہ ﷺ اعطی نبیکم ﷺ کل شیء الا مفاتح الغیب))

اس حدیث میں وجہ عدم تاویل کی یوں بیان فرماتے ہیں کہ

''تخصیص کل سے لفظِ استثنا آبی ہے علی ما تقرر فی النحو وغیرہ اور جملہ مستثناۃ کی تحقیقِ نسخ بہ تاویل علامہ صاوی گزر چکی ہے۔''

دوم حدیث: حدیث قدسی:

((عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تبارک و تعالیٰ قال: من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب، و ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ، فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصربہ ویدہ

التی یبطش بھا ورجلہ الذی یمشی بھا، و ان سألنی لاعطینہ، ولئن استعاذنی لاعیذنہ، و ما ترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت، و انا اکرہ مساء تہ و لا بد لہ منہ۔)) رواہ البخاری

پہلے اس حدیث قدسی کا معنی احادیث، اقوال محدثین، مفسرین اور صوفیہ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کے مطابق بیان فرمایا پھر اس حدیث شریف پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

"اول: حدیث مذکور کی صحت میں کوئی شک نہیں۔

دوسرا: حدیث قدسی ہے، یہ فوقیت بھی اس کو حاصل ہوئی۔

تیسرا: ان کی حدیث سے یہ حدیث متاخر ہے، کیوں کہ راوی اس کا ابوہریرہ ہے۔ پس یہ حدیث احادیثِ عدمِ علم غیب کے واسطے ناسخ ہوگی۔"

الحدیث بالحدیث کے زیرعنوان ملاحظہ کریں!

فقہی جواہر:

قدوۃ المحققین فقہ حنفی کے بلند پایہ، نباض، زیرک اور یکتائے روزگار عالم فاضل تھے۔ فقہِ حنفی کی قوی اور ضعیف روایات کے مابین فرق کرنے میں نابغۂ دہر تھے۔ فقہ حنفی میں اتنا تتبع اور تصفح تھا کہ جب مناظرۂ واں بھچراں میں فریق مخالف نے معتقدِ علم غیب پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے لیے فقہ حنفی کی روایات پیش کیں تو آپ نے اس روایت کے ضعف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب فقہِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں فتویٰ کفر معتقد علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود نہیں۔"

اسی طرح مناظرہ کے دوران ایک مرتبہ فریق مخالف نے فقہ حنفی کی عبارت پیش کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ

"میرے ساتھ ذرا سنبھل کر بات کرنا، میں نے ۱۲ر بار درمختار پڑھائی ہے۔"

''نجم الرحمٰن''، میں بعض فقہی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''جو کہتے ہیں کہ نسوار کرنے والا اور حقہ پینے والے کا جنازہ جائز نہیں، خنزیر کے چمڑے میں نماز جائز ہے، چودھویں صدی کے عالم کا شاتم کافر ہے لیکن قاذف ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر نہیں، امام اعظم، باقی ائمہ مجتہدین یا تمام محدثین پر کفر کا فتویٰ دینا، یہ فقہی روایات میرے نزدیک معتبر نہیں، یہ فقہ موسویہ اور خراسانیہ تو ہوسکتی ہے لیکن فقہ حنفی نہیں، میں انہیں ہرگز نہیں مانتا بل کہ یہ فتویٰ جات دینا تجاوز عن حدود اللہ سے ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ومن یتعد حدود اللہ فاولٰئک ہم الظالمون۔''

یوں ہی جب وہابیوں نے مناظرہ واں بھچراں میں فتاویٰ شامی کی عبارت قطع برید کر کے پیش کی جیسا کہ اپنے عقائد کی ترویج کے لیے کتبِ سلف میں تحریف کرنا وہابیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ نے ان کی علمی خیانت اور بے ایمانی کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا:

''دیکھو! ان دھوکہ بازوں نے کس قدر دھوکہ بازی کی ہے شاید انہوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ عوام کی طرح خواص بھی ہماری بے ایمانیوں پر مطلع نہ ہوں گے۔ آیا فقہ کی روایات اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہو جس کی فقہ کی خدمت کرتے ہو عمر گزر گئی اور جس شخص نے علم فقہ کی اس قدر خدمت کی ہے کہ صوبہ پنجاب میں تو کیا بل کہ تمام ہندوستان میں بھی کسی نے نہ کی ہوگی۔ اما بنعمۃ ربک فحدث۔''

مسئلہ علم غیب میں علامہ قدس سرہ کی تحقیق انیق کا حاصل یہ ہے کہ فقہ حنفی میں مذکور علم غیب کے متعلق روایات ضعیف یعنی ظاہر الروایہ نہیں ہیں، یا ان میں علم بہ ذات استقلالی کی نفی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: قانون پنجم اور الفقہ بالفقہ۔

نجم الرحمٰن پر علما کے تاثرات

- محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) اور ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) قدس سرہما جیسی نام ور اور مقتدر شخصیات اہل سنت اپنے درس وتدریس میں اس کتاب کی افادیت اور اہمیت پر زور دیتے تھے۔ مولانا میاں محمد (جامعہ شمع صدیقیہ رضویہ، ضلع میاں والی) بیان کرتے ہیں کہ

"میرے استاذ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ اپنے درس حدیث کے طلبا کو 'نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان' پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ اس رسالہ کو سمجھنے کے لیے جمیع علوم درکار ہیں۔" (۱)

- حضرت علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"نجم الرحمٰن اپنے موضوع پر جامع مانع اور مدلل تصنیف ہے۔ فریق مخالف آج تک اس کا جواب نہیں دے سکا۔"

- علامہ محمد ظریف فیضی (متوفی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء) والد ماجد شیخ القرآن علامہ محمد منظور احمد فیضی (متوفی ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) قدس سرہما فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں علامہ فیض محمد شاہ جمالی قدس سرہ سے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ

"تمام علوم اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں، حتی کہ علوم خمسہ بھی۔"

فقیر نے عرض کی کہ حضور آیہ عندہ علم الساعۃ. الآیۃ کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا:

فلا یظهر علی غیبه احدا. الآیۃ سے ثبوت ہے۔ فلا منافاۃ بینهما۔

۱۔ صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵

۲۔ بہ روایت استاذ الکل ابو الفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن مد ظلہ

اور جب مولانا غلام محمود صاحب پپلاں والے جو آپ کے شاگردِ رشید تھے' کتاب نجم الرحمٰن تالیف کر کے قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجی تو حضور کتاب موصوف کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور تصدیقاً فرمایا کہ

''بہت اچھی کتاب ہے۔ اللھم ارزقنا حب حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (۱)

- مولانا فیض احمد چشتی گولڑوی بہ ایں الفاظ مہر منیر میں نجم الرحمٰن کا تذکرہ کرتے ہیں:

''حضرت کے مریدین میں سے ایک مشہور اور محقق عالم مولانا غلام محمود صاحب (پپلاں، ضلع میاں والی) نے مسائل علم غیب اور ندائے یارسول اللہ وغیرہ پر ایک رسالہ 'نجم الرحمٰن' تحریر فرمایا تھا جس میں مولوی حسین علی صاحب کے مسلک کی نہایت مدلل تردید کی تھی۔'' (۲)

اعتراف:

قدوۃ المحققین کے احوال و آثار تحریر کرنے کے لیے وہ روایات جو مجھے استاذ الکل مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی زیدت معالیہ اور صاحب زادہ علامہ پروفیسر ریاض محمود صاحب مدظلہ جو صاحب نجم الرحمٰن کے پوتے ہیں' کے واسطہ سے معلوم ہوئیں انہیں خاص طور پر سپردِ قرطاس کر دیا ہے، تاکہ یہ طاقِ نسیان کی نذر نہ ہو جائیں۔

راقم الحروف نے حضرت مصنف کے علوم وفنون پر گفتگو کرتے ہوئے توازن اور حقائق بیانی کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ لیکن اگر کہیں عقیدت کا پہلو غالب رہا ہو تو یہ ایک طالب علم کی اپنے اساتذہ کرام اور سلف صالحین سے محبت کا نمونہ ہے۔

نوشتہ

محمد نعیم عباس

۱- درج اللآلی فی حیات شاہ جمالی، ص ۶-۱۵

۲- مہر منیر، باب آٹھواں، بعض مذاکرات ومناظرات، ص ۴۴۲

نجم الرحمٰن

تصنیف

قدوۃ المحققین، بحر العلوم

علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

محمد نعیم عباس

محمد قلندر خان

دار الاسلام

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، و العاقبۃ للمتقین، و الصلوٰۃ و السلام علی من:

له همم لا منتھٰی لکبارھا
و همته الصغرٰی اجل من الدھر (۱-۲)

اما بعد..

فقال اللّٰہ تبارك و تعالیٰ:

﴿وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ (۳) (پارہ اوّل، ربع اوّل) (۴)

الجمع معرف باللام وقتِ عدم العہد ظاہر ہے اِستغراق میں علی ما تقرر فی النحو و الاصول و المعانی۔ دیکھو ''رضی'' مبحث معرفہ ونکرہ (۵)، ....

۱- یہ شعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، مدحِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمایا ہے۔ معنی اس کا یہ ہے کہ واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات دو قسم کی ہیں؛ ایک بڑی صفات اور ایک چھوٹی صفات، بڑی صفات کی تو حد نہیں، ہاں ایک چھوٹی صفت بھی زمانہ اور مافیہا سے اوسع ہے۔ ھکذا قال فی حواشی المطول۔ یہ معلوم ہے بدلہۃً کہ علم وجود صفات کبار سے ہے۔ ۱۲ منہ

۲- دیوان حسان بن ثابت کے مطبوعہ نسخوں میں یہ شعر نہیں ملا۔

۳- البقرۃ:۳۱

۴- ترجمہ: سکھایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اسما۔ ۱۲ منہ

۵- شرح الکافیہ للرضی، مبحث المعرفۃ و النکرۃ، ج۲، ص ۱۲۹

''مدقق'' ص ۷ (۱)، و''عبد الحکیم'' ص۹ (۲) حواشیِ عبد الغفور، ''مختصر معانی'' (۳)، و ''تلویح'' مبحث الجمع و الاستغراق۔ (۴)

وتاکید بہ لفظ کُلَّهَا احتمالِ تخصیص کی بیخ کنی کرتی ہے، پس آیت استغراق میں نص محکم ہوگی اور استغراق اسما کا مستلزم استغراقِ مسمیات کو ہوگا، و الا لزم الخلف علی ما تقرر فی علم البرهان۔

اِبن عباس وعکرمہ وقتادہ ومجاہد وابن جبیر فرماتے ہیں:

''علّمه اسم کل شیء۔''

ربیع ابن انس راوی ہے کہ

''اسماے ملائکہ بھی تعلیم کیے گئے تھے۔'' (۵)

''فاخبرهم باسمائهم فسمی آدم کل شیء باسمه و ذکر الحکمة التی لاجلها خلق۔'' (۶) (معالم ص۴۰ ج۱، جلالین ص۲۲ س۶)

استغراق اسماء کا جو منطوق آیت کا ہے مقتضی ہے کہ اسماے مترادفہ ایک لغت سے ہوں مثل لیث وغضنفر واسد، یا مختلف لغات سے ہوں مثل خبز ونان وروٹی بھی تعلیم کی گئی تھی،

۱- حاشیة نور محمد المدقق علی عبد الغفور، حاشیة۳، ص ۷

۲- حاشیة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، حاشیة۴، ص ۷

۳- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، الباب الاول: احوال المسند الیه، بحث تعریف المسند الیه باللام، ص ۸۳

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، فصل فی الفاظ العام، مبحث الجمع المعرف باللام، ج ۱، ص ۱۰۵

۵- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۳۴. عکرمہ اور ابن جبیر کا ذکر نہیں ہے۔

۶- ایضًا، تحت الآیة: انی جاعل فی الارض خلیفة، ج ۱، ص ۳۴، تفسیر الجلالین، تحت الآیة: قال یا آدم انبئهم باسمائهم، ص ۸

پس مدلولِ صریح آیتِ محکمہ یہ ہوگا کہ آدم علیہ السلام کو لغتِ عربیہ وفارسیہ وانگریزیہ وپشتو وشاستری وغیرہ جمیع لغات سکھائی گئی تھیں۔ دیکھو امام نظام ص ۲۱۴ ج ۱، س اخیرین:

"علّمه من جميع اللغات التى يتكلم بها ولده اليوم من العربية و الفارسية و الرومية وغيرها، و كان ولد آدم يتكلمون بهذه اللغات، فلما مات و تفرق ولده فى نواحى العالم، تكلم كل واحد بلغة واحدة معينة من تلك اللغات، و نسى الباقى۔" (۱)

و هكذا قال العارف الشيخ احمد المالكى، دیکھو ص ۱۹، ج ۱، س ۹۔ (۲)

وهكذا فى "جمل"، دیکھو ص ۳۹، ج ۱، س ۳ (۳)، اور ابو سعود حنفی ص ۲۰۶، ج ۱:

"آدم کو علم ضروری تفصیلی جمیع مسمیات واحوالها و خواصها کا دیا گیا۔" (۴)

اور ابو سعود، ص ۲۰۷، ج ۱ر میں فرماتے ہیں:

"اللہ نے آدم کو الہام کیا معرفت ذات اشیا، اور اسما ان کے، اور معارف ان کے، اور اصول وقوانین الصناعات اور تفاصیل کمالات ان کے، اور کیفیات استعمالات ان کے۔" (۵)

اور وہی مفسر ص ۲۱۱، س ۷:

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية: و علم آدم الاسماء، ج ۱، ص ۲۲۲. بتصرف

۲- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۲۱

۳- الفتوحات الالٰهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۷-۵۶

۴- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۱۱۳

۵- ايضا، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۴-۱۱۳

''فانباهم باسمائهم مفصلة، و بيَّن لهم احوال كل منهم و خواصه، و احكامه المتعلقة بالمعاش و المعاد، و لم يتلعثم في شيء من التفاصيل۔''اور مناسبات اسماو مسمیات کی بھی بیان کی گئی تھی۔ (۱)

اور وہی مفسر مابعد میں فرماتے ہیں:

''اور آدم کو امور متعلقہ اہل السمٰوات والارض تعلیم کی گئی تھی۔''اھ ک (۲)

مَیں کہتا ہوں: یہ جو تمام مفسرین اہل ظاہر نے بیان کیا ہے مدلول نص صریح کا ہے اب اگر آپ کو تحقیق زیادہ کی ضرورت ہے تو غوث کی کلام کو دیکھو کہ اولیاے کرام علومِ آدم کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں، غوث کی کلام کو حافظ الحدیث ص ۲۵۰، ج ا، س ۱۳ر کتاب ''ابریز''میں روایت کرتا ہے:

''جو اسما آدم کو تعلیم کیے گئے تھے اسما کل مخلوق کے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تھے، پس اس میں داخل ہوگا جنت اور سمٰوات سبع و اراضی سبع اور ما فیھا من البراری و الاودية و البحار و الاشجار آدم ہر چیز سے اصل کو جانتے ہیں، و فائدہ کو جانتے ہیں، و وضع ترتیب کو جانتے ہیں۔''

اور کہا کہ

''یہ علومِ آدم رسول اللہ و اولیاے کرام کاملین کو بھی عنایت ہوئے اور اس جگہ فرق علم رسول اللہ و باقی مخلوقات کا بیان کیا گیا ہے۔'' (۳)

۱- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية: فلما انبأهم باسمائهم، ج ا، ص ۱۱۶. بتصرف

۲- ايضا، تحت الآية: الم اقل لكم انى اعلم غيب السمٰوات و الارض، ج ا، ص ۱۱۶

۳- الابريز من كلام العارف بالله تعالى سيدى عبد العزيز الدباغ، الباب السابع فى تفسيره رضى الله تعالى عنه لبعض ما اشكل علينا من كلام الاشياخ، ص ۹۰-۴۸۹

مَیں کہتا ہوں: علم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ دلالۃ النص ثابت ہوگا۔ قال اللّٰه تبارك و تعالی:

﴿وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (۱) (پارہ۲، ربع اوّل، رکوع اوّل)

حضرت محدث استاذِ فریقین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنی تفسیر ص ۶۳۲، س ۸:

''یعنی و باشد رسولِ شما بر شما گواہ، زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بہ دین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ؟ و حقیقت ایمان او چیست؟ و حجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است، کدام است؟ پس او می شناسد گناہانِ شمارا، و درجاتِ ایمانِ شمارا، و اعمالِ نیک و بد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، ولہٰذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔'' (۲)

و باقی تحقیق ایں آیت در فتویٰ مرحوم فقیر محمد ساکن گرہ سواگ کہ در آخر ایں رسالہ است باید دید کہ فتویٰ او حق صریح است بہ جمیع اجزا ص ۷۱ و ۷۲۔ (۳)

از کلام شاہ صاحب نصًا معلوم است کہ چوں نور نبوت دائم است ایں علم ہم دائم باشد۔ فافھم۔

قال اللّٰه تبارك و تعالیٰ:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ (۴)

مجاہد و سعید بن جبیر نے روایت کی ہے کہ

''ابراہیم صخرہ بیت المقدس پر قائم ہوا، آسمانوں کی طرف نظر فرمائی، پس دیکھا تمام آسمانوں اور ما فیہا کو، اور دوسری بار نظر کی طرف زمین کی، پس دیکھا

۱- البقرۃ:۱۴۳

۲- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکورہ، ج ۱، ص ۶۳۶

۳- موجودہ ایڈیشن، ص ۲۲۰

۴- الانعام:۷۵

ساتِ زمینوں کو و مافیہا کو عجائبات سے۔" اھ (۱)

اور یہی معراج ابراہیمی ہے، بہ روایت ابن عباس جو صخرہ پر ہوا ہے کمال نبوت میں ہوا ہے، اور صغر والی رؤیت ضعیف ہے، اور رؤیت بصری ہے میری تحقیق میں، کیوں کہ باب افعال ہے اور مفعول دو ہیں، اگر رؤیت علمی ہوتی تو مفاعیل ثلاثہ واجب تھے۔ یہ تحقیق میری ہے بہ قانون نحو۔

اور محقق عارف شیخ احمد بھی کہتا ہے کہ

"هذه الاراءة من الرؤية البصرية۔" (۲) (ص۲۱،س۱۹)

هكذا قال ابو سعود فی ص ۲۱۴، ج ۴(۳)، و معالم ص ۱۲۳، ج ۲.(۴)

اور امام نے رؤیت علمیہ ثابت کی ہے، اور امام نے جو رؤیت بصریہ پر استحالات قائم کی ہیں وہ رؤیت عوام پر قائم ہوتے ہیں۔ (۵)

رؤیت خواص کا شان نرالہ ہے، جیسے حدیث میں وارد ہے کہ

"مَیں آگے پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔" (٦)

لیکن امام رازی پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ رؤیت بالعین تھی:

"تا کہ ابراہیم آسمان و عرش و کرسی بل منتہی عالم جسمانی کا عرش کے اوپر سے دیکھا، و هكذا شق کیا گیا زمین کو، تا کہ دیکھا اسے تحت الثریٰ تک، باطن

۱- لباب التاويل فی معانی التنزيل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية: و كذلك نرى ابراهيم، ج۲، ص ۲۸

۲- حاشية العلامة الصاوی علی تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۲۵. بتصرف

۳- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۴۰۴

۴- معالم التنزيل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۳٦

۵- مفاتيح الغيب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية المذكورة، ج۴، ص ۴۳

٦- مشكوة المصابيح، باب صفة الصلوة، الفصل الثالث، ص ۷۷

آسمان میں عجائبات دیکھے، اور باطن زمین میں عجائبات دیکھے۔" (۱)

دیکھو ص ۴۳۷، ج ۴.

اور اسی صفحہ میں بیان کیا گیا ہے کہ

"معلومات اللّٰہ غیر متناهی بل معلوماته فی کل واحد من تلك المعلومات غیر متناهیة ناقلاً عن امام الحرمین۔" (۲)

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ آیت مذکورہ استمرار تجددی پر دال ہے، یہ واجب الحفظ ہے کہ امام رازی (۳) ص ۴۴۷، ج ۴، س ۲۱، وامام نظام ص ۱۰۴، ج ۴، س ۳ فرماتے ہیں:

"الا ان الاطلاع علی تفاصیل آثار حکمة اللّٰہ تعالی فی کل واحد من مخلوقات هذه العالم بحسب اجناسها، و انواعها، و اشخاصها، و عوارضها، و لواحقها کما هی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء علیهم السلام۔" (۴)

انتهی کلامهم بعینه۔

قال اللّٰہ تبارك و تعالیٰ:

﴿تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْكَ﴾ (۵) (پارہ ۱۲، ربع اوّل)

ترجمہ: قصہ نوح بعض تمام اخبارات مغیبات کا ہے کہ وحی کرتے رہتے ہیں ہم ان کو تیری طرف۔

پس صیغۂ جمع مضاف جو مقتضی استغراق کا ہوتا ہے۔ صرح به اساطین فن النحو و المعانی و الاصول۔ دیکھو "عبدالحکیم" ....

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة و کذلك نری ابراهیم، ج ۴، ص ۴۳-۴۴

۲- ایضا، ج ۴، ص ۴۴. بتصرف

۳- ایضا، ج ۴، ص ۴۵

۴- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۱۰۵

۵- هود: ۴۹

ص ۹ (۱)، ''مدقق'' ص ۷ (۲) بر حاشیہ عبد الغفور۔ نص ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام مغیبات بتائے گئے ہیں بہ ذریعہ وحی بعض بہ وحی جلی، و بعض بہ وحی خفی، اور ضمیر نوحیھا راجع ہوگا طرف انباء الغیب جو مرجع قریب ہے۔

سوال:

چوں کہ نوحیھا صیغۂ مضارع ہے اور آیت مکیہ ہے یہ بھی بدیہی ہے کہ تمام مغیبات اس وقت رسول اللہ کو نہ بتائے گئے تھے، بل کہ استقبال میں بتائے جائیں گے، پس مدعا تمھارا ثابت نہ ہوا۔

جواب اول:

تو ہم مضارع کو حمل کریں گے صیغۂ استمرار تجددی پر، کیوں کہ بعض مغیبات زمانہ ماضی میں، بعض حال میں، بعض استقبال میں بتائے گئے تھے علی ما ھو التحقیق فی الواقع۔

جواب دوم:

اگر استقبال لیا جائے تو بہ موجب ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ (۳) علم تمام مغیباتِ کونیہ تا زمانۂ وفات خداوندتعالیٰ دے دے گا مثل علم تشریعات عند المخالف ایضًا و ھو مقصودنا، و الذی یجب بہ الایمان ان النبی ﷺ لم ینتقل حتی اطلعہ اللّٰہ علی جمیع المغیبات علی ما قال بہ المحققون، و سیاتی تحقیقہ، فانتظر۔ (۴)

۱- حاشیۃ عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، حاشیۃ ۴، ص ۷

۲- حاشیۃ نور محمد المدقق علی عبد الغفور، حاشیۃ ۳، ص ۷

۳- الرعد:۳۱

۴- پس اس جواب سے اکثر اعتراضاتِ وہابیہ نجدیہ کافور ہو جائیں گے، کیوں کہ ہم آیاتِ نفی علم غیب و احادیث کو ابتدا پر حمل کریں گے مثل حدیث رفع یدین و نہی زیارتِ قبور و قتل کلاب و شربِ خمر و احادیث متعہ وغیرہ عند الحنفیۃ۔۱۲ منہ

اور خدائی علم کے ساتھ بھی مساوات لازم نہ آئے گی، کیوں کہ علم خدا متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے، اور صفاتِ ربوبیت جو ہر ایک غیر متناہی ہے احاطہ ان کا غیر خدا کے واسطے عند الجمهور محال ہے خلافاً للامام ابو اسحٰق شیرازی مفتی البر و البحر و ابو الحسن بکری و ابو الحسن شاذلی، تا کہ علم تمام کائنات تفصیلاً باحد الوجوه الاربعة (۱) خدا کے علم کی نسبت بہ منزلہ قطرہ بہ نسبت سمندر ہو جائے گی، بل کہ میں کہتا ہوں:

نسبت علم تمام مخلوقات کے خدا کے علم کی طرف اگر چہ خدا کے علم کائنات کی بھی تخصیص کی جائے اور صفاتِ ربوبیت سے بھی قطع نظر کی جائے، چوں کہ اوضاع ہر ایک چیز میں غیر متناہی ہیں اور خدا کا علم متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے، علی ما قاله امام الحرمین بہ منزلہ قطرہ بل کہ قطرہ کے ہزارم حصہ سے بھی کم ہو گا بہ طرف ہزار ہا سمندر کے، کیوں کہ اول نسبت متناہی کی طرف غیر متناہی کے ہے، اور ثانی نسبت متناہی کی طرف متناہی کے ہے، پس علم تمام کائنات الیٰ یوم القیامۃ جو متنازع فیہا ہے مقصودہ موجودہ واقعیہ کا باحد الوجوه الاربعہ لیا جائے گا نہ عام اعتباریہ و غیر اعتباریہ، تا کہ اعتراض عدم تناہی لازم نہ آئے، الغرض جو کائنات لوحِ محفوظ میں موجود ہیں۔

۱- ای حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص یعنی جس سے امتیاز معلوم تمام ماعدا سے ہو جائے، اور علم تفصیلی سے یہ مطلوب نہیں کہ علم زید کا ہر ایک جہت سے ہو، تا کہ حرکاتِ شریان و سکونات و مدارج حرارت و برودت وا وردہ و اوضاع غیر متناہیہ زید کو جانے، مثلاً زید کو وقت طلوع الشمس پر ایک جزو ہر ایک کرہ از کراتِ سیزدہ عالم کی طرف ایک نسبت اور وضع ہے کہ دوسری جزو کی طرف وہ وضع نہیں، اور جس وقت زید دوسری آن میں ایک گز کے فاصلہ پر جا قائم ہو تمام اوضاع بدل جائیں گے، بل کہ کراتِ سیزدہ کی تخصیص بھی ظاہری ہے، کیوں کہ حجب سبعین کی ہر ایک جزو کی طرف بھی ایک نسبت ہو گی کہ دوسری جزو کی طرف وہ وضع نہ ہو گی، بل کہ جزء لا یتجزی جو اول خلق سے تا آخر خلق انقلابات و اوضاع مذکورہ حاصل کر چکی ہے وہ غیر متناہیہ ہیں علی ما حقق بہ الرازی ناقلا عن امام الحرمین۔ پس یہی معنی ہے کہ علم خدا متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے۔ پس علم تفصیلی میں یہ تفصیل اوضاع مذکورہ و غیر ہا شرط نہ ہو گی، ورنہ وہابی صاحب کو لازم آئے گا کہ اس کو اپنے باپ کا علم و امتیاز ہو ماں سے نہ ہو۔ ۱۲ منہ

سؤال لاينحل عند الوهابية:

اس جگہ تم نے تحقیق استقبال کی' کی ہے، و قوله تعالیٰ:

﴿عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ﴾ الآية (۱)

اور قصہ معراج میں لفظ ماضی ہے۔ فكيف التوفيق؟

جواب:

علاوہ جوابات آئندہ کے یہ بھی ہے کہ فی نفس الامر کچھ مغیبات ماضی تھے، کچھ حالی، کچھ استقبالی، علم تمام مغیبات تا زمانہ وفات ختم ہو گیا، لیکن علم مغیباتِ استقبالیہ چوں کہ منتظر متحقق الوقوع تھا، اس کو موجود قرار دے کر ماضی بولا گیا ہے۔ مَیں نہ کہوں خود خدا کہے، مَیں نہ کہوں، بل کہ خود قاضی بیضاوی کہے۔ قال الله تبارك و تعالیٰ:

﴿اِنَّا سَمِعْنَا كِتَاباً اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى﴾ (۲) (سورۂ احقاف، پارہ ۲۶)

حالاں کہ جس وقت جنوں نے یہ بات کہی تھی ابتدائے نزولِ قرآن تھا باوجودے کہ صیغۂ ماضی کہا گیا ہے۔ قاضی بیضاوی (۳) وغیرہ مفسرین نے آیت ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ الآية (۴) (پارہ اول، رکوع اول) کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ فاحفظه!

قال صاحب عرائس البیان ص ۳۹۳، س ۱۱:

"الانباء على مرتبتين: الاولى للارواح قبل الاشباح فى ديوان الغيب حتى رات بنور الغيب اسرار المكتوم، و الاخرٰى بعد كونها فى الاشباح، و اما بعد كون روحك

۱- النساء:۱۱۳

۲- الاحقاف:۳۰

۳- انوار التنزيل و اسرار التاويل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآية المذكورة، ج ۱ ص ۱۲۵

۴- البقرة:۴

علمت ما کان و ما سیکون۔'' (۱)

اب چوں کہ سفہا وہابیہ کے میرا عقیدہ پوچھتے رہتے ہیں، مَیں صاف الفاظ میں اپنے عقیدہ کی نسبت کہتا ہوں:

عقیدہ:

جو شخص کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک چیز از ما کان و ما یکون و ما ھو کائن الی یوم القیامۃ کو تفصیلاً جانتے ہیں حتی کہ مفاتیح خمسہ کو بھی جانتے ہیں، مَیں اس شخص کو کافر نہیں کہتا، مشرک نہیں کہتا، مبتدع نہیں کہتا، بل کہ مومن برحق جانتا ہوں و من ادعی فعلیہ البیان، ہاں قائل معتقد علم مستفاد کا ہو نہ علم بالذات کا تاکہ دعوی اُلوہیت لازم نہ آئے اور مدارِ توفیق آیات اور احادیث کی بھی یہی تحقیق ہوگی، یعنی آیات و احادیثِ نفی علم بالذات پر محمول ہوں گے، اور آیات و احادیثِ اثبات محمول علم مستفاد پر ہوں گے یعنی علم بالواسطہ (۲) وعطائی پر، دلیل دعوی حدیث ((تجلّٰی لی کل شیء و عرفت))

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیۃ: تلك من انباء الغیب، ج۲، ص۱۲۳. بتصرف

۲- ہم کو دلیل کی کچھ ضرورت نہیں کہ ہم نافی کفر و شرک و بدعت ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ میرا عقیدہ ہے جو چیز شرک نہ ہو اور صفاتِ کمال سے ہو مثل علم وجود وغیرہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم ثابت کریں گے اگرچہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہ ہو، وللہ در صاحب البردۃ:

دع ما ادعتہ النصارٰی فی نبیھم
و احکم بما شئت مدحًا فیہ و احتکم (۱)

یہ دلائل سب تبرعات سے ہیں اور جس وقت ہم کہیں کہ خداوند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا ہے اگرچہ کلیہ دائمہ بھی ہو قطعاً شرک نہ ہوگا، کیوں کہ خدا کا علم مستفاد سے نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا سے مستفاد ہے۔ پس اگرچہ علم مستفاد کلیہ دائمہ بھی لیا جائے ہرگز ہرگز شرک نہیں ہوسکتا۔ فاحفظہ فانہ ینفعك فی کثیر من المناظرات و بل ینقطع البحث و یضطر المخالف الی استدلال علٰی مدعاہ...... انت عن تجشم الاستدلال۔۱۲منہ

۱- القصیدۃ البردۃ، الفصل الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۶

رواه الترمذی و صحه البخاری مشکوٰۃ ص۷۱،۷۲ (۱) ہے، پس تمام دعوٰی ثابت ہو جائے گا، کیوں کہ لفظ شیء انکر النکرات ہے اور لفظ کل واسطے احاطہ فرد فرد کے ہے، علی ما تقرر فی موضعه اور معرفت علم جزئی جزئی کو کہتے ہیں۔ (۲)

(مطول ص۳۵)

اور آیت ﴿اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (۳) وارد نہ ہوگی، کیوں کہ لفظِ من بعضیہ اثبات میں محکم تخصیص میں ہے، علی ما قال به ابو حنیفة اور مقابلہ بلقیس میں طاقت سلیمان علیہ السلام کا وجود اور مخصص بداہت عقلیہ عموم سے آبی ہوگئی ہیں (۴) اور امورِ ثلاثہ ما نحن فیه مفقود ہیں۔

باقی حضرت محدث قاضی عیاض صاحب جس کو ایک ولی کی بے ادبی سے کفن بھی نصیب نہیں ہوا، وہ اپنے عقیدہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان بالکل نہیں ہوا۔'' (۵)

سوال:

قاضی صاحب نے اس مسئلہ کا باب علٰحدہ باندھا ہے اور فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ما کان وما یکون کو جانتے ہیں، لکن لا یشترط فیه التفصیل۔'' (۶)

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثالث، ص۷۲،۷۱

۲- المطول، الفن الاول علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص۷۷

۳- النحل:۲۳

۴- یا حس مخصص ہے یعنی آنکھوں سے نظر آ رہا تھا کہ اس کے پاس ہر چیز موجود نہیں تھی۔ اس پر علامہ تفتازانی اور صدر الشریعہ کا اختلاف موجود ہے۔ ۱۲ منہ

۵- الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثالث، الباب الاول فی ما یختص بالامور الدینیة و الکلام فی عصمة نبینا علیه الصلاة و السلام، فصل فی سهوه، ج ۲، ص ۱۲۱

۶- ایضا، الفصل الثالث معرفة الانبیاء بامور الدنیا، ج۲، ص ۱۰۰. بتصرف

پس یہ لفظ عقیدہ تمہارا کو مخالف ہوگا۔

جواب اول:

مخالف ہرگز نہیں، کیوں کہ قاضی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ معلومات رسول مقبول ﷺ میں تفصیل نہیں ہے، بل کہ فرمایا کہ تفصیل شرط نہیں ہے، پس دیکھو نماز، وروزہ، وحج، وغیرہا میں واجبات، ومسنونات، ومستحبات، ومباحات موجود ہیں، اور شرط نہیں، ایسے معلومات رسول مقبول ﷺ میں تفصیل موجود ہو بہ طور واجب وغیرہ، لیکن بہ طور شرط نہ ہو، تاکہ قائلِ اجمال کو بھی مومن کہا جائے گا، لیکن تفصیل میں اعجاز چوں کہ اکثر ہے، علی ما قال به القاری، کما سیاتی فانتظر۔ پس ایمان تفصیلِ کائنات کے ساتھ اکمل ہوگا۔

جواب دوم:

قاضی صاحب نے فرمایا ہے: عدمِ اِشتراطِ تفصیل، نہیں فرمایا اِشتراطِ عدمِ تفصیل، وبینهما بون بعید۔

اور مدعا وہابی کا دوسرا ہے جو خاص ہے، تاکہ تفصیل کا قائل کافر ہو، اور مشرک، اور عقیدۂ اہل سنت سے خارج ہوجائے، پس تقریب تام نہ ہوگی۔

جواب سوم:

ہمارا متنازعہ ماکان وما یکون الی یوم القیامة ہے، چناں چہ قید حدیث میں وارد ہے۔ (۱)

اور دوسرا وجہ قید یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ سے قیامت میں وقت دیدار اکرم ﷺ اگر ضرورت ہوئی تو پوچھ لیں گے۔

۱- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباء ہ بانباء المغيبات، القسم الثانی فی ما اخبر به ﷺ من الغیوب، ج ۳، ص ۹۵

کشتی نشستگانیم ای باد شرط بر خیز
باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را (۱)

وجہ سوم: تا کہ وقت استغاثہ کے کام آئے اور یہ دنیا میں ضرورت ہے نہ آخرت میں، اور حضرت قاضی محدث کی کلام میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ مطلق ما کان و ما یکون ہے اور نعم اخروی غیر متناہیہ کو شامل ہے، پس قاضی صاحب مجبور ہیں نفی اشتراط تفصیل میں، اور قاضی کی دلیل نص ہے جواب آخری میں، پس ما نحن فیه سے کلامِ قاضی خارج ہوگئی۔
فافهم و احفظ، قد زل فيه اقدام الاعلام، منهم الشيخ المعاصر۔
باقی مفاتیح خمسہ کو نصًّا لو!

اول حدیث: اخبارِ ما فی الغد کے متعلق

((عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: اللهم بارك لنا فی شامنا، و فی یمننا. قال: و قالوا: و فی نجدنا. قال: اللهم بارك لنا فی شامنا، و فی یمننا. قال: و قالوا: و فی نجدنا. قال: هناك الزلازل و الفتن، و بها يطلع قرن الشيطان۔))
رواہ البخاری (۲) (ص ۱۴۱، س ۱۳)

اے اللہ میرے! برکت کر ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں۔ اہل نجد نے سوال کیا: یارسول اللہ! و فی نجدنا، تا کہ اس میں برکت ہو! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر شام میں اور یمن میں برکت کی دعا کی، پھر نجدی لوگوں نے و فی نجدنا کا سوال اٹھایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا دوسری بار فرمایا: نجد میں فتنے پیدا ہوں گے اور اضطراب ہوگا اور اس جگہ قرنِ شیطان طلوع کرے گا۔

۱- دیوانِ حافظ، ردیف الالف، ص ۸

۲- صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، باب ما قیل فی الزلازل و الآیات، ج ۱، ص ۱۴۱

اوراس حدیث کو بخاری جلد ۲، ص ۱۰۵۱، س ۱۱ ر میں بھی مکرر کیا ہے۔ (۱)

عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"ای حزب الشیطان۔" (۲)

ای ٹولہ شیطان خروج کرے گا۔

پس دیکھو! نجد سے کوئی فتنہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے برابر پیدا نہیں ہوا جو ملک نجد سے خصوصیت رکھتا ہو، جیسے وہابیہ کا نام نجدیہ ہو گیا، اور اس فتنہ کی حضور ﷺ نے بہ قول شامی ۱۲۳۳ ر سال سے پہلے خبر دی ہے، اور وہابی لوگ یہی وجہ ہے کہ مفاتیح خمسہ کا انکار کرتے ہیں، تاکہ ان کی خبر جو اخبار ما فی الغد سے ہے، پوشیدہ رہے، اور اسی وجہ سے میں نے اپنی کتاب کا نام "نجم الرحمن لرجم قرن الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن" رکھ دیا ہے۔

دوسری حدیث: متعلق اخبار ما فی الغد وخواتیم الخلق وافعال العباد کے دیکھو ص ۹۷۲، س ۱۔

((عن عبد اللّٰہ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: انا فرطکم علی الحوض (۳)، و لیعرفن رجال منکم (۴)، ثم لیختلجن دونی (۵)، فاقول: یا رب اصحابی. فقال: انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (۶))) (۷)

۱- صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب التعوذ من الفتن، ج ۲، ص ۱۰۵۱

۲- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، باب ماقیل فی الزلازل و الآیات، ج ۷، ص ۵۹. بتصرف

۳- انا فرطکم علی الحوض: پیش روندۂ حوضِ کوثر۔ ۱۲ منہ

۴- و لیعرفن رجال منکم: علی صیغۃ المجهول، ای ظاہر کردہ شوند برائے من۔ ۱۲ منہ

۵- لیختلجن دونی: علی صیغۃ المجهول، ای کشیدہ شود از نزد من۔ ۱۲ منہ

۶- انک لا تدری ما احدثوا بعدک: ایا نمی دانی آں چہ پیدا کردند پس از تو۔ ۱۲ منہ

۷- صحیح البخاری، کتاب الحوض، باب قول اللّٰہ: انا اعطیناک الکوثر، ج ۲، ص ۹۷۴

سوال:

اس حدیث سے اخبار ما فی الغد وغیرہ کہاں ثابت ہوئی؟ اس سے تو نفی علم ما فی الغد ثابت ہوئی جو مدعا وہابیہ کا ہے پس تقریب تام نہ ہوئی۔

جواب:

اس جگہ ہمزہ اِستفہام کا محذوف ہے، پس تقریب تام ہوگئی، مَیں نہیں کہتا، بل کہ رسول اللہ ﷺ، آپ فرماتے ہیں۔ دیکھو ''مسلم شریف''، اسی واقعہ میں باب الحوض، ص ۲۴۹، س ۱۳:

((فاقول: یا رب منی ومن امتی فیقال أ ما شعرت ما عملوا بعدك۔)) (۱)

الغرض عموماتِ قرآنیہ واقوالِ نبویہ صریحہ کثرت سے موجود ہیں خاصہ اخبار ما فی الغد میں تو کتاب الفتن بھرا ہوا ہے، اور بای ارض تموت کے واسطے تو حدیث صحیح مسلم جو جنگ بدر میں واقع ہے' کافی ہے۔ سیاتی ان شاء اللہ تعالی۔

تیسری حدیث: متعلق علم ما فی الارحام کے

((عن حذیفة ابن اسید، قال: قال رسول الله ﷺ: یدخل الملك علی النطفة بعد ما تستقر فی الرحم باربعین، او خمسة و اربعین لیلة. فیقول: یا رب أ شقی او سعید؟ فیکتبان، فیقول: ای رب أ ذکر او انثی؟ فیکتبان، و یکتب عمله، و اثره، و اجله، و رزقه، ثم تطوی الصحف، فلا یزاد فیها، ولا ینقص۔)) (۲)

۱- صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته، ج۲، ص ۲۴۹

۲- صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج۲، ص ۳۳۳

رواہ مسلم ص ۳۳۳،س ۴،نحوہ فی البخاری۔ (۱)

اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض فرماتے ہیں:

''مراد ارسالِ فرشتہ سے ان اشیا میں امر اللہ کا فرشتہ کو ہے ساتھ ان اشیا کے، اور ساتھ تصرف بھذہ الافعال کے ان اشیا میں۔'' (۲)

اور امام نووی فرماتے ہیں:

''مراد جمیع مذکورات سے مثل رزق، واجل، وشقاوت، وسعادت، وعمل، و ذکورت، وانوشت یہ ہے کہ مطلع کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتہ کو مذکورہ پر، اور امر کرتا ہے اس کو نفاذ وکتابت کے ساتھ۔'' (۳)

اس حدیث شیخین سے صاف ثابت ہوا کہ فرشتہ مؤکل مافی الارحام کو موت، وخواتیم خلق، اور مذکر ومؤنث، وعمل، ورزق موت تک معلوم ہوتے ہیں، پس علاوہ عواقب الخلق ،علم ما فی الارحام بھی ثابت ہوا جو مفاتیح خمسہ سے ہے، پس رسول مقبول ﷺ کے واسطے علم مافی الارحام بہ دلالۃ النص ثابت ہو جائے گا، یا اس حدیث سے یہ قطعاً ثابت ہو جائے گا کہ آیات واحادیث جن میں مفاتیح خمسہ کا ذکر ہے ان میں حصر اضافی ہے عوام کے واسطے مثل اہل نجوم وغیرہ نہ خواص کی نسبت مثل خواص ملائکہ یا خواص رسل علی ما صرح بہ غوث الثقلین (۴)، ابریز شریف ص ۱۵۶،۱۵۷۔

۱- صحیح البخاری، کتاب القدر، باب فی القدر، ج۲، ص ۹۷۶

۲- اکمال المعلم بفوائد مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج ۸، ص ۱۲۸

۳- صحیح مسلم بشرح النووی، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج۲، ص ۳۳۳

۴- الابریز من کلام العارف بالله تعالی سیدی عبد العزیز الدباغ، الباب الثانی فی بعض الآیات القرآنیة التی سالناه عنها و ما یتعلق بذلک من تفسیر اللغة السریانیة، ص ۳۱۱

یا اس حدیث اور حدیث ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ سے آیات موّوّلہ ہو جائیں گی، پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قیاس سے بھی مخصوص ہو سکیں گے فضلاً عن الآیات و الاحادیث.

اور بہ وجہ عدمِ قائل بالفصل باقی مفاتیح خمسہ میں بھی مدعا ثابت ہو جائے گا خصوصاً امامِ عقائد ابو منصور اپنی کتاب ''تاویلاتِ اہل سنت و جماعت'' میں تو انھوں نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بجز قیامت باقی مفاتیح خمسہ تو ضرور جانتے ہیں۔ ہاں، امام مذکور نے قیامت میں توقف کیا ہے۔

لیکن اِمام رازی، اِمام قسطلانی اور شارحِ مقاصد جو بڑی معتبر کتاب عقائد کی ہے، حضرت سیّد غوث عبد العزیز بہ ذریعہ حدیث و صاحب ابریز جو راوی ہیں غوث کی کلام کے نص قیامت میں کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت بھی جانتے ہیں۔ پس مدعا ہمارا ثابت ہوا، وعلم لوحِ محفوظ و قلم تو جیدہ میں سے ہیں، جس سے تمام مفاتیح خمسہ ثابت ہو جائیں گے۔ ''شرح مقاصد'' جس کے واسطے میں نے مکھڈ کا سفر اختیار کیا تھا اس کی عبارت یہ ہے:

ص۱۵۲، ج۲

''الخامس: من الاعتراضات المعتزلة المنكرين لكرامة الاولياء، قوله تعالى: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهٖ اَحَداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآية خص الرسل من بين المرتضيين باطلاع على الغيب فلايطلع غيرهم، و ان كانوا اولياء مرتضيين، والجواب من اهل السنة ان الغيب ههنا ليس للعموم بل مطلق، او معين هو وقت وقوع القيامة بقرينة السياق، و لا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل من الملائكة، او البشرية، فيصح الاستثناء متصلا۔'' اھ ک (۱)

۱- شرح المقاصد، المقصد السادس فى السمعيات، المبحث الثامن: الولى، ج ۵، ص۷۶. بتصرف

پس معلوم ہوا کہ معتزلہ لوگ اس زمانے کے وہابیوں سے بہتر تھے، کیوں کہ انبیا علیہم السلام کے علم غیب کو تو مانتے تھے بہ خلاف وہابی اس زمانہ کے، کیوں کہ وہ علم غیب انبیا کے راسا منکر ہیں حتی کہ اپنے رسالہ میں احدا تک آیت شریفہ کو تحریر کیا ہے اور استثنا کو ساقط کر دیا ہے، کیسے عداوت الرسول سے لب ریز ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب استاذِ حضرت محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز جو استاذِ فریقین ہے قاضی صاحب کو حضرت مولانا احمد خان صاحب ساکن کھولہ رضی اللہ عنہ جو مشائخ کبار اس زمانہ سے ہے، مجتہد تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: وہ ایک کتاب اجتہاد میں تصنیف کر چکے ہیں اور واقعی قاضی صاحب بڑے علما سے ہیں، وہ اپنی ''تفسیر مظہری'' میں فرماتے ہیں:

پہلا مسئلہ کہ غیب فقط وہ ہے جس پر علامات نہ ہوں جس کو مفاتیح الغیب کہتے ہیں، باقی سب اقسام شہادۃ میں مندرج ہیں۔

دوسرا مسئلہ: یہ فرماتے ہیں کہ مفاتیح الغیب خمسہ میں بند نہیں۔ اس مسئلہ کے ساتھ امام رازی نے بھی تصریح کی ہے۔ (۱)

تیسرا مسئلہ: تحت آیت ﴿عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ﴾ کے فرماتے ہیں:

''و غیرہ تعالٰی یعلمھا بتوفیقہ۔'' (۲)

و للہ درہ۔

اس مجتہد کی کلام سے صاف نصًا معلوم ہو گیا کہ غیر باری تعالٰی مفاتیح الغیب جانتا

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ: ان اللہ عندہ علم الساعۃ، ج ۱۳، ص ۱۶۴

۲- تفسیر مظہری، تحت الآیۃ: و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو، ج ۲، ص ۹-۴۵۸. بتصرف

ہے باعلام اللہ، قیامت ہو یا غیر، پس قرآن سے خصوصاً وعموماً اور احادیث سے خصوصاً (۱) وعموماً اور اقوالِ صحابہ سے مثل قول سواد بن قارب وغیرہ اور علم عقائد سے اور محدثین کی کلام سے مثل قسطلانی اور مفسرین کی کلام سے اور اولیاے کرام کی کلام سے مثل غوث الثقلین سیّد عبدالعزیز صاحب ابریز کی کلام سے نصًّا معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت کا تھا۔ افسوس کہ اگر کوئی دوسرا مسئلہ حاشیہ منیہ یا بزازیہ، یا حاشیہ مشکوٰۃ وغیرہا کے ملانے بلخی یا بخاری یا کردی وغیرہم کا قول دکھا دیا جائے تو فوراً مان لیتے ہیں، اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر قرآن وغیرہ من المذکورات سے ثابت کیا جائے تو منافقہ وہابیہ ہرگز تسلیم نہ کریں گے، خدا برباد کرے اس عقیدہ والے کو کہ عداوت الرسول سے کس طرح لب ریز ہے، حالاں کہ یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے کہ تنقیص شانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اِیہاماً بھی مترشح ہو کفر ہے۔ سچ فرمایا ہے حضرت خواجہ سراج الدین صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی کہ واقعی اسم بامسمی تھے منافق وہابی (۲) کے حق میں کہ خدا جانے اس شخص کے مریدوں کو کس طرح فیض حاصل ہوتا ہے، حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاے کرام کے حق میں سخت بے ادب ہے اور اپنے دل زنگ خوردہ پر قلوبِ انبیاے عظام اور اولیاے کرام کو قیاس کرتا ہے، اور یہ خیال نہیں کرتا کہ

۱- مثل حدیث عن ابن عمر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:
((ان اللہ قد رفع لی الدنیا و انا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا۔))
رواہ الطبرانی۔
وجہ اول یہ ہے کہ الی کا مابعد ماقبل کی جنس میں سے ہے، لہٰذا قیامتٌ کا علم دیکھنا بھی ثابت ہو جائے گا۔
وجہ دوم یہ ہے کہ کائن متصل کا علم ہو جانا مستلزم ہے علم وقوعِ قیامت کو، کیوں کہ وہ بھی ایک کائن ہے۔ ۱۲ منہ

۲- مراد اس سے مولوی حسین علی واں بھچراں ہیں۔ شوق

آئینہ کز زنگؒ و آلائش جدا است
پُر شعاعِ نورِ خورشید خدا است (۱)

کیا نورِ خدا پر کوئی چیز پوشیدہ ہو سکتی ہے!!

چناں چہ حدیث قدسی کا معنی امام رازی سے نقل کروں گا، بل کہ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں وہابیت اکثر اذہان پر ایسی غالب آ گئی ہے کہ جو آپ کو پختہ حنفی چونہ گچ کہلاتا ہے وہ بھی اگر چہ فروع میں حنفی ہو عند التحقیق عقائد میں تو ضرور وہابی ہو گا، جیسے زمانہ عروجِ فتنۂ اعتزال میں اکثر علما عقائد میں معتزلہ تھے اگر چہ فروع میں حنفی تھے مثل زمخشری، وزاہدی وغیرہ۔

صاحبان! اِنصاف سے عرض ہے کہ میری تحقیقاتِ علمیہ کو سوچیں، اور مواخذاتِ لفظیہ اور ٹوٹی پھوٹی عبارتوں سے معاف اور درگزر فرما دیں، اور امید عباد اللہ سے یہ ہے۔و اذا مروا باللغو مروا کراما، و السعی منی و الاتمام من اللّٰہ۔

۱- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۶

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فاشهد [(۱)] ان اللّٰہ لا رب غیره
و انک مامون علی کل غائب
فکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعة
سواک بمغن عن سواد بن قارب [(۲)]

۱- سبحان اللّٰہ! تحمید و توحید بھی ہوئی، نعت بھی ہوئی۔ براعة الاستهلال بھی ہوا، اِستدلال مدعا پر بھی ہوا۔۱۲منہ

۲- رجل من الیمن، و اسلم بعد الهجرة، له قصیدة طویلة، رواها البیهقی فی ''دلائل النبوة'' [(۱)] بطولها۔ و انظر قصته فی ''عینی شرح البخاری'' [(۲)] فی ج ۸، ص ۶۸، و ''قسطلانی'' [(۳)] فی ج ۶، ص ۱۸۵۔۱۲منہ

۱- دلائل النبوة، و معرفة احوال صاحب الشریعة، المقصد الثانی، جماع ابواب المبعث، باب اعلام الجن صاحبه بخروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث سواد بن قارب و یشبه، ج ۲، ص ۲۵۱

۲- عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب، ج ۱۷، ص ۸-۶

۳- ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۷۲-۷۰

یا مظہر مالک بن عوف سردارِ ہوازن بنوں اور کہوں:

ما ان [1] رایت و لا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد
اوفی فاعطی للجزیل لمجتد
و متی تشاء یخبرك عما فی غد

یا سجادہ نشین حضرت حسان بن ثابت بنوں اور مدح سرائے منبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کروں:

نبی یریٰ ما لا یری الناس حوله
و یتلو کتاب اللّٰه فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالة غائب
فتصدیقھا فی ضحوة الیوم او غد [۲]

امابعد.

پس اصحابِ اہل خبرت و اہل بصیرت پر واضح ہو کہ ان ایام نافرجام میں میرے پاس دو فتوے آئے؛ ایک قلمی، اور دوسرا مطبوعہ، جن میں انبیاے عظام خصوصاً سیّد المرسلین و اولیاے کرام خصوصاً ائمہ آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اِثباتِ جہل میں بڑا زور لگایا گیا تھا، ہر طرح اشارۃً و کنایۃً جس طرح ہو سکا اپنا مطلب نکالا، نہ ناسخ سوچا نہ منسوخ سمجھا، ہر طرح اپنا عقیدۂ فاسدہ ثابت کیا گیا ہے، اور حضرت سیّد قائد الغر المحجلین کے سَبّ کرنے میں کچھ کوشش فروگذاشت نہیں کی گئی، اور بہت بکواسوں

۱- رواہ محمد بن اسحٰق صاحب المغازی بحدیث صحیح بطوله [1] و المعانی بطریق ابی عبیدة۔ ۱۲منه

۲- دیوان حسان بن ثابت الانصاری، قافیة الدال، من ثانی الطویل، ص ۱۴۴.بتصرف

۱- السیرة النبویة، اسلام مالک بن عوف، ج ۲، ص ۸۳-۵۸۲

سے کام لیا گیا ہے۔جس قدر آیات بینات پیش کی گئی ہیں سب کی سب منسوخ ہیں، یا مؤوّل ہیں، اور جو اشخاص صاحب لولاک عالم ما کان و ما یکون کے علم غیب کے قائل ہیں ان پر کفر کا فتوی دیا گیا ہے، بل کہ ان کو مشرک کہا گیا ہے، اور ان کفر فروشوں نے عیب جوئیِ انبیاے عظام میں اس قدر زور لگایا ہے کہ روافض بھی عیب جوئیِ اصحاب کرام میں اس قدر کوشش نہ کرتے ہوں گے، ہر طرح تحریف آیاتِ بینات کی کر کے مصداق ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کے بنے۔

مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک دلیل بھی جس میں تقریب تام ہو مدعا کے مطابق نہیں بیان کی گئی۔مَیں قاضی نہیں ہوں کہ ان کی طرح ان پر حکم کفر کا لگاؤں، اور مفتی نہیں ہوں کہ ان پر فتوی کفر کے انبار کر دوں، کیوں کہ مَیں مطابق صاحب بحر (۱) کے قد الزمت نفسی ان لا اکفر احدا مِنْ مَّنْ قال: لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه صدقا بقلبه سیما بالفاظ الفتاوی الا اذا اتفق الائمةالاربعة من المجتهدین علی کفره۔

اور مَیں مطابق عقیدۂ شیخ ابوالحسن اشعری امامِ ثانی فی علم العقائد

حیث روی عنه، لما حضرت الشیخ ابا الحسن الاشعری الوفاة فی داری ببغداد قال التلمیذ: اجمع اصحابی فجمعتهم، فقال لنا: اشهدوا علی انی لا اقول بتکفیر احد من عوام اهل القبلة، لانی رایتهم کلهم یشیرون الی معبود واحد، و الاسلام یشملهم، و یعمهم۔ اھ ک (۲)

ص۲۴، ج۱ عقائد اکابر کے.

۱- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج۵، ص ۲۰۱

۲- الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر، الفصل الرابع مجموعة من القواعد و الضوابط لمن اراد التبحر فی علم الکلام، ج۱، ص ۵۰

کسی فردِ عوامِ مسلمین کو مَیں کافر نہیں کہتا۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ''یہ لوگ مسلمانوں کو مشرک کہنے والے اولادِ شیخ نجد سے ہیں، اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں''،

لیکن مقدمہ اولیٰ کا اثبات تو یہ ہے قال اللہ عزوجل:

﴿وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ﴾ (۱) (پارہ پانزدہم، ربع دوم)

دیکھو امام معصوم امام جعفر صادق استاذ امام اعظم ابوحنیفہ سے صاحب مصابیح، جس کا مشکوٰۃ خلاصہ ہے، جو ایک بھاری محدث، قاطع البدعۃ، محی السنۃ ہے، اپنی تفسیر جلد ۴، صفحہ ۱۳۷ میں نقل فرماتے ہیں:

((روی عن جعفر بن محمد، ان الشیطان یقعد علی ذکر الرجل، فاذا لم یقل بسم اللہ اصاب معه امراته، و انزل فی فرجها کما ینزل الرجل، و روی فی بعض الاخبار: ان فیکم مغربین قیل و ما المغربون؟ قال الذین یشارك فیهم الجن۔))

((و روی ان رجلا قال لابن عباس: ان امراتی استیقظت و فی فرجها شعلة من نار، قال: ذلك من وطی الجن۔)) (۲)

اور تفسیر خازن میں بھی موجود ہے۔ دیکھو جلد ۴، ص ۱۳۷۔ (۳)

اے بیلو! اگر امام معصوم کے ساتھ کچھ کینہ و بغض ہو، یا اس کی حدیث پر کوئی طعن ہو تو بخاری شریف کی حدیث لیجیے۔ دیکھو! جلد اول ص ۲۶ کتاب الوضوء، باب التسمیة فی حالة الجماع:

۱- بنی اسرائیل: ۶۴

۲- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآیة: و شارکهم فی الاموال و الاولاد، ج ۲، ص ۶۹۴

۳- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۱۸۱

((عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه، یبلغ به النبی ﷺ قالوا: لو ان احدکم اذا اتی اهله، قال: بسم اللّٰہ اللهم جنبنا الشیطان، و جنب الشیطان ما رزقنا فقضی بینهما ولد لم یضره۔)) (۱)

اس پر مقدمہ ثانیہ کا اثبات دیکھو!

ص ۵ و ص ۷ تک صاحبِ ملل نحل تورات وشرح اناجیل سے منقول کرتا ہے کہ

''جب ملائکہ کرام مطابق فرمودۂ عزوجل کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور شیطان لعین ابدی نے سجدہ سے انکار کیا تو فرشتوں نے پوچھا کہ تم نے سجدہ آدم کا کیوں نہیں کیا؟ تو ابلیس علیه اللعنة نے فرشتوں پر سات سوالات کیے، ان میں سے یہ اور وہ رابع سوال ہے کہ تم بہ وجہ سجدہ غیر اللّٰہ کے تمام ملائکہ کرام مشرک ہو گئے، ایک مَیں پورا موحد رہ گیا ہوں۔'' اھ حاصلہ (۲)

اور دوسری جگہ صاحب ملل نحل فرماتا ہے:

''جس قدر شریعت کے برخلاف شبہات ہیں سب فروع میں سے ہیں اور سوالات سبعہ ابلیسیہ اصول ہیں، اور تمام اعتراضات کا مرجع سوالاتِ سبعہ ہیں، پس شیطان مصدر ہوا اور صاحب سوال حادث مظہر ہوا، بل کہ تمام سوالاتِ مذاہب باطلہ کو ایک ایک سوال کی طرف راجع کیا ہے، چناں چہ اس نے کہا ہے کہ توحید محض جو معتزلہ کا مذہب ہے فرع سوالِ رابع مذکور کی ہے۔'' (۳)

مَیں کہتا ہوں کہ فی زمانناتوحید وہابیہ و آریہ سماج بھی فرع سوال رابع مذکور کی ہے جو کہ تعظیم و مدحِ انبیا علیہم السلام کو شرک سمجھتے ہیں، پس شیطان مصدر ہوا اور وہابی اس کے

۱- صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب التسمیة علی کل حال و عند الوقاع، ج ۱، ص ۲۶

۲- الملل و النحل، المقدمة الثالثه فی بیان اول شبهة وقعت فی الخلیقة و من مصدرها و من مظهرها، ص ۲۷-۲۳

۳- ایضاً، ص ۲۷

مظہر ہوئے، پس یہ لوگ شرک کے مخزن، شیطان کے سجادہ نشین، ابلیس کے وارث، تمام مسلمانوں کو عموماً اور خواص اہل اللہ کو خصوصاً اپنے باپ کی طرح بے دریغ مشرک کہتے ہیں اور ان بے شرموں کو کچھ شرم نہیں آتی۔ و للّٰہ در مولانا الرومی لقد صدق:

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
داں کہ میراثِ بلیس است آں نظر
گر نہ فرزند بلیسی اے عنید
پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید (۱)

تنبیہ:

بشر کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے وہابی لوگ کہتے ہیں اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع بشر ہیں ہرگز جائز نہیں، کیوں کہ وہابی لوگ بہ مقام تحقیر استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہم جیسا آدمی تھا، یا ہمارا بڑا بھائی تھا۔ یہ الفاظ صراحۃً توہین مقامِ رسالت کی ہے اور توہین مقامِ رسالت کی اگر چہ اشارۃً بھی ہو کفر ہے، اور یہی مطلب ہے مولانا روم صاحب کا، نہ یہ مقصد کہ نعوذ باللہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہ تھے بلکہ خدا تھے۔ تدبر فانہ ھو الحق۔

پہلا فائدہ:

ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر موحٰی یا یوحی الیہ کہنا جائز ہے، یا تنوین تعظیم کے ساتھ کہا جائے جائز ہے۔

سوال:

قرآن میں جو بشر کا اطلاق آگیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ الآیۃ (۲)

۱- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۳۵۱

۲- الکھف: ۱۱۰

اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:

یہ ہے کہ اس میں یوحی الی کی قید لگی ہوئی ہے، یا کہنے والا مولا پاک ہے، پس وہابیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مقامِ توہین اور تحقیر میں استعمال کریں، کیا نہیں وارد حدیث شریف میں کہ

((لست کاحدکم یطعمنی ربی و یسقینی)) (۱)

سوال:

جو امر فی الواقع رسول مقبول ﷺ کی ذات میں پایا جائے وہ امر اگر اطلاق کیا جائے تو کس طرح کفر ہوتا ہے؟

جواب:

جب واقعی امر کو رسولِ مقبول ﷺ کی طرف منسوب کیا جائے مقامِ کسر شان رسول ﷺ میں تو کفر ہوتا ہے۔ دیکھو حاشیہ تنبیہ ''جامع الفصولین'' نے تلمسانی سے نقل کیا ہے کہ

''جو سوا جواب اور سوال کے کہے کہ رسول اللہ ﷺ پاخانہ کرتے تھے، قتل کیا جائے اور توبہ اس کی منظور نہ کی جائے۔'' (۲)

بلکہ دیکھو!

﴿مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ﴾ (۳) اس طعن کفار کے جواب میں خود خدا فرماتا ہے کہ ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

۱- جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراهية الوصال فی الصوم، ج ۱، ص ۱۶۳

۲- حاشية العلامة خير الدين الرملی علی جامع الفصولين، الفصل الثامن و الثلاثون فی مسائل کلمات الکفرية، ج ۲، ص ۲۲۰

۳- الفرقان: ۷

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلاً ﴾ (۱)

اس جگہ تفسیر کبیر امام رازی دیکھو! (۲)

دوسرا فائدہ:

رسول اللہ کا سایہ بھی نہ تھا، اس معجزہ کا بھی یہی وہابی لوگ انکار کر رہے ہیں، جو کثرت سے اولیاے کرام مثل مولوی، جامی، ونظامی، وخسرو، وحکیم سنائی، وغیرہم بیان کر رہے ہیں، بلکہ خود قرآن شاہد ہے:

﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (۳)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے اطلاق نور کا آگیا ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

فائدہ جلیلہ:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز وخون بلکہ سب فضلات بالاجماع پاک تھے اور خوش بوناک تھے، وہابیہ منافقہ پر بہت گراں گزرے گا۔ اور یہ مسئلہ وہابیوں سے بہ مقام سرہند پوچھا بھی گیا، انھوں نے صاف انکار کر دیا، حتی کہ کسی منصف مزاج نے خوب جواب دیا، مَیں اب تحقیق جواب ذکر کرتا ہوں:

شامی، جلد اول، باب الانجاس، ص ۲۲۲.

”صح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم، و سائر فضلاته، و به قال ابو حنيفة كما نقله فى المواهب اللدنية عن شرح البخارى للعينى، و صرح به البيرى فى شرح الاشباه، وقال الحافظ ابن حجر: تظافرت الادلة على ذلك، و عد الائمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم، و نقل

۱- الاسراء:۴۸

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذكورة، ج ۱۰، ص ۲۲۴

۳- المائدة:۱۵

بعضهم عن شرح المشکوۃ لملا علی انہ قال: اختارہ کثیر من اصحابنا، و اطال فی تحقیقہ فی شرحہ علی الشمائل فی باب ما جاء فی تعطرہ علیہ السلام۔" (۱)

اس کا ترجمہ خوب سوچو اور یاد کر لو صحیح، اور جو ان میں سے بڑا متقی، پرہیز گار محتاط شمار کیا جاتا ہے وہ ان اہل اللہ کو جو بہ وجہ کمالِ اتباعِ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے فی زماننا صدرِ صدورِ اہل سنت و جماعت کے کہنا ان کو مناسب ہے، کم سے کم ان کو مبتدع تو ضرور کہتا ہے، وجہ اس کی غالب تو حسد ہوتی ہے، اور گاہے بہ وجہ عدمِ کمال علمی اور عدمِ رسائی اس مرتبہ جہاں اس اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے، مبتدع اس بندۂ خدا کو کہتا ہے باوجودے کہ بدعتی وہ خود آپ ہوتا ہے اس کے حق میں میں کچھ نہیں کہتا، ہاں اس کے حق میں امام ربانی علامہ شعرانی کی کلام ضرور تحریر کرتا ہوں، وہ میرے دستور العمل، میرے مقتدا اپنی "لطائف المنن" جلد ا، ص ۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں:

دیکھو!

"من کان متقیدا بالشریعۃ مثلی فھو من صدور اھل السنۃ و الجماعۃ فی عصرہ، فکیف یسمی مبتدعا؟ و اللہ ما ذلك الا من شدۃ الحسد، فانی لا اعلم احدا من اقرانی احاط علما بکتب اھل السنۃ کما احطت بھا، و اعرف جماعۃ الآن فی جامع الأزھر من المتھورین اذا رأونی ینظرون الی شذرا کانھم علی السنۃ، و انا علی البدعۃ، و ربما کان الأمر بالعکس۔" (۲)

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، مطلب فی طھارۃ بولہ ﷺ، ج ا، ص ۲۷۵

۲- لطائف المنن، الباب الاول، فی امور یجب عند ائمۃ الطریق فعلھا قبل طریق القوم، ص ۸۰

قانونِ اول

وہابی دو قسم کے ہیں:

ایک مسلمان وہابی، دوسرا منافق وہابی۔

اول وہ ہیں جو دلوں زبانوں کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں، کسی امام کی تقلید ائمہ اربعہ وغیرہ سے علی التعیین نہیں کرتے، قواعدِ عقائد اس قوم کے معلوم ہیں، لیکن غیر مضبوط۔

دوسرے وہ جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں، اور اہل سنت و جماعت میں سے ہیں، لیکن اندرونی وہابیوں سے بھی بدتر عقائد والے ہیں۔ میری کلام اخیر فریق کے ساتھ ہے، جو زبانی اصولِ حنفیہ کے قائل ہیں، پہلوں کے ساتھ میرا کوئی سروکار نہیں۔ فاحفظہ!

منافقہ وہابیہ کا حنفیت کا دعویٰ ایسا ہے جیسا محمد بن عبد الوہاب نجدی خارجی باغی کا حنبلیت کا دعویٰ ہے۔ دیکھو شامی، ص ۲۱۹، جلد ۳ (۱)

فضل کریم صاحب نے میرے آگے بڑی تعریف اپنے امام محمد بن عبد الوہاب کی بیان کی، اور یہ کہا کہ وہ حنبلی مذہب تھا، اور جب شامی کی عبارت میں نے نکال کر دکھائی تو اس کا دعویٰ حنبلی ہونے کا باطل تھا، تو فضل کریم حیران ہو گیا۔

وہابی محمد بن عبد الوہاب وغیرہ نے اکثر خلق اللہ کو اس لفظ سے تقلید ائمہ اربعہ سے گم راہ کیا کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی اتباع کرو اور ائمہ کے اجتہادوں کو چھوڑو، اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا معنی اپنی سمجھ کے مطابق لیتے تھے جیسے آج کل کے وہابیوں کا مقولہ ہے کہ مفسرین و محدثین و اولیاء اللہ کے کلاموں کو چھوڑو، اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو اپنی سمجھ کے مطابق لیتے ہیں، گویا کہ مفسرین و اولیا نے قرآن و حدیث نہیں سمجھا اور وہابیوں نے سمجھ لیا ہے۔

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الجہاد، باب البغاۃ، مطلب فی اتباع عبد الوہاب الخوارج فی زماننا، ج ٦، ص ٤٠٠

قانونِ دوم

شامی و بیضاوی وابوسعود نے کہا ہے کہ علم اللہ وعلم رسول اللہ میں فرق بالذات ومستفاد کا ہے۔ یہ تقسیم قرآن سے ثابت ہے۔قال اللّٰہ تبارك و تعالٰی:

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ (۱)

قسم ثانی مدلول منطوق جملہ ثانیہ کا ہےاور قسم اول مدلول اشارة النص من مجموع الجملتین ہے۔ دیکھوض (۲) جلد۱،ص ۱۲۰، پارہ ۳ (۳) س (۴) جلد۲،ص ۹۲،س ۸. (۵) فانصف فان الانصاف خیر الاوصاف۔ جس کو بالواسطہ و بالعرض وعطائی ووہبی بھی کہتے ہیں۔

اور شامی نے کہا ہے کہ خدا کا علم واجب ہےاور رسول اللہ کا علم ممکن.

شامی: خدا کا علم قدیم ازلی ابدی، رسول کا حادث.

شامی: خدا کا علم غیر متناہی، رسول کا علم متناہی. (۶)

۱- البقرة:۲۵۵

۲- والمراد به البیضاوی۔ ۱۲منه

۳- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة المذکورة، ج۱، ص ۵۵۴

۴- والمراد به ابو سعود الحنفی۔ ۱۲منه

۵- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة المذکورة، ج۱، ص ۲۹۶

۶- رسائل ابن عابدین: سل الحسام الهندی لنصرة مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

دولۃ مکیۃ: باقی فروق مثل مقدور وغیر مقدور، ممکن التغیر وغیر ممکن التغیر، مخلوق وغیر مخلوق۔ (۱)

مذکورۂ اربعہ میں مندرج ہیں، پس ان کے فرع ہوں گے، کما لا یخفی علی من له خبرة۔ (۲)

اور علم عقائد میں بھی یہی فروقِ اربعہ موجود ہیں، جس وقت مطلق علم میں یہ فرق ہوا اب اس کے انواع مثل علم غیب، وعلم شہادت میں بھی فروقِ اربعہ جاری ہوں گے، کیوں کہ لازم جنس کا من حیث ہو ہو لازم نوع کا ہوگا بہ قانون لازم اللازم لازم۔

فرقِ خامس مناطقہ کا ہے، وہ یہ ہے کہ خدا کا علم حضوری، رسول اللہ کا علم حصولی۔ ولی فی هذا الفرق من حیث الشرع نظر عویص سیاتی فانتظر مفتشا و اعبر عنها فی الآتی بالفروق الخمسة۔

باقی صفات امہات میں بھی یہی فروق اکثر جاری ہو جائیں گے، مثلاً وجودِ باری تعالیٰ بالذات قدیم واجب غیر متناہی بہ خلاف وجود المخلوق، ہاں فرق خامس جاری نہیں ہو سکتا، کما لا یخفی علی من تامل فاحفظها فانه یندفع بها الشرك راسا الا عند عشاقه۔

فرقِ سادس جزئی وکلی اختراعی، یہ فرق میری تحقیق میں غیر معتبر بل مخترع ہے، کیوں کہ نہ اس کا کوئی ثبوت شرعی قطعی ہے اور نہ عقلی ہے۔ فاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

اور نہ وہ باقی صفات میں جاری ہے، پس اس کے منکر کو کافر کس طرح کہا جائے۔ اور کلی و جزئی جو منطق میں ہے وہ حق ہے، لیکن اس میں کلام نہیں۔ فاحفظه فانه خداع منهم۔

۱- الدولة المکیة بالمادة الغیبیة، القسم الاول فی کشف الحجاب عن وجه الصواب فی هذا الباب، النظر الثانی: الوهابیة هم المشرکون بزعمهم ان اثبات علم ما کان و ما یکون لغیره تعالی شرك، ص۱۰۳۔

۲- یعنی بصیرة۔ ۱۲ منه

قانونِ سوم

مسئلہ علم غیب میں فی زماننا چار مذہب مشہور ہیں:

مذہب اول:

احمد رضا خان مجدد مائۃ حاضرہ اور اس کے متبعین کا کہ وہ کہتے ہیں کہ
''عرش سے لے کر فرش تک، اول یوم سے لے کر آخر یوم تک ای کل ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرہ ذرہ جانتے ہیں۔'' (۱)
دیکھو ''دولۃ مکیۃ'' ص ۹ و ص ۱۰، س ۱۔
اور یہ قدر متنازعہ فیہ مبحوث عنہ ہے، ورنہ علم الرسول بہ صدہا حصہ دنیا و مافیہا سے زائدہ ہے۔
احمد رضا خان کی عبارت ص ۲۲ ر ''انباء المصطفیٰ'' میں یہ ہے:
''ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، بل کہ جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، اور جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً رسول اللہ نے جان لیا، اور کل ما کان و ما یکون کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں بتلایا، بل کہ یہ جو کچھ بیان ہوا وہ پورا علم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، بل کہ یہ چھوٹا سا حصہ ہے، بل کہ احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بعید و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جس کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا جانے۔'' (۲)

۱- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول فى كشف الحجاب عن وجه الصواب فى هذا الباب، مطلب معلومات الله تعالى غير متناهية فى غير متناه لا يمكن حصول مثلها لمخلوق، ص ۴۵

۲- فتاویٰ رضویہ، انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی، ج ۲۶، ص ۴۸۶

مذہب دوم:

عارف ابوالحسن البکری وعلامہ زمان امام ابواسحاق شیرازی کا ہے۔ مؤرخ ابن خلکان نے اس کی بہت تعریف کی ہے، وہی مفتی بر و بحر کا ہے۔ وفات اس کی ٦٧٤ھ میں ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جو خدا جانتا ہے وہ رسول بھی جانتا ہے۔

دیکھو ''دولۃ مکیۃ'' ص١١-١٢، س٢.

''قال علامة عمر الجلبی: و قد سئل عن مقالة سیدی محمد البکری (١) انه صلی اللہ علیہ وسلم یعلم جمیع علم اللّٰہ تعالیٰ فقال: صحیحة اذ یجوز ان اللّٰہ یهبه علمه، و یطلعه، و قال علامة العثماوی شارح صلٰوة سید احمد البدوی الکبیر: و قد ساله سائل انه یلزم علی هذا المذهب ان یساوی علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بعلم اللّٰه، فاجاب: بانه لا یلزم شیء من ذلك لان ذلك للّٰه تبارك بالاصالة، و له صلی اللہ علیہ وسلم بالتبعیة فاعجبه ای هذا الجواب و اشتهاه۔''اھ (٢)

حضرت شیخ محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں کہ جو بعض العرفا نے کہا ہے وہ اکثر ادلہ کے مخالف ہے۔ (٣)

لیکن حضرت شیخ محدث نے اس کی تعبیر بعض العرفا سے کہی ہے نہ بعض المشرکین سے۔ امام ابواسحاق شیرازی نے ایک کتاب مستقل اسی مسئلہ میں تحریر کی ہے جس کا نام

١- یہ شخص علامہ شعرانی کا ہم زمان ہے، اور اُس نے اس کی بہت تعریف کی ہے، بل کہ اُس نے کہا ہے کہ وہ مرتبہ علمی میں غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہم پلہ ہے۔ دیکھو لطائف میں، ص٦٨.(ا) ١٢منہ

٢- الدولة المکیة بالمادة الغیبیة، القسم الاول، مطلب الکلام علی مقالة سیّدی ابی الحسن البکری، ص ٤٧. بتصرف

٣- مدارج النبوۃ

ا- لطائف المنن، الباب الثانی فی جملة اخری من الاخلاق، ص ١١٦

"المدلول بالمنقول و المعقول فی بیا ن شمول علم الرسول" ہے:

"و قال: نحن۔ بعون اللّٰہ، و حسن توفیقه، و تائیده۔ اثبتنا بسبعة دلائل تعلق علمه ﷺ بجمیع المعلومات فضلا عن ھذه الغیوب الخمسة۔"

اور عاشق الرسول صاحب العرفان (۱)، خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان نقش بندی موسوی، مجاورِ خانقاہِ سراجیہ، ساکن حسن آباد، و ابنه الاغر الاعز (۲) کا رجحان و میلان بھی اس مسلک کی طرف نظر آتا ہے، کیوں کہ مَیں نے خود بہ خود اس کی زبان سے سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ

"جس وقت خدا کا علم بالذات رسول کا علم مستفاد من اللہ ہے تو شرک و کفر کہاں رہا، اگر رسول تمام معلومات اللہ کو جان بھی لے تو کوئی قباحت نہیں۔"

یہ کلام دفع شرک میں تو نہایت صاف ہے اور حق معلوم ہوتی ہے۔ اس پر (ای مسلک ثانی پر) اعتراض تو کوئی نہیں، ہاں عقلی اعتراض ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرق رابع جاری نہیں ہوسکتا، لیکن کفر وشرک کہنا تو ضرور غلط ہے۔ کیوں کہ فروقِ اربعہ باقیہ جاری ہیں، باقی اعتراضاتِ عقلیہ تو کوئی شے نہیں، کیوں کہ جہاں عرفا و صلحا کے عقولِ عالیہ پہنچ گئے ہیں وہاں ہمارے عقولِ متوسطہ کی جگہ نہیں۔ دیکھو مقدمہ "لطائف منن" علامہ شعرانی کو ہذا۔ (۳)

مَیں کہتا ہوں: بہ موجب ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (۴) کے خدا اس پر قادر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شمولِ علم عنایت فرمائے یا نہ، اگر قادر ہے تو فبہا، اگر جواب نفی میں ہے، چناں چہ ان کی عداوت الرسول سے مترشح ہوتا ہے تو امکانِ کذب باری وسفہ و جہل وغیرہ من الامور الممکنة القبیحة پر تمہارے نزدیک قادر ہے اور شمول علم الرسول پر قادر نہیں، فرق کیا ہے ذرا بتائیں تو مہربانی ہوگی اور یہ اول مسئلہ مناظرہ کا ہوگا

۱- قدوۃ الصلحا قطب الاقطاب خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ۔ ۱۲ محقق
۲- مولانا فقیر محمد رحمہ اللہ. کتاب کے آخر میں ان کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ ۱۲ محقق
۳- لطائف المنن، مقدمة الباب الثامن، ص ۲۰
۴- البقرة: ۱۴۸

وقت بحث کے ان شاء اللہ تعالی۔ اور اعتراضِ عقلی کا جواب میری کتاب مبسوط میں کمالِ تحقیق سے مبسوط ہوگا۔

مذہب سوم:

وہ قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"رسولنا الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الانبیاء بل اعلم المخلوقات کلھم ہیں اور رسول کا علم جمیع معلومات اللہ کو محیط کہنا بعید از صواب ہے۔" اھ ملخصًا (۱)

مَیں کہتا ہوں: اِس میں وہابیہ وسنیہ کسی کا اختلاف نہیں سوا فرقہ شیطانیہ (۲) اور عزرائیلیہ کے۔ فافھم۔

اور قبلہ عالم نے مسلک ثانی کو بعید از صواب فرمایا ہے نہ کفر۔

اقول: -و باللہ التوفیق- اُن مسالک مذکورہ میں اگر علم غیب کو بہ معنی ملکہ غیب لیا جائے کما تقرر فی المطول فی تعریف علم المعانی (۳) وتلویح علم اصول (۴) ومختصر (۵) ومیر زاہد (۶) کے رسائل وغیرھا من کتب الفنون یعنی جس وقت کسی امر کی طرف توجہ کیا، فوراً معلوم کر لیا حدساً ہو، یا تدریجاً، اور علم ما کان ما یکون کو الیٰ یوم القیامۃ لیا جائے تو تمام نصوص بہ آسانی متفق ہو جائیں گے، اور کوئی نص مخالف نہ رہے گی، اور اماموں اور اولیاؤں پر جس قدر اعتراضات ہوتے ہیں وہ سب کے سب اٹھ جائیں گے اور یہ تحقیق ملکہ غیب والی میری جواہر کبریت احمر سے ہے مدت سے

۱- اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان و ما اھل بہ لغیر اللہ، ص ۱۱۸

۲- فرقہ شیطانیہ وہ ہے جو کہتا ہے: شیطان کا علم زائد ہے رسول کے علم سے۔ وکذا فرقہ ضالہ عزرائیلیہ مثل صاحب براہین قاطعہ۔ ۱۲ منہ

۳- المطول، الفن الاول، علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص ۷۷

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، مبحث تعریف علم اصول الفقہ، ج۱، ص ۴۱

۵- مختصر المعانی، الفن الاول، علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص ۳۴

۶- میر زاہد

مجھ کو خدا نے الہام کیا، اور اس پر مجھ کو مستحکم کیا، اب اس کی تائید بل کہ تصریح کہنی چاہیے کتاب ''ابریز شریف'' میں حافظ الحدیث نے ذکر کی ہے، ص ۴۵/ اور اسی پر مولوی احمد حسن کان پوری کا فتویٰ بھی ہے جو کہ استاد مخالف فریق کا ہے۔ ص ۴۵ سے لے کر عبارت قلت و للّٰہ درہ تک۔ دیکھو ص ۴۶۔

''و الثالث: التمييز، و هو نور فى الروح تميز به الاشياء على ما هى عليه فى نفس الامر تمييزا كاملا، و مع ذلك فلا تحتاج فيه الى تعلم، بل بمجرد رؤية الشىء او سماع لفظة تميزه و تميز احواله و مبداه و منتهاه والى اين يصير، و لما ذا خلق.

ثم الارواح مختلفة فى هذا التمييز علىٰ قدر الاطلاع، فمن الارواح من هو قوى فى الاطلاع، ومنها من هو ضعيف، و اقوى الارواح فى ذلك روحه ﷺ، فانها لم يحجب عنها شىء من العالم، فهى مطلعة على عرشه و علوه و سفله و دنيا ه و آخرته و ناره و جنته، لان جميع ذلك خلق لاجله ﷺ، فتمييزه عليه الصلاة و السلام خارق لهذه العوالم باسرها، فعنده تمييز فى اجرام السموات، من اين خلقت؟ و متى خلقت؟ و لم خلقت؟ و الى اين تصير فى جرم كل سماء؟ و عنده تمييز فى ملائكة كل سماء و اين خلقوا؟ و متى خلقوا؟ و لم خلقوا؟ و الى اين يصيرون؟ و يميز اختلاف مراتبهم و منتهى د رجاتهم، و عنده عليه الصلاة و السلام تمييز فى الحجب السبعين، و فى ملائكة كل حجاب على الصفة السابقة، و عنده عليه الصلوٰة و السلام تمييز فى الاجرام النيرة التى فى العالم العلوى مثل النجوم و الشمس و

القمر واللوح و القلم و البرزخ و الارواح التی فیه علی الوصف السابق، و کذا عنده علیه الصلاة و السلام تمییز فی الارضین السبع، و فی مخلوقات کل ارض، و ما فی البر و البحر من ذلک، فیمیز جمیع ذلک علی الصفة السابقة، و کذا عنده علیه الصلاة و السلام تمییز فی الجنان و درجاتها و عدد سکانها و مقاماتهم فیها، و کذاما بقی من العوالم، و لیس فی هذا مزاحمة للعلم القدیم الازلی الذی لا نهایة لمعلوماته، و ذلک لان ما فی العلم القدیم لم ینحصر فی هذا العالم، فان اسرار الربوبیة و اوصاف الالوهیة التی لا نهایة لها لیست من هذا العالم فی شیء ثم الروح اذا احبت الذات امدتها بهذا التمییز، فلذلک کانت ذاته الطاهرة ﷺ تمیز ذالک التمییز السابق و تخرق به العوالم کلها، فسبحان من شرفها و کرمها و اقدرها علی ذلک۔

الرابع: البصیرة، وهی عبارة عن سریان الفهم فی سائر اجزاء الروح کما یسری فی جمیعها ایضا سائر الحواس مثل البصر، و السمع، و الشم، و الذوق، و اللمس، فالعلم قائم بجمیعها، و البصر قائم بجمیعها، و الشم قائم بجمیعها، و الذوق قائم بجمیعها، و اللمس قائم بجمیعها، حتی انه ما من جوهر من جواهرها الا و قد قام به علم، و سمع، و بصر، و شم، و ذوق، و لمس، فبصرها من سائر الجهات، و کذا بقیة الحواس، فاذا احبت الروح الذات و زال الحجاب الذی بینهما امدتها بهذه البصیرة، فتبصر الذات من امام و خلف و فوق و تحت و یمین و

شمال بجواهرها كلها و تسمع كذالك و تشم كذالك، و بالجملة فما كان للروح يصير للذات، و قد زال الحجاب بين الذات الطاهرة و بين الروح الشريفة يوم شقت الملائكة صدره الشريف ﷺ وهو صغير، ففى ذلك الوقت وقع الالتحام والاصطحاب بين روحه و ذاته ﷺ، و صارت ذاته تطلع على جميع ما تطلع عليه روحه ﷺ، فلهذا رسول الله ﷺ كان يرى من خلفه كما يرى من امامه، و قد قال ﷺ لاصحابه رضى الله عنهم:

((اقيموا ركوعكم و سجودكم فانى اراكم من خلفى كما اراكم من امامى۔))

فهذا هو سرالحديث۔ والله تعالىٰ اعلم۔

الخامس: عدم الغفلة، و هو عبارة عن انتفاء اوصاف الجهل واضداد العلم عن القدر الذى بلغ اليه علمها و وصل اليه نظرها فلا يلحقها سهو و لا غفلة و لا نسيان عن معلوم اى معلوم من القدر الذى وصلت اليه، و ليس حصول المعلومات لديها على التدريج، بل يحصل ذلك بنظرها دفعة واحدة، فليس فى علمها أنها اذا توجهت الى شىء غفلت عن غيره بل اذا توجهت اليه لحصل غيره معه، بل لا تحتاج الى توجه، لان العلوم فطرية فيها، ففى اول فطرتها حصلت لها علومها دفعة واحدة، ثم دام لها ذلك كما دامت ذاتها فهذا هو المراد بعدم الغفلة و هو ثابت لكل روح، و انما تختلف فى قدر العلوم، فمنها من علومه كثيرة، و منها من علومه قليلة، و اعظم الارواح علما و اقواها نظرا روحه ﷺ، لانها يعسوب الارواح،

فهى مطلعة على جميع ما فى العوالم كما سبق دفعة واحدة من غير ترتيب ولا تدريج، ثم لما وقع الاصطحاب بينها وبين ذاته الطاهرة ﷺ امدتها بعدم الغفلة، حتى صارت الذات مطلعة على جميع ما فى العالم مع عدم لحوق الغفلة لها فى ذلك، لكن الاطلاع ليس مثل الاطلاع، فان اطلاع الروح دفعة واحدة من غير ترتيب، واطلاع الذات على سبيل التدريج و الترتيب بمعنى انها ما من شىء تتوجه اليه فى العالم، الا و تعلمه، لكن علمه لايحصل الا بالتوجه فاذا توجهت الى شىء آخر علمته، وهكذا حتى تاتى على ما فى العالم، فلها التسلط فى العالم على ما فى العالم ولكن بتوجه بعد توجه، ولا تطيق الذات ما تطيقه الروح من حصول ذلك فى دفعة واحدة، وكذا يختلفان فى عدم الغفلة، فانه فى الروح على نحو ما سبق تفسيره۔

و اما فى الذات فهو بالنسبة الى توجهها بمعنى انها اذا توجهت الى شىء لا يفوتها ولا يلحقها فى توجهها اليه سهو و لا غفلة و لا نسيان، و اما اذا لم تتوجه اليه فانها قد تغفل عنه ويقع لها فيه السهو والنسيان و لهذا قال ﷺ كما فى صحيح البخارى:

((انما انا بشر انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكرونى۔))

قال ذلك ﷺ حين وقع له السهو ولم ينبه قلت: فلله دره من امام فانه قد اعطى للحقيقة حقهاو اعطى للشريعة حقها۔" اھ (۱)

۱۔ الابريز من كلام العارف بالله تعالى سيّدى عبد العزيز الدباغ، الباب الاول فى الاحاديث التى سالناه عنها، ص ۷-۹۴

لفظ تنبیہ سے جو کلام غوث میں واقع ہے معلوم ہوا کہ سہو ونسیان بہ معنی ذہول ہے، باقی حدیث بخاری شریف کا جواب قانون چہارم میں بہ طریق شریعت بیان کروں گا۔

مذہب رابع:

وہابیہ خذلھم اللہ کا، وہ ظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ رسول غیب جزئی کو اور خدا غیب کلی و جزئی کو جانتا ہے، لیکن یہ ان کا خداع اور اختراع ہے، فی الواقع در پردہ کلی جزئی کے بھی منکر ہیں۔ اگر ان سے پوچھو تمام انسانوں کا حال ہر آن میں رسول جانتے ہیں باوجودے کہ یہ جزئی ہے ان کے نزدیک' صاف انکار کر دیں گے، بل کہ اگر ایک انسان کا حال ہر ایک آن میں پوچھو جو مابہ النزاع اور متنازعہ فیہ اصلی ہے، کیوں کہ اصلی منبع بحث ''یا رسول اللہ اغثنی'' ہے کہ وقت استغاثہ کے جب شخص کہے اور اعتقاد اس کا ہو کہ رسول اللہ میری فریاد جانتے ہیں ہم کہتے ہیں: وہ شخص مشرک نہیں، یہ کہتے ہیں کہ وہ مشرک ہو گیا۔ اس لفظ سے بحث شروع ہوتی ہوتی کل ما کان وما یکون کو گھیر لیا، اور طرفین سے افراط تفریط شروع ہو گیا، اور ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کی تکفیر پر کمر باندھ لی و انا بریء من ھذا کلہ۔ بلکہ علم ایک حقیقی جزئی منطقی سے بھی خبیثوں نے انکار کر دیا ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی اپنی ''تقویۃ الایمان'' میں اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اپنی ''کتاب توحید'' میں اپنے شیاطین کو یہ تعلیم کرتے ہیں کہ

> رسول اللہ ﷺ -فداہ روح ابی و امی- حالت حیات میں اپنا خاتمہ بھی نہ جانتے تھے۔ فکیف یعلم بعد موتہ ﷺ حال تلک المشرکین۔ اھ ک
>
> نعوذ باللہ من تلک الجراۃ۔

میں کہتا ہوں: اکثر وہابیہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ جزئی غیب کو رسول اللہ جانتا ہے پس شرک لازم آیا۔ اگر جواب دیں کہ خدا غیب جزئی کو بالذات جانتا ہے اور رسول اللہ بالواسطہ تو یہی بعینہٖ فرق کلی میں بھی جاری ہوگا۔ فافھم

قانونِ چہارم

تمام انبیا امورِ تبلیغیہ میں سہو ونسیان سے محفوظ تھے۔

دیکھو فرائض الاسلام مخدوم ہاشم سندھی، حصہ عقائد والا ص ۱۸۰، س ۱۱۔

"انهم معصومون من السهو، و النسيان، و الغلط فی الامور التبليغية وقت سماع الوحی، و وقت تبليغه۔

میری تحقیق میں جو عینِ ادب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہو ونسیان سے آخر الامر میں مطلقاً امر تبلیغیہ ہوں یا غیر ہوں، محفوظ تھے، اور حدیث شریف ابو ہریرہ والی جو "مشکوٰۃ شریف" ص ۵۳۵، س ۱۶ر میں ہے دلیلِ قوی ہے:

((عن ابی هريرة، قال: انكم تقولون: اكثر ابوهريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والله الموعد، ان اخوتی من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق، ان اخوتی من الانصار كان يشغلهم عمل اموالهم، و كنت امرأ مسكينا الزم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی ملء بطنی، و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم يوما: لن يبسط احد منكم ثوبه حتی اقضی مقالتی هذه ثم يجمعه الی صدره فينسی من مقالتی شيئا ابدا، فبسطت نمرة ليس علی ثوب غيرها حتی قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقالته ثم جمعتها الی صدری، فوالذی بعثه بالحق ما نسيت من مقالاته ذلك الی يومی هذا۔)) متفق عليه (۱)

۱- مشكوة المصابيح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ص ۵۳۵

قال المحدث الطیبی:

''الحدیث یدل علیٰ ان النسیان بعد ذلک کالمحال۔''

''و ((قوله ﷺ: من مقالتی شیئا)) اشارۃ الی جنس مقالات کلها۔'' (۱)

اور حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ والی جو ترمذی نے روایت کی ہے وہ بھی اس حدیث کی مساعد ہے، بھلا منصف سوچ کا مقام جس وقت جو فقط رسول اللہ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہے کہ ابو ہریرہ قلیل مدت صحبت والا ہے شخص کے نسیان کی بالکل بیخ کنی ہو جائے، بھلا جس وقت معلم اللہ جو علیٰ کل شیء قدیر ہے اور متعلّم رسول اللہ ﷺ جو صاحب استعداد ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۲) ہے مطابق ﴿عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْماً﴾ (۳) پس نسیان کس طرح ہو سکتا ہے۔

اب حدیث ابو ہریرہ کی تائید تفاسیر سے نقل کرتا ہوں:

قال الامام فخر الدین الرازی فی ص ۳۸۱س ۲۶ ج ۸:

''قال الکلبی فی تفسیر قوله تعالیٰ: ﴿سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی، اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ انه علیه السلام لم ینس بعد نزول هذه الآیة شیئا۔'' (۴)

تنبیہ:

نکرہ تحت النفی ہے۔

قال الامام نظام النیسابوری الشهید فی تفسیرہ ص ۷۱، ج ۳، س ۳۶:

''اما الاستثناء ففیه قولان: الاول: انه لیس علی حقیقة،

۱- الکاشف عن حقائق السنن معروف بہ شرح طیبی، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج ۷، ص ۱۵۶

۲- القلم:۴

۳- النساء:۱۱۳

۴- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۱۶، ص ۱۴۱

فقد روى عن الكلبى انه ﷺ لم ينس بعد نزول هذه الآية شيئا، و على هذا فالمقصود من الاستثناء اما نفى النسيان راسا كما تستعمل القلة فى معنى العدم، اما للتبرك بذكر هذه الكلمة و تعليم العباد ان لا يتركوها فى كل ما يخبرون عنه، و فيه ان اللّٰه قادر علىٰ انساء ه الا انه لا ينسيه بفضله، و احسانه مثل مسئلة الامكان الكذب عند المخالف، و القول الثانى انه حقيقة۔" (۱)

انه يساعد قول التبرك ما قال الامام ابن جرير الطبرى:

و كان بعض اهل العربية يقول فى ذلك: لم يشإ اللّٰه ان ينساه ﷺ شيئا و هو كقوله تعالىٰ: ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾ و لا يشاء قال: و انت قائل فى الكلام: لاعطينك كل ما سالت الا ما شئت، و الا ان اشاء ان امنعك، والنية ان لا تمنعه و لا تشاء شيئا، قال: و على هذا مجارى الايمان، يستثنىٰ فيها، و نية الحالف اللمام۔" (۲)

انتهى كلام ابن جرير ص ۸۴و۸۵.

ثم رجح قول النسخ۔

و قال المدارك فى ص ۲۶۱:

"﴿اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ ان ينسخه۔" (۳)

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية: سنقرئك فلا تنسى، ج ۶،ص ۴۸۴

۲- جامع البيان عن تاويل آيات القرآن معروف بہ تفسیر ابن جریر طبری، تحت الآية المذكورة، ج ۱۰،ص ۳-۸۵۹۴.بتصرف

۳- مدارك التنزيل وحقائق التاويل، تحت الآية: سنقرئك فلا تنسى، ج ۳، ص ۶۳۱

و قال خازن فی ص ۱۹۶:

''ھذا الاستثناء لم یقع و لم یشاء اللّٰہ ان ینسیہ شیئا۔'' (۱)

و نقل الامام فی ص ۳۸۱، ج ۸ عن الفراء، انہ یقول:

''المقصود من الاستثناء بیانہ تعالٰی لو اراد ان یصیر ناسیا لقدر علیہ مثل قولہ تعالٰی: ﴿لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ﴾ مع انہ ما اشرک قط، و المحال الکلام۔'' (۲)

سوال:

تفسیر آیت شریفہ جو کلبی وغیرہ نے کی ہے حدیث خرباق کو جس کو ذوالیدین وذو الشمالین بھی کہتے ہیں، جو بخاری ومسلم شریف میں بڑی تفصیل سے واقع ہے جس میں صراحۃً مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ العصر میں سہو واقع ہوا تھا' معارض ہے۔

جواب:

ہوسکتا ہے کہ یہ آیت شریفہ بعد کو نازل ہوئی ہو، پس حدیث کے واسطے ناسخ ہوگی۔

سوال:

سورت اعلٰی مکیہ ہے اور حدیث خرباق قطعاً بہ اتفاقِ محدثین شافعیہ وحنفیہ مدنی ہے، پس کس طرح یہ آیت شریفہ واسطے حدیث شریف کے ناسخ ہوگی۔

جواب:

ہوسکتا ہے کہ سورۃ اعلٰی مکیہ ہو اور آیت شریفہ مدنیہ ہو، جیسے سورۃ انعام مکیہ ہے اور آیت ﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ﴾ الآیۃ (۳) مدنیہ ہے، اور ایسی آیات بہت ہیں جو

۱- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۴، ص ۳۹۷

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۱۶، ص ۱۴۲، بتصرف

۳- الانعام: ۹۱

سورۃ مکیہ ہوتی اور بعض اس میں آیات مدنیہ ہوتی ہیں، وبالعکس جیسے سورۃ تحریم مدنیہ ہے اور آیۃ ﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ الآیۃ (۱) مکیہ ہے۔ دیکھو بیضاوی (۲) تحت آیت ﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ﴾ الآیۃ۔

اور حدیث شریف ابو ہریرہ والی مذکورہ وہ بھی اس آیت کے ساتھ مل کر، اور آیت ﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ (۳) جو قطعاً متاخر ہے حدیث خرباق سے ناسخ حدیث خرباق کی ہوں گی۔

سوال:

کس طرح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ابو ہریرہ والی متاخر حدیث خرباق سے ہے۔

جواب:

احناف نے یہ تحقیق کی ہے کہ حدیث خرباق والی پہلا سال ہجرت کا واقعہ ہے، کیوں کہ ذوالشمالین جنگ بدر میں شہید ہو گیا تھا، جیسا کہ موطا امام مالک میں واقع ہے اور ذوالشمالین اور ذوالیدین ایک شخص کا نام ہے اور حدیث ابو ہریرہ والی بعد خیبر کا واقعہ ہے، کیوں کہ ابو ہریرہ خیبر میں مسلمان ہوا تھا، پس قطعاً متاخر ہوئی۔

سوال:

حدیث خرباق کا راوی بھی ابو ہریرہ ہے، پس حدیث خرباق جنگ بدر سے پہلے کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ اعتراض علامہ ابن نجیم صاحب بحر کو نہایت مشکل معلوم ہوا ہے۔

۱- التحریم:۶

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۱، ص ۲۳۹

۳- النساء:۱۱۳

جواب:

حضرت محدث نے وقت تدریس کے یہ جواب عنایت کیا تھا کہ ابو ہریرہ دوسرے اصحاب سے روایت کرتا ہے جیسا پہلے ہجرت کے واقعات بھی بیان کرتا رہتا ہے، اور فعل کثیر و کلام عمداً جو حدیث خرباق میں مذکور ہے وہ بھی مقتضی اس بات کی ہے کہ صدر ہجرت کا واقعہ ہو، اور جو حدیث ابو ہریرہ اپنے نسیان کے متعلق بیان کرتا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ کی اپنی سرگذشت ہے۔فافهم و کن علی بصیرة۔

حدیث میں واقع ہے کہ

((انی لا انسی و لکن انسی لاسن۔)) (۱)

یہ حدیث نص ہمارے مدعا پر ہے۔

سوال:

حفاظِ حدیث مثل امام عبدالبر ''تمہید'' (۲) میں اور حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' (۳) میں اور امام سیوطی ''حاشیہ موطا'' (۴) میں فرماتے ہیں کہ

''یہ حدیث غیر متصل ہے۔''

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

''کافی ہے اس کے رد میں حدیث بخاری شریف صلوٰۃ العصر والی۔''

۱- الموطا للامام مالك، کتاب السهو، باب العمل فی السهو، ص ۸۴. بتغیر

۲- التمهید لما فی الموطا من المعانی و المسانید، باب بلاغات المالك و مرسلاته، ج ۱۰، ص ۶۰-۵۵۹

۳- فتح الباری شرح صحیح البخاري، کتاب السهو، باب من یکبر فی سجدتی السهو، ج ۳، ص ۱۰۱

۴- تنویر الحوالك علی الموطا الامام مالك، کتاب السهو، باب العمل فی السهو، ج ۱، ص ۲۱۴

جواب اول:

ممکن ہے کہ حدیث مذکورۂ بخاری کی اس حدیث کے بعد ہو اور یہی ظاہر ہے کہ علومِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم روز بہ روز زائد ہوتے تھے، پس ابن حجر کی تردید صحیح نہ ہوگی باوجودے کہ ابن ہمام اگرچہ معنی اس کا کچھ اپنے مقصود کے مطابق تبدیل کیا ہے، لیکن حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ کوئی حدیث کی تضعیف کی ہے۔

باقی رہا حفاظ کے عدم اتصال کا جواب تو وہ یہ ہے کہ اگر حفاظ تضعیف حدیث بخاری پر کمر باندھ لیں تو تضعیف کر کے دکھائیں گے، دیکھو مناظرۂ سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ، بل کہ ان کے صدمہ سے کوئی حدیث صحیح نہ بچ سکے گی۔ حق فرمایا ہے امام شعرانی نے اپنی ''لطائف المنن'' میں کہ بہت احادیث ضعیفہ ہیں کہ محدثین نے ان کو صحیح سمجھ لیا ہے، اور بہت احادیث صحیح ہیں کہ محدثین نے ان کو ضعیف کر چھوڑا ہے۔

دیکھو ص ۱۴۰، ج ۳، س ۱۴۔

''و یطلعك علی الحدیث الصحیح فی نفس الامر و ان قال العلماء بضعفه۔'' (۱)

اگر آپ کو کچھ شک ہو تو موضوعاتِ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اور تعقباتِ سیوطی کو دیکھو آپ کو شعرانی کی کلام کی تصدیق ہو جائے گی۔ بہت احادیث جو علی شرط الشیخین ہیں محقق ابن جوزی نے موضوع کہہ دیا ہے کیا علامہ مذکور حفاظ سے نہیں ہے؟

جواب دوم:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حدیث غیر متصل بھی ہو، اور معمول بھی ہو اور یہ بہت ہوتا ہے کہ محدثین حدیث ضعیف کو، اور غیر متصل کو معمول بنا لیتے ہیں میں بہ طور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۴۲، ج ۱، س ۱:

((عن عمر ابن عبد العزیز، عن تمیم الداری، قال: قال

۱- لطائف المنن، الباب الخامس عشر، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۶۳۹

رسول الله ﷺ: الوضوء من كل دم سائل۔))

رواه الدار قطني۔ و قال عمر بن عبد العزيز: لم يسمع من تميم الداری ولا راٰه۔ (۱)

دیکھو! یہ حدیث غیر متصل بھی ہے، اور راوی اس کا مجہول بھی ہے، اور ہمارے حنفیہ مذہب میں معمول ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۷۰، س ۱۴؍ حدیث فاطمہ صغریٰ عن فاطمہ الکبریٰ غیر متصل باوجودے کہ معمول جمیع امت کی ہے۔ (۲)

و هكذا مشکوٰۃ ص ۸۳، س ۱ (۳)، ایضاً حدیث، ص ۸۸، س ۸. (۴)

اور دیکھو بیس تراویح کی حدیث تمام صحاحِ ستہ کی آٹھ تراویح کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو بخاری وغیرہ روایت کر چکے ہیں باوجودے کہ حدیث بیس تراویح والی معمول ہر چہار مذہب کا ہے، و باوجودے کہ تمام صحاح ستہ میں نام و نشان تک حدیث بیس تراویح کی موجود نہیں، پس منافقہ وہابیہ نصیحت پکڑیں اگر اپنے مذہب کے بر خلاف حدیث پائیں تو ہزارہا تاویلیں اور حیلے بنائیں۔ اگر وسعت علم رسول اللہ ﷺ کے بر خلاف پائیں تو ظاہر پر چھوڑی جائیں۔ یہ انصاف نہیں۔

قال فی المسايرة:

”منع الصوفية و طائفة من المتكلمين السهو و النسيان و الغفلات الفترات فی حق النبی ﷺ۔“ (۵)

۱- مشکوۃ المصابیح، کتاب الطهارة، باب ما یوجب الوضوء، الفصل الثالث، ص ۴۲

۲- ایضًا، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ص ۷۰

۳- ایضًا، باب الرکوع، الفصل الثانی، ص ۸۳

۴- ایضًا، باب الذکر بعد الصلوة، الفصل الثانی، ص ۸۸

۵- المسایرة فی العقائد المنجیة فی الآخرة، الرکن الثالث: العلم بافعال الله تعالی، الاصل التاسع: عدم استحالة بعثة الانبیاء، ص ۱۹۷. بتصرف

ص ۹۵و ۹٦.

”قال: و من اهل السنة من منع السهو اصلا فی فعله ﷺ، و الیه ذهب ابو المظفر الاسفرائنی من ائمة المحققین، و استدل بالحدیث المار الذی تکلم فیه الحفاظ۔“ (۱)

پس نص صریح مدعا پر کلام امام شعرانی کی ہے۔ دیکھو ص ۳۹ س ۹:

”اذا صفا القلب صار کالمراۃ الکرۃ المصقولة، فاذا قوبلت بالوجود العلوی و السفلی انطبع جمیعه فلا ینسی بعد ذلك شیئا۔“ اھ (۲)

باقی جو بعض احادیث صحاح میں صورت سہو کی واقع ہے جواب حق تو اس کا یہ ہے کہ کان ثم بان اور ذہول پر بھی محمول ہوسکتا ہے جیسے حافظ ماہر قرآن مثل حافظ فیض احمد دردانہ کے بہت وقت اس کا خیال بھی قرآن شریف کی طرف نہیں ہوتا بہ وجہ اشتغال کاروبار دنیاوی کے، لیکن جس وقت اس سے قرآن شریف کی آیت پوچھی جائے تو تار کی طرح ٹک ٹک آیاتِ بینات بیان کرتا ہے۔ اور مؤوّل بہ استغراق ہوسکتا ہے۔ بیت

من مذهبی حب الدیار لاهلها
و للناس فیما یعشقون مذاهب

تنبیہ:

اے محبانِ کفر و شرک! تم کو چاہیے کہ اول اس قانون پنجم کو حفظ فرمائیں، اور اس کے حفظ سے عدول و انحراف ہرگز نہ کریں، اور پھر کفر کے فتوے ہائی کورٹ واں بھچراں سے صادر فرما کر پارلیمنٹ ٹانک میں طبع کرائیں۔

۱- المسامرۃ، الرکن الثالث: العلم بافعال اللّٰه تعالی، الاصل التاسع: عدم استحالة بعثة الانبیاء، ص ٦-۱۹۵.بتصرف

۲- لطائف المنن، الباب الاول فی امور یجب عند ائمة الطریق فعلها قبل الطریق القوم، ص ٦۷.بتصرف

قانونِ پنجم

ادلہ سمعیہ چار میں بند ہیں:

الف-قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ

ب- ظنیھما

ج- قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ

د- **و بالعکس** (۱) (دیکھو: شامی، ج الف، ص ۶۷)

کفر انکارِ مثبت بالدلیل الاول میں ہے فقط۔ (۲)

دیکھو: شامی، ج ۳، ص ۲۹۳، س ۱۰۔

قسم اول محکم القرآن و مفسرہ اور حدیث متواترہ غیر مشتبہ الدلالت ہیں فقط۔ اب ذرا کان کھول کر سنیے! حدیث متواتر اللفظ والمعنی تو بالکل قطعاً مفقود ہے بل کہ کالعنقاء ہے۔ دیکھو کتاب ''اقتراح'' علامہ سیوطی کو۔

باقی رہا محکم القرآن و مافی حکمہ اگر ایک آیت بھی محکمہ مسئلہ متنازعہ فیھا میں پیش کریں تو میں ان کو مرشد مان لوں گا۔ و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

ہائی کورٹ میں بھی اپیل کردو! فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اور جس قدر پارلیمنٹ آف ٹانک میں آیاتِ بینات پیش کی گئی ہیں مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلاً عن المفسر بل کہ کلھا آیاتِ مؤوّلہ

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، مطلب فی فرض القطعی و الظنی، ج ۱، ص ۲۱۵

۲- ایضًا، کتاب الجھاد، باب المرتد، مطلب فی منکر الاجماع، ج ۶، ص ۳۴۴

ہیں، ایک ایک آیت کی دس دس تاویلیں کم سے کم مَیں نے بیان کی ہیں، میری کتاب مبسوط میں اس کو دیکھو، اکثر تاویلات وہابیہ کے زمانۂ خروج سے پہلے مفسروں سے منقول ہیں اور بعض بہ قواعد علمیہ مؤید ہیں، افسوس کوئی صاحب ہمت اس کی طبع میں امداد کرتا۔ فانہ لم یر عن الزمان مثلہ، لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالك امرا۔

باقی غیب کلی وجزئی قرآن میں موجود ہے نہ کسی حدیث میں موجود اس کی نفی ہے اگر چہ حدیث ضعیف بھی ہو صحیح تو کجا، اور نہ فقہ امام میں اس کا نشان ہے۔ پس اس قانون کی بہ دولت اکثر الفاظ فتاویٰ والے جو باب الکفریات میں مذکور ہیں، غلط ثابت ہوں گے۔

دیکھو شامی ج ۳ (۱)، و بحر ج ۵ (۲) فاحفظہ فانہ ینفعك فی کثیر من المواضع۔

محقق علامہ صاحب جامع الفصولین وغیرہ تو کہتے ہیں:

''کفر شیء عظیم ہے، ہرگز ہرگز کفر کے فتویٰ پر جرأت نہ کرنی چاہیے اگر چہ خصم شبہۂ باطلہ سے بھی استدلال کرے، اگر چہ اس کی روایت ضعیف بھی ہو، اگر چہ مستدل غیر مذہب سے بھی ہو۔'' اھ ک (۳)

پس کیا گمان ہے تمہارا اے ظالمو! جس وقت کہ مدعی غیب کے پاس آیاتِ بینات و احادیث صحاح موجود ہوں خاصہ متاخرہ ناسخہ۔ قاتلھم اللّٰہ انّٰی یؤفکون۔

امر تنقیح:

ھل یکون کافرا مشرکا من قال: الغیب یعلمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قیل:

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الجھاد، باب المرتد، مطلب ما یشك فی انہ ردۃ لا یحکم بھا، ج ۶، ص ۳۴۵

۲- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۲۱۰

۳- رسائل ابن عابدین، تنبیہ الولاۃ و الحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیہ و علیھم الصلوۃ و السلام، ج ۱، ص ۳۴۲۔ ملخصًا

نعم، و قیل: لا و انا الی الثانی، و من ادعی فعلیہ البیان۔ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

سوال:

غیب کی کیا تعریف ہے؟

جواب:

اصح التعاریف ما قال القاضی فی ج ١ ص ١٤:

"و الغیب الخفی الذی لا یدرك بحاسة و لا تقتضیه بداهة العقل۔" اھ من عینه (١)

سوال:

واقعہ بیت المقدس کا قصہ معراج میں بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہوگا، کیوں کہ بیت المقدس مبصر فی الجملہ ہے۔

جواب:

اسی وقت یعنی وقت اخبار مدرک بہ حاسہ نہ تھا۔

سوال:

وقت اخبار مدرک بصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

جواب:

حاسہ معتادہ بشریہ معتبر ہوگا اور بصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خارق العادۃ ہے، اس واسطے اخبار معجزہ بھی ہوگیا ہے۔

١- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ١، ص ١١٤۔ بتصرف

سوال:

مضمرات القلب لصاحبه وارد ہوں گے، پس لازم آئے گا کہ وہ عالم بالغیب ہو۔

جواب:

جنس لفظ خفی سے خارج ہو جائے گی۔
پس قاضی نے تقسیم کی ہے:
''ایک قسم غیب وہ ہے جس پر دلیل منصوب نہیں، اور مصداق قول باری تعالیٰ کا وہی ہے:
﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾
اور دوسرا قسم وہ ہے جس پر دلیل منصوب ہے مثل صانع وصفات اس کے۔'' اھ ک (۱)
اور امام رازی نے بھی فرمایا ہے کہ یہی معنی جمہور مفسرین کا ہے اور تقسیم کی ہے امام نے جیسے قاضی نے کی ہے، پھر فرمایا ہے کہ
''قسم اول خاص بہ خدا ہے۔''
اور قسم ثانی میں فرمایا ہے ابو مسلم اصفہانی کے جواب میں:
''فلا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیه دلیل۔'' (۲)
دیکھو تفسیر ج ۱، ص ۱۶۶، س ۱۴۔
پس کل نظریات منطقیہ اور تمام اشکالِ اقلیدس اول شکل مثلث متساوی الاضلاع سے لے کر تا مقدماتِ بونیوس غیب کی تعریف میں داخل ہوں گے۔ و ھو حق۔
اور قسم اول جو قاضی و امام کی کلام میں واقع ہے کہ خاصہ خدا کا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ بلا اعلام خدا کے دوسرا نہیں جان سکتا، نہ یہ مطلب ہے کہ خداوند جل جلالہ کسی کو بتاتا بھی نہیں اسے۔ فاصرف واحفظ، قد زل فیه اقدام الاعلام۔

۱- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۱۱۴

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۸-۲۷

اور نص اس معنی پر جومیں نے کہا ہے کلام صاحب کشاف حنفی کی ہے، ص ۹۸ س ۹، و ابوسعود حنفی ص ۷۳ ج ۱ (۱)، وامام نظام نیشاپوری ج ۱ ص ۱۳۳ (۲)، و جو اِن افاضل نے تعریف کی ہے احسن التعاریف ہے اور ادق والطف ہے۔

قال صاحب الکشاف:

"و المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر، انما نعلم منه نحن ما اعلمناه، او نصب لنا دلیلا علیه، و لهذا لا یجوز ان یطلق فیقال: فلان یعلم الغیب۔" اھ کمن عینه (۳)

قال السید الشریف فی حواشیه:

"(قوله: ما اعلمناه) بفتح المیم ای جعلنا اللطیف الخبیر عالمین به و هو اشارة الی الدلیل السمعی کما ان (قوله: او نصب لنا دلیلا) اشارة الی الدلیل العقلی...... (قوله: و لهذا) ای و لان المراد بالغیب ما ذکر، و انما لم یجز الاطلاق فی غیره تعالی لانه یتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فیکون تناقضا، و اما اذا قید، و قیل اعلمه اللّٰه تعالی الغیب، او اطلعه علیه فلا محذور فیه۔" اھ کالسید من عینه (۴)

۱- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۴۴

۲- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة: و عنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو، ج ۳، ص ۹۰-۸۹

۳- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۳۹

۴- حاشیة العلامة السید الشریف علی تفسیر الکشاف، تحت الآیة المذکورة، ص ۱۵۹

پس اس کلام افاضل کی نے بعینہٖ وہ مطلب صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے جو میں نے کلام قاضی وامام رازی کا معنی قسم اول کا بیان کیا تھا اور وصیت حفظ کے واسطے کی تھی، جس شخص نے یہ تعریف غیب کی سمجھ لی اور حفظ کر لی اس پر تمام مشکلاتِ مسئلہ غیب حل ہو جائیں گے۔ مَیں مدعی نہیں ہوں بل کہ نافی کفر وشرک ہوں اور سائل ہوں، مَیں جس قدر استدلال پیش کروں گا تبرع ہوگا۔

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان جاں فرسا
دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

القرآن بالقرآن

و به نستعين

برہانِ قاطع اوّل

قال اللّٰه تبارك و تعالیٰ:
﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (١) (پارہ۴،ربع۳)
الغیب اسم جنس ہے معرف باللام پس لام استغراق کا ہوگا لعدم المعهود. على ما تقرر فی الاصول و المعانی و النحو۔
دیکھو رضی (۲)، شرح جامی (۳)، وسائر شراح الكافیہ (۴)، والفاضل مدقق (۵)، و اللاہوری، وعبدالغفور ص ۲۹۸ س ۵، حیث قال:

١- آل عمران:١٧٩
٢- شرح الكافية للرضى، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ج ١، ص ١٠٥
٣- الفوائد الضيائيه شرح الكافية معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ٩٠-٨٩
٤- مثل: غاية التحقيق شرح الكافية، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ١٣١
٥- حاشية نور محمد المدقق على عبد الغفور، المرفوغات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ٣٠٣، حاشية ٥

"قانون اسم الجنس المعرف سواء كان باللام، او الاضافة اذ استعمل و لم تقم قرينة تخصصه ببعض ما يقع عليه، فهو الظاهر فی الاستغراق دفعا للترجیح بلامرجح۔" اھ ک بعینہٖ (۱)

قال الفاضل اللاهوری شیخ اسلام زمانه المکرم عند سلطان شاه جهان الغازی:

"(معنی ضربی زیدا قائما) جمیع افراد الضرب الخ۔" (۲)

دوسری وجہ استغراق کی یہ ہے کہ غیب جزئی تو ہندو بھی جانتے ہیں علی ما اقر الخصم عندی، لان الکذوب قد یصدق سچ ہے، اگر تم کو اس میں شک ہے تو تفسیر کبیر امام رازی (۳) دیکھو ص ۲۲۳، جلد ۸ کو، دیکھو سطیح اور کاہنہ بغدادیہ کا قصہ کہ سلطانِ سنجر نے ۳۰ سال تجربہ کیا، ایک بات بھی اس کی جھوٹی نہ نکلی، پس نفی اس کی کذب محض ہوگی، پس استغراق واجب ہوگا۔

اب تحقیق ان کی سنو، اصول اور نحو کو دیکھو کہ لکن واسطے استدراک کے درمیان دو کلام متنافیین کے ہوتا ہے۔ مفسر حنفی ابو سعود جلد ۲، ص ۴۹۰، س ۹:

"و انت خبیر بان الاستدراك بالاجتباء صریح فی ان المراد اظهار تلك السرائر بطریق الوحی الخ۔" (۴)

۱- حاشیة عبد الغفور علی شرح الجامی، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۳۰۳

۲- حاشیة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۳۰۳، حاشیة:۵

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا، ج ۱۵، ص ۱۶۹

۴- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: و ما کان الله لیطلعکم علی الغیب، ج ۲، ص ۷۱۔ بتصرف

پس اس تحقیق علمی کے لحاظ سے معنی مفسر حضرت سید حسین واعظ کاشفی نقش بندی نے یہ کیا ہے:

''نہیں اللہ کہ اطلاع دے دے تمہیں اے منافقو اور کافرو! تمام مغیبات پر ای ما کان و ما یکون پر، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ پسند کرتا ہے تمام مغیبات ای ما کان و ما یکون کے ساتھ نبیوں میں سے اس پیغمبر کو کہ چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو۔'' (۱) (دیکھو تفسیر حسینی، تحت هذه الآية)

اب یہ معنی میرا فقط قواعد علمیہ سے اور فقط مفسرین کے لحاظ سے نہیں، اب تفسیر بالحدیث بھی سنیے، معنی وہ ہونا چاہیے، جس میں قواعد علمیہ اور مفسرین اور حدیث ہر تین متفق ہو جائیں۔ بیت

فاستمع ما ذا يقول العندليب
حيث يروى من احاديث الحبيب

دیکھو بھاری محدث محی السنۃ صاحب مصابیح ص۳۸۱س۲۶، وخازن (۲) جو حتی الامکان تفسیر قرآن بالحدیث کرتا ہے ص۳۸۲س۲، وامام نظام نیشاپوری (۳) ص۱۴۸، س۳۱، وغیرہ تمام شانِ نزول اس آیت کا یہ بیان کر رہے ہیں:

''قال السدى: قال رسول الله ﷺ: عرضت على امتى فى صورها فى الطين كما عرضت على آدم، و اعلمت من يؤمن بى و من يكفر بى، فبلغ ذلك المنافقين، فقالوا استهزاءا: زعم محمد انه يعلم من يؤمن به ومن يكفر

۱- تفسیر حسینی، زیر آیت مذکور، ج۱، ص۱۱۸

۲- لباب التاويل فى معانى التنزيل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۳۲۸

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية المذكورة، ج ۲، ص ۳۱۸

ممن لم يخلق بعد، ونحن معه وما يعرفنا فبلغ ذلك رسول اللّٰه ﷺ، فقام على المنبر، فحمد اللّٰه تعالى و اثنى عليه، ثم قال: ما بال اقوام طعنوا فى علمى، لا تسئلونى عن شىء فيها بينكم و بين الساعة الا انباتكم به۔ فقام عبد اللّٰه ابن حذافة السهمى، فقال: من ابى يا رسول اللّٰه ﷺ؟ فقال: حذافة۔ فقام عمر رضى اللّٰه تعالى عنه، فقال: يا رسول الله ﷺ رضينا باللّٰه ربا، و بالاسلام دينا، وبالقرآن اماما، و بك نبيا، فاعف عنا عفى الله عنك۔ فقال النبى ﷺ: فهل انتم منتهون، ثم نزل عن المنبر، فانزل اللّٰه تعالى هذه الآية۔

فقال ابن عباس، و الضحاك، و مقاتل، و الكلبى، و اكثر المفسرين: الخطاب للكفار و المنافقين۔" اھ (۱)

اب حدیث مفصل کی تائید بخاری و مسلم وغیرہ سے سنیے! بخاری ج۱، ص۱۹:

((عن ابى موسى، قال: سئل النبى ﷺ عن اشياء، كرهها فلما اكثر عليها غضب ثم قال للناس: سلونى عما شئتم، فقال رجل: من ابى؟ قال: ابوك حذافة، فقام الآخر، فقال: من ابى يا رسول اللّٰه ﷺ؟ فقال: ابوك سالم مولىٰ شيبة، فلما راى عمر رضى اللّٰه تعالى عنه ما فى وجهه قال: يا رسول اللّٰه ﷺ! انا نتوب الى اللّٰه عز وجل۔)) (۲)

۱- معالم التنزيل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۴۵۴۔ بتصرف

۲- صحيح البخارى، كتاب العلم، باب الغضب فى الموعظة و التعليم اذا راى ما يكره، ج ۱، ص ۱۹

و متصلا بعده روی هذا الحدیث عن انس ابن مالك ایضًا ص ۲۰ بخاری۔ (۱)

و فی بعض الروایات:

عما بدا لکم۔

احادیث ثلاثہ معنیً تو قریب قریب ہیں، لیکن بخاری کی اس حدیث میں عموم زائد ہے۔اب ان احادیث کی رو سے اگر وہ حقیقت روح یا مفاتیح خمسہ یا امریکہ کے معادن یا موصل کے تیل کے چشمے یا چین کے جنگلات کے تعداد اشجار یا بحر محیط کے حیوانات کے نسب تا اول کما ذکرہ علی الخواص یا تعداد سکان السمٰوات والارض وغیرہ پوچھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بالضرور بتاتے کیوں کہ عجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مقامِ اعجاز میں محال ہے باتفاق الامۃ، ورنہ نبی نبی نہیں رہتے نعوذ باللہ کیوں کہ خذلان لازم آتا ہے، لیکن خداوند نے ان کے عقول کو دوسری طرف پھیرا۔ کسی نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا: میرے اونٹ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا: میری اونٹنی کہاں ہے؟ وغیرہ وغیرہ و هذا ایضا من باب المعجزات۔

باقی تقریر اس کی برہانِ ثانی میں آئے گی۔

۱- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من برك علی رکبتیه عند الامام و المحدث، ج ۱، ص ۲۰

برہانِ قاطع ثانی

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (۱)

(پارہ ۵، اختتام ربع ثالث)

ترجمہ: نازل کی اللہ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے بڑا۔

پس فاعل عَلَّمَكَ کا اللہ ہے جو مبدءِ فیاض ہے، فیض اس کا عام ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اور وہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲) ہے، اور مصداق کاف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جو متعلّم ذی استعداد کامل ہے، جو مصداقِ ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (۳) ہے، اور لفظ ما کا عام ہے جس کی تخصیص حدیث صحیح بھی نہیں کر سکتی، مگر جس وقت مشہور یا متواتر ہو کما تقرر فی الاصول، کیوں کہ تخصیص نسخ ہے۔ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ معلم ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعلّم ہے، اور لفظ ما کا عام ہے تو کوئی حاجت نہیں رہی۔

سوال:

ما سے مراد تمام احکام شرائع ہوں گے؟

جواب:

پہلے کتاب وحکمت میں تمام احکام شرعیہ اصلیہ وفرعیہ مندرج ہو چکے ہیں، اس سے ضرور تمام مغیبات ہوں گے۔

۱- النساء:۱۱۳

۲- البقرة:۱۲۰

۳- القلم:۴

سوال:

مراد ما سے قصہ اُبیرق ہے، بعض دوستوں نے مجھ پر یہ سوال کیا تھا؟

جواب:

موارد اور اسباب پر عمومِ الفاظ بند نہیں ہوتا علی ما تقرر فی اصول الحنفیة۔

سوال:

فضل کریم نے مجھ پر کیا تھا، پارہ ہفتم ربع رابع ﴿وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْا﴾ (۱)
اور اِشتہار میں یہ شائع کرایا ہے: ﴿وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۲)
(پارہ ۲، ربع اول)

جواب اول:

نقض اجمالی کے جریان کے واسطے شرط ہے کہ بعینہٖ دلیل جاری مادۂ نقض میں ہو کما تقرر فی علم المناظرة، پس دلیل ہماری مجموعہ تین اجزا کا ہے: ای فاعل معلم صاحب فیض عام ہے، مفعول متعلم ذی استعداد تام ہے اور ما عام عند الانام ہے۔ فاندفع النقض بحذافیرہ۔

جواب دوم:

مقابلہ جمع بالجمع تو تقسیم افراد کی افراد پر کرے گی کما تقرر فی الاصول و صدر شرح الوقایة (۳) پس نص سے تو ایک علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا، پس اس سے کہاں ثابت ہوا مخاطبین کے واسطے علم ما کان و ما یکون جو سائل کے نزدیک محال ہے۔

جواب سوم:

تم نے قیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود پر کیا ہے نص اول میں، اور ثانی میں لیکن عوام مسلمین پر،

۱- الانعام:۱۹

۲- البقرة:۱۵۱

۳- شرح الوقایة، کتاب الطهارات، ج ۱، ص ۵۷

جو سوئے ادب ہے اور سفاہت کبریٰ ہے۔ وباقی اجوبہ مبسوطۃ فی المبسوط ہیں، یہ تحقیق تو بہ اعتبار قواعد علوم کے تھی۔

اب معنی مفسرین کا سنیے، مفسر بھی وہ جو خیر القرون میں پیدا ہوا ہے، اور مؤرخ ابن خلکان نے اس کو مجتہد مطلق لکھا ہے۔ یعنی علامہ ابن جریر طبری قال فی ص ۱۶۳، ج ۵:

"یقول: و من فضل اللّٰه علیك یا محمد مع سائر ما تفضل به علیك من نعمه، انه انزل علیك الکتاب، و هو القرآن الذی فیه بیان کل شیء، و هدی و موعظة، ﴿وَ الْحِکْمَةَ﴾ یعنی و انزل علیك مع الکتاب، الحکمة: و هی ما کان فی الکتاب مجملا ذکره، من حلاله و حرامه و نهیه و احکامه و وعده و وعیده ﴿وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ من خبر الاولین و الاخرین و ما کان و ما هو کائن۔" اھ (۱)

اب تفسیر اس جوان کی سنیے جو ابن تیمیہ وہابی سے بھی پہلے پیدا ہوا ہے۔ جس کے حق میں مولوی جامی فرماتے ہیں: بیت

روز بہان فارس میدانِ عشق
فارسیاں را شاہ ایوانِ عشق

یعنی تفسیر عرائس البیان ص ۱۵۹، ج ۱، س ۵:

"﴿وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ ای علوم عواقب الخلق و علم ما کان و ما سیکون۔" اھ (۲)

فانظروا ههنا فانه ذکر العجائب۔

اور اس جگہ ایک نہایت قوی اشکال ہے، جو تحریراً حسین علی نے میری طرف روانہ کیا تھا وہ یہی ہے کہ اگر یہ آخری آیت ہے تو یہ قطعاً باطل ہے بالاتفاق۔ اگر اس کے بعد کوئی

۱- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: و انزل اللّٰه علیك الکتاب و الحکمة، ج ۳، ص ۲۵۳۳

۲- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۲۷۴

آیت نازل ہوئی ہے تو تحصیل حاصل اور بلا فائدہ ہے، کیوں کہ رسول کو پہلے معلوم تھی اور ماکان وما یکون میں مندرج تھی، اور یہ اعتراض بعینہٖ اس پر بھی ہوگا جو جمہور مفسرین نے اس جگہ اور قصہ شبِ معراج میں بیان کیا گیا ہے، جیسے نس ج ۷، ص ۱۲۸ ر کہ

''رسول اللہ کو ایک قطرہ حلق میں ٹپکایا گیا اور علم ماکان وما یکون عطا ہوگیا۔'' (۱)

جواب اول:

شیعہ امام حسین کا ماتم کرتے ہیں، وہابیوں کو علم کا ماتم کرنا چاہیے، کیوں کہ علم ان میں مفقود ہوگیا اور بہ سبب عداوت الرسول کے سمجھ بھی فنا ہو چکی ہے، کیوں کہ سورت فاتحہ میں جو بہ اتفاق مفسرین دوبار نازل ہوئی ہے اور مکی بھی ہے، اور مدنی بھی ہے، کیا جواب دیں گے؟ فما ہو جوابکم فہو جوابنا، و ہکذا قالوا فی اخر البقرۃ۔

جواب دوم:

فرقِ عظیم ہے درمیان وحیِ متلو وغیر متلو۔

جواب سوم:

و ہو جواب حق، و من مساعی عمری۔ اور وہ یہ ہے کہ عداوت الرسول نے ان کی آنکھیں بند کردی ہیں اور ان کی بصیرت ماردی ہے، کیوں کہ لفظ قرآن قدیم ہے مثل معنی کی اور تقسیم کلامِ لفظی اور نفسی جو متاخرین نے کہی ہے یہ غلط ہے بلکہ قرآن کا لفظ بھی قدیم ہے، ہاں تلفظ بلفظ القرآن حادث ہے اور ملفوظ قدیم، و لا یختلف باختلاف القراءات و قد افادنی ذالک مولانا المحدث محمود الحسن الدیوبندی وقت التدریس بعد بحث بینی و بینہ مدظلہ۔

اور فرمایا کہ اس مسئلہ کو محقق ابن ہمام و بحر العلوم نے کچھ قدر سمجھا ہے اور مجتہد اس مسئلہ میں امامِ ربانی مجددِ الف ثانی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتہد مسئلہ کلام میں فرمایا۔ دیکھو

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیۃ: قل لااقول لکم عندی خزائن اللہ، ج ۳، ص ۸۳. بتصرف

کتاب ''معاد''. (۱) پس خلاصہ اس کلام کا یہ ہوا کہ ما کان و ما یکون بہ معنی ما حدث و ما یحدث ہے یعنی کائنات وحوادث جو محل نزاع و متنازعہ فیہ ہے پس رات معراج جس کی اس آیت میں تصدیق بہ وحی متلو ہو گئی ہے علم کائنات وحوادث کا تھا اور قرآن تو بلفظہٖ قدیم ہے متقدمین وغیرہ کے نزدیک، پس قرآن من حیث ھو ھو خارج ہے موضوع بحث سے۔ اور تحقیق اس جواب کی ماخوذ ہے کلامِ امامِ ربانی سے جو دفتر ثالث مکتوب صدم میں ہے۔ (۲) فانظر تحقیقه فانه عجیب هذا، و باقی الاجوبة مبسوطة فی المبسوط، و لا یسعه هذا العجالة۔

اب مسلمانو! سوچ کا مقام ہے۔ آیات پر اگر کوئی قیدِ زائد اپنی طرف سے عائد نہ کی جائے تو ہم نے جو دو آیات پیش کی ہیں' ہر دو موجبہ کلیہ ہیں، اور خصم نے پارلیمنٹ ٹانک میں جس قدر پیش کی ہیں یا سالبہ جزئیہ ہیں یا سالبہ کلیہ مثلاً ﴿لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ میں اگر لامِ عہد خارجی لیا جائے تو بہ معنی لیس بعض پھر سالبہ جزئیہ ہوگا، اگر لام استغراق کا ہوگا تو رفع ایجاب کلی ہو کر بہ معنی لیس کل پھر بھی سالبہ جزئیہ ہوگا، اگر لامِ جنس یا عہد ذہنی ہو تو باوجود فساد معنوی کے سالبہ کلیہ ہوگا۔ الغرض چوں کہ مخالف کی آیاتِ ذکر کردہ میں نفی ہے، تو ضرور ان دو امر سے خالی نہ ہوگا، یا سالبہ جزئیہ یا سالبہ کلیہ اول لحاظ سے آیات اثبات و نفی میں تناقض ہوگا، اور ثانی لحاظ سے تنافی ہوگا، ہر حال تعارض موجود ہے۔

آیاتِ اثبات جو مَیں نے ذکر کی ہیں مدنی متاخر باتفاق الامۃ ہیں، اور آیات نفی جو مخالف نے پیش کی ہیں وہ سب مقدم و مکی ہیں، پس آیاتِ نفی منسوخ ہوں گی یا توفیق بہ فروقِ خمسہ کے کی جائے گی۔ یہ جواب عالم ماہر اصول و فروع کے نزدیک نہایت واضح ہے اور تمام آیات کا ایک ہی جواب ہے جو مخالف نے ذکر کی ہیں۔ فقط

باقی بہت جواب اس جگہ میں ہر ایک آیت کا علٰحدہ علٰحدہ جواب ہے، اور وہ دس دس جوابوں سے کم بھی نہ ہوں گے، جس کو شوق ہے میرے کتاب مبسوط میں دیکھے۔ و اللہ المستعان

۱- مبدا و معاد، ص ۳۹

۲- مکتوباتِ امام ربانی، ج ۲، حصہ ۹، ص ۶۲

برہانِ قاطع ثالث

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۱) (سورۃ الجن، پارہ:۲۹)

قانونِ اوّل:

مستثنیٰ متصل حقیقت ہے اور منقطع مجاز ہے علی ما حقق فی النحو۔ دیکھو عبد الغفور (۲)، وعبد الحکیم (۳) ص ۳۶۲، وتلویح (۴) وغیرہ کتب اصول کو۔

قانونِ دوم:

اسم جنس معرف ہے باللام یا بالاضافۃ اصل اس میں عہد خارجی ہے، پس اگر معہود کوئی نہ ہوتو پھر استغراق ہوگا علی ما تقرر فی الاصول و المعانی و النحو کما فی الاستدلال الاول عن عبد الغفور وغیرہ۔ (۵)

اقول: کہ اگر اِضافتِ غیب بہ طرفِ ضمیر عہد خارجی کی ہوتو غیب سے مراد قیام و وقوع القیامت ہوگا بقرینۃ السیاق، علی ما صرح به شارح المقاصد فی

۱- الجن:۲۶،۲۷

۲- حاشیة عبد الغفور علی شرح الجامی، المنصوبات، المستثنیٰ، ص ۳۸۷

۳- حاشیة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، المنصوبات، المستثنیٰ، حاشیة:۵، ص ۳۸۷

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، باب البیان، فصل فی الاستثناء، ج ۲، ص ۴۵۳

۵- اس کی تخریج برہانِ قاطع اول کے تحت گزر چکی ہے۔

علم العقائد ص ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ج ۲، حیث قال:

"ان الغیب ھھنا لیس للعموم بل مطلق او معین، ھو وقت وقوع القیامۃ بقرینۃ السیاق، و لا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسل من الملائکۃ او البشریۃ۔" (۱)

جزءِ اول قانونِ دوم کی ہے، پس بناءً علیہ معنی آیت شریف کا یہ ہوگا:

"پس نہیں مطلع کرتا خداوندا اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر کسی شخص کو، مگر خبردار کرتا ہے اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر اُس شخص کو جس کو پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے۔"

پس اس معنی کا مقتضی یہ ہوگا کہ یہ آیت ناسخ ہوگی آیاتِ قیامت کی جن کو مستدل نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے، اور سالبہ کلیہ جو آیت مفاتیح خمسہ سے مستفاد ہوتا ہے اس کی کلیت بھی منسوخ ہو جائے گی اور بہ وجہ ثبوت نقیض سالبہ کلیہ کے اور بہ وجہ عدمِ قائل بالفصل کی آیت مفاتیح خمسہ بھی منسوخ ہو جائے گی، چناں چہ علامہ صاوی مالکی جا بہ جا آیاتِ عدم علم غیب کی تحقیق نسخ ذکر کرتا ہے یا توفیق بہ فروقِ خمسہ کی جائے گی اور تطبیق بہتر ہے نسخ سے۔

اگر اضافت عہد خارجی نہ ہو تو اضافت استغراق کی ضرور ہوگی، چناں چہ قانون دوم کی جزءِ دوم میں ذکر ہو چکی ہے۔

اور قاضی بیضاوی کی کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے، کیوں کہ وہ فرماتے ہیں:

"غیبہ المخصوص بہ علمہ۔" (۲)

پس بناءً علیہ معنی یہ ہوگا:

"پس نہیں خبردار کرتا خداوند اوپر تمام غیوب اپنے کے کسی شخص کو، مگر اس شخص کو

۱- شرح المقاصد، المقصد السادس فی السمعیات، المبحث الثامن: الولی، ج ۵، ص ۷۲

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ: عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ، ج ۵، ص ۴۰۲. بتصرف

کہ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے۔"

اب یہ آیت ناسخ ہوگی تمام آیاتِ نفی غیب کی جو سولہ مرتبہ ہائی کورٹ واں بھچراں منظور کردہ پارلیمنٹ میں ہیں عموماً و آیت مفاتیح خمسہ کی خصوصاً۔ و فی الابریز شریف ص ۱۵۶:

"قلت للشیخ رضی اللہ عنه: فان علماء الظاهر من المحدثین و غیرهم اختلفوا فی النبی ﷺ هل کان یعلم الخمس المذکورات؟ فقال: کیف یخفی امر الخمس علیه ﷺ و الواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لایمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس۔" (۱)

و قال فی موضع اٰخر من ابریز:

"و کیف یخفی علیه ذلك، و الاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها و هم دون الغوث، فکیف بالغوث، فکیف بسید الاولین و الاٰخرین الذی هو سبب کل شیء، و منه کل شیء۔" اھ (۲)

فافهم فانصف۔

پس اگر سوال کرو کہ امام رازی بہ جوابِ سوالِ اہلِ اعتزال کہتا ہے:

"اذ لا صیغة عموم ههنا ای فی غیبه۔" (۳)

دیکھو ص ۲۳۳، و شارح مقاصد فی علم العقائد ج ۲، ص ۲۰۵ کما مر تحریره۔

پس احتمالِ ثانی ساقط ہوگی اور اول متعین۔

۱- الابریز من کلام العارف بالله عبد العزیز الدباغ، الباب الثانی فی بعض الآیات القرآنیه، ص ۳-۳۱۲

۲- ایضا، الباب العاشر فی البرزخ و صفته و کیفیة حلول الارواح فیه، ص ۵۷۹

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا، ج ۱۵، ص ۱۶۸. بتصرف

جواب:

اس میں بھی ہمارا مطلب ہے اور ان کا فرمان ہمارے مطلب کے مخالف نہیں ہے، لیکن تحقیق وہی ہے جو مَیں ذکر کر چکا ہوں۔

تفسیر فتح البیان ج ۱۰، ص ۸۴ قال العلامۃ الشوکانی:

"اما قول الرازی لا صیغة عموم فی غیبه فباطل فان اضافة المصدر و اسم الجنس من صیغ العموم ای ان لم یکن معهود کما صرح به ائمة الاصول وغیرهم۔" اھ ک (۱)

و هو حق فاحفظه فانه نافع کثیر ثم انصف۔

یا بہ فروقِ خمسہ تطبیق کر دو اور یہ بہتر ہے، اس آیت کے طریق استدلال میں مَیں نے کوئی لفظ اور قید اپنی طرف سے نہیں لگائی مثل آیتین سابقتین کے۔

معنی سنیے ان بعض الناس کا جن کا مَیں کہتا ہوں: غیب کلی اختراعی کی آڑ میں آ کر غیب جزئی سے بھی فی الواقع منکر ہو گئے ہیں، بل کہ وہابیوں سے بھی بدتر عقائد والے ہو گئے ہیں، کیوں کہ وہابی و معتزلی اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب جزئی تو ضرور ثابت کرتے ہیں اور یہ جزئی کے بھی منکر ہیں۔

اب مَیں عبارت اس شخص کی بعینہٖ نقل کرتا ہوں اس کی پشتو ذرہ غور و خوض کی محتاج ہے، کیوں کہ عند تدقیق النظر کلام مہمل ہے اور اس کا ہم نوا ہے جاہل ملتانی جو نام اس کا ضد اسمی اپنے کی ہے، برعکس نہند نام زنگی کافور۔ دیکھو اپنی قلمی تحریر محرف میں فرماتے ہیں کہ

"اب یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ علم غیب کا کیا معنی ہے؟ سب مومن کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتا تھا اور بہت امورِ غیبیہ حق تعالیٰ نے جتلا دیے، کشفِ اولیا کو ہر کوئی مانتا ہے پھر اس کا کیا معنی کہ غیب خاصۂ خدا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالی کی پاک کلام بعض مفسر ہے بعض کی ﴿عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ کا معنی یہ ہے کہ ﴿لَا يُظْهِرُ

۱- فتح القدیر، تحت الآیۃ: عالم الغیب فلا یظہر علی غیبه احدا، ج ۵، ص ۳۰۲۔ بتصرف

عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا﴾ یعنی حق تعالیٰ اپنی غیب پر غالب کسی کونہیں کرتا، مگر یہ بات ہے کہ اپنے پیغمبروں کے لیے فرشتے واسطے وحی اور دفع شیاطین کے تیار کیے ہوئے ہیں۔'' اھ ک

بھلا اب اس جناب سے پوچھو اس آیت میں معنی کے لحاظ سے کہاں پیغمبروں کے واسطے علم غیب ثابت ہوا اگرچہ جزئی بھی ہو۔ فانظر تحریفه۔

اب اگر تم کو شوق ہے تو معنی غیب کا بجمیع ماله وعلیه کو کتابِ مبسوط میری کے مقدمہ میں دیکھو (۱)، اور اسی طرح اولیاے کرام کے علم غیب کی تحقیق اور قید دوام کی تحقیق کتاب مبسوط میں ہے۔ (۲) یہ رسالہ فقط زنادقہ کی تحریف کا جواب ہے اور اگر مَیں تمام تحقیقات ذکر کروں تو کتاب طویل بن جائے گی۔

ہاں اب ان کی سبِّ الرسول کے متعلق کچھ ذکر کرتا ہوں۔ دیکھو پارہ ۹، سورۃ الاعراف ﴿لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ﴾ الآیۃ (۳) کا معنی اس طور پر کیا گیا ہے رسالہ ص ۲ میں:

''اگر مَیں غیب کو جانتا ہوتا تو البتہ اپنے لیے بہت کر لیتا بھلائی کو اور نہ مجھے پہنچتی کوئی برائی۔'' اھ ک بعینہٖ

نحو، اصول، معانی خاصہ ''رضی'' (۴)، و''شرح جامی'' (۵)، و سائر الشراح الکافیۃ (۶)، و''عبد الغفور'' (۷)، وغیرہا اس بیت کے تحت میں ذکر کر رہے ہیں:

۱- موجودہ ایڈیشن، ص ۱۲۵

۲- موجودہ ایڈیشن، ص ۲۱۳

۳- الاعراف: ۱۸۸

۴- شرح الکافیۃ للرضی، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ج ۱، ص ۸۲

۵- الفوائد الضیائیۃ شرح الکافیۃ معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۷۶

۶- مثل: غایۃ التحقیق شرح الکافیۃ، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۱۰۷

۷- حاشیۃ عبد الغفور علی شرح الجامی، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۵۰-۲۴۹

لو انما اسعی لادنی معیشة
کفانی و لم اطلب قلیل من المال

اور ''مطول'' (۱)، و''مختصر معانی'' (۲)، و''تکملہ'' (۳)، و''متن متین'' (۴) مبحث معنی لو کے تحت میں ذکر کر رہے ہیں کہ لو کی شرط و جزا و ما عطف علیہما اگر مثبت ہوں تو منفی ہو جاتے ہیں، اگر منفی ہوں تو مثبت بن جاتے ہیں۔

پس بناءً علیہ ای ہذا القانون معنی اس پارٹی کا قرار دیا ہوا یہ ہوگا کہ میں غیب نہیں جانتا اور بھلائی میرے میں کوئی نہیں اور برائی موجود ہے۔

اب بتاؤ ظالمو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کون سی سب اس سے زیادہ ہوگی کہ نبی میں بھلائی نہ ہو، اور برائی موجود ہو، حالاں کہ نبی میں تمام اوصاف کمال کے پائے جاتے ہیں، اور نبی جامع المناقب ہوتا ہے، اور جس شخص میں برائی موجود ہوتی ہے وہ برا ہوتا ہے۔ اذا قام المبدا قام المشتق۔ ورنہ علم ہو اور عالم نہ ہو اور سواد ہو اور اسود نہ ہو لازم آئے گی و ھی سفسطة فافھم۔

اب میرا معنی سنیے!

جواب اول:

''الخیر'' اسم جنس معرف باللام ہے، پس لام عہد خارجی کا ہوگا علی ما ھو الاصل اور اشارہ ہوگا طرف نبوت کی جو فردِ کامل ہے اور ''السوء'' کا لام عہد خارجی کا ہوگا علی ما ھو الاصل اشارہ ہوگا طرف جنون کی جو فرد کامل سوء کا ہے اور یہ معلومہ

۱- المطول، الفن الاول: علم المعانی، احوال المسند، بحث بیان ان و اذا و لو، ص ۳-۱۵۲

۲- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، احوال المسند، بحث بیان ان و اذا و لو، ص ۱۵۱

۳- تکملة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، الحروف، بحث حروف الشرط، ص ۲۳۴

۴- متن متین، المقصد الثانی فی غیر العاملة، فصل حرفا الشرط، ص ۲۸۱

مکررہ سے ہے کہ کافر اور منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کو نبی نہ جانتے تھے، جیسا کہ حدیث بخاری طویل صلح حدیبیہ میں مذکور ہے کہ حضرت سہیل جو اس وقت کفار کی پارٹی کا سرغنہ تھا کفار کی طرف سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لفظ کو محو کرو کہ اگر ہم تمہیں پیغمبر جانتے تو خانہ کعبہ سے کیوں روکتے، بل کہ قرآن شریف میں موجود ہے:

﴿لَسْتَ مُرْسَلاً﴾ (۱)

اور اسی طرح کافر لوگ رسول اللہ ﷺ کو مجنون کہتے تھے۔ قال اللّٰه تبارك و تعالیٰ:

﴿وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (۲)

پس قانونِ نحو مذکورہ بالا یاد رکھو، اور قیاس منطقی استثنائی بناؤ، اور کلام کو اخراج کرو مخرج سائلین کے جو کفار ہیں ان کے مطابق، اور نتیجہ لو رفع تالی سے رفع مقدم کا، پس کیا معنی صاف کمالِ نبی ﷺ پر دال ہوگا۔

''ای اگر میں جانتا غیب تمہارے نزدیک اے کفار اور منافقو! تو البتہ سمیٹ لیتا میں نبوت کو تمھارے نزدیک، نہ چھوتی مجھ کو جنونیت۔''

لیکن لازم ہر دو شقوں سے باطل ہے تمھارے نزدیک، پس مقدم بھی باطل ہوگا تمھارے نزدیک۔

اب معنی علمی کی تائید تفاسیر سے سنیے۔ دیکھو ''خازن'' ص ۲۶۶ ج ۲ و ''جمل'' (۳) ج ۲ س ۲۱۷. حیث قال:

''او یکون خرج هذا الجواب مخرج الکلام عن سؤالهم و ساق الکلام حتی قال: و قوله تعالیٰ: ﴿وَ مَا مَسَّنِیَ

۱- الرعد:۴۳

۲- القلم:۵۱

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة: وَ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، ج ۳، ص ۱۵۳. بتصرف

السُّوْءُ﴾ یعنی الجنون و ذلك انهم نسبوه الی الجنون۔" (۱)

جواب ثانی:

اب ان کی حق پوشی اور عوام کالانعام کو دھوکہ بازی دیکھیے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور آیت منسوخہ کے ساتھ استدلال کرنا عداوتِ رسول نہیں تو کیا ہے۔ایں دعویٰ نسخ پر دیکھو۔ خازن ص۲۶۶، ج۲ (۲)، سلیمان جمل ص۲۱۷، ج۲ (۳) اور گارزونی نقل عنه جمل معنا عجیبا (۴) وعلامہ صاوی مالکی ص۹۰ ج۲

اب مَیں اس کی عبارت تحریر کرتا ہوں، تاکہ مسلمانوں کا دل ٹھنڈا ہو جائے اور اعداء الرسول کا جگر جل جائے۔دیکھو فرماتے ہیں:

"و الذی یجب الایمان به ان رسول اللّٰہ ﷺ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه اللّٰہ بجمیع المغیبات۔" (۵)

لیکن اس پارٹی کو کلام مفسرین کی کچھ قدر نہیں، کیوں کہ وہ کہیں گے کہ یہ مفسرین سب مشرک کافر مرتد تھے۔نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا، من یهده اللّٰہ فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له۔

۱- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة: و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، ج ۲، ص ۱۶۸. بتصرف

۲- ایضًا، ص ۱۵۳

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج۳، ص ۱۵۳

۴- حاشیة العلامة الکازرونی علی تفسیر البیضاوی، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۲-۸۱

۵- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا، ج ۲، ص ۱۱۱

جواب ثالث:

لو کا خاصہ ہے کہ مستقبل کو ماضی کر دیتا ہے، پس بالفرض اگر نفیِ غیب ثابت بھی ہو تو کسی زمانۂ ماضی میں ثابت ہوگی نہ وقت نزول، اور وہ ہمارے مخالف نہیں۔ یہ جواب نفیس ہے نزدیک عالم ماہر کے۔

عجائبات میں سے تو یہ ہے کہ گم راہ کن پارٹی نے یہ آیت بھی اثبات جہل میں پیش کی ہے۔ (رسالہ ص ۶)

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ﴾ الآية [1] (پارہ ۲۶، رکوع اول، سورۂ احقاف)

امامِ معصوم حضرت موسیٰ رضا فرماتے ہیں:

''جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں وہ جاہل ہے۔''

اب اس جاہل پارٹی کو یا تو ناسخ منسوخ کا علم نہیں، یا دیدہ دانستہ مخلوقات کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اب اس آیت کے متعلق سنیے!

و الحق ان الآية منسوخة۔

دیکھو محدث محی السنہ اپنی تفسیر کے ص ۱۳۱، ۱۳۲، ج ۲ بآية الفتح ای ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا، لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾ و آخر سورة الاحزاب [2]، و هكذا قال علامة خازن ص ۱۳۱. [3]

حضرت انس و قتادہ و حسن بصری و عکرمہ یہ سب اس آیت کو منسوخ کہتے ہیں۔

اب مجتہد مطلق علامہ ابن جریر طبری کی سنیے! فی ص ۵، س ۸، ج ۲۶.

۱- الاحقاف: ۹

۲- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۱۳۲

۳- لباب التاويل فی معانی التنزيل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۱۳۱

"ما حاصله ان ما یفعل بی منسوخ بآیة الفتح و لا بکم بآیة الاحزاب هذا ان ارید به فعل الاخروی۔" (۱)

ص ۵، س ۱۱، ج ۲۶:

"و ان ارید به الفعل فی الدنیا فهی ایضا منسوخة۔" (۲)

فانظر فی ص ۶، س ۵، ج ۲۶، و رجحه محقق طبری۔

و ایضا حقق النسخ نظام النیسابوری ص ۷ ج ۲۶، اور حضرت نظام نے اس آیت کو فرقِ اول پر فروقِ خمسہ سے بھی حمل کیا ہے۔ (۳)

اور علامہ صاوی مالکی نے بھی نسخ ثابت کیا ہے۔ (۴) دیکھو ج ۴، ص ۵۸، ۵۹۔

دیکھو! اس قدر بھاری مفسر آیت کو منسوخ ثابت کر رہے ہیں، لیکن ان بے شرموں کو شرم نہیں آتی کہ پھر بھی عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے اس آیت کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں۔ اگر آیت کو وہابی لوگ جہل خاتمہ پر حمل کریں کما مر یا فعل اخروی پر تو منسوخ ہوگی ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾، ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (۵)، و ﴿عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ الآیة (۶) سے اور سورۂ فتح کی ثانیہ آیت سے اور احزاب کی آخری آیت سے، بل کہ آیات واحادیث لا تعد و لا تحصی سے، اگر قتل کے بارے میں تفسیر کی جائے، چناں چہ بعض نے کی

۱- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: قل ماکنت بدعا من الرسل، ج ۹، ص ۷۳۹۶. بتصرف

۲- ایضًا

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۶، ص ۱۱۸

۴- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۶-۷۵

۵- والضحٰی: ۵-۴

۶- بنی اسرائیل: ۷۹

ہے تو منسوخ ہوگی ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (۱) سے، اور اگر غلبہ دین پر محمول کی جائے تو منسوخ ہوگی ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (۲) سے اور اسی طرح آیت مفاتیح خمسہ کی اول فروقِ خمسہ سے مؤوّلہ ہے۔ دیکھو صاوی. (۳)

یا منسوخ ہے۔ دیکھو ذکر کرتے ہیں: ما ذا تکسب غدا۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا تھا بہ روایت بخاری و مسلم مولا مشکل کشا کے واسطے:

((عن سهل ابن سعد، ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه، يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله)) الحديث (۴)

اگر مولا مشکل کشا کے ساتھ کچھ کینہ ہو تو لیجیے حدیث خلیفہ ثانی عادل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہ روایت مسلم فی حدیث طویل یقول:

((هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله تعالى، قال: فقال عمر: فوالذى بعثه بالحق ما اخطئوا الحدود التى حد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔)) الحديث (۵)

بل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امام مہدی کے جاسوسوں کے گھوڑوں کا رنگ بھی جانتے ہیں،

۱- المائدة:۶۷

۲- التوبة:۳۲

۳- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية: ان الله عنده علم الساعة، ج ۳، ص ۲۶۰

۴- صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الخيبر، ج ۲، ص ۶۰۵، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل على بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه، ج ۲، ص ۲۷۸

۵- صحيح مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة و النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه، ج۲، ص ۳۸۷

اوران کے اسماء اور اسمائے آباؤ اجداد بھی جانتے ہیں۔ (۱)

خاک بہ دہن دشمن رسول معنی ما یفعل بی کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہیں، جیسے اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' و محمد بن عبدالوہاب اپنی ''کتاب التوحید'' میں ذکر کر چکے ہیں کما مر فی القانون الثالث یا ''براہین قاطعہ''۔

تو مَیں کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ کو اپنا خاتمہ تو کیا اپنی تمام امت کے ہر ایک فرد کا خاتمہ بھی جانتے ہیں کما مر فی تفسیر البرہان الثانی، اگر تم کو تفسیر قرآن پر ایمان نہ ہو تو دیکھو حدیث شریف۔

مشکوٰۃ، باب الایمان بالقدر، ص۲۱:

((عن عبد اللّٰه بن عمر، قال: خرج علينا رسول اللّٰه ﷺ، و فى يده كتابان، فقال: اتدرُون ما هذان الكتابان، فقلنا: لا يا رسول اللّٰه ﷺ الا ان تخبرنا، فقال: للذى فى يده اليمنى، هذا كتاب من رب العالمين، فيه اسماء اهل الجنة و اسماء أبائهم و قبائلهم ثم اجمل على آخرهم فلا يزاد فيهم و لا ينقص منهم ابدا، ثم قال: للذى فى شماله هذا كتاب من رب العالمين، فيه اسماء اهل النار و اسماء أبائهم و قبائلهم ثم اجمل علىٰ آخرهم فلا يزاد فيهم و لا ينقص منهم ابدا۔)) الحديث بطوله رواه الترمذى (۲)

باقی تحقیق مفاتیح خمسہ کی علی ما ینبغی تفسیر صاوی مالکی، ص۱۹۸، س۱۹ ار کو دیکھو۔

۱- صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة، فصل فى قتال الروم، ج۲، ص ۳۹۲

۲- مشكوة المصابيح، كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر، الفصل الثانى، ص ۲۱، جامع الترمذى، ابواب القدر، باب ما جاء ان اللّٰه كتب كتابا لاهل الجنة و اهل النار، ج ۲، ص ۳۶

و حقق الامر بالنصوص القرانية، حتی قال:

”و لذلك قال العلماء: الحق انه لم یخرج نبینا صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی اطلعه الله علی تلك الخمس و لکنه امر بکتمھا۔“ (۱)

مَیں کہتا ہوں: ﴿یُنَزِّلُ الْغَیْثَ﴾ میں علم کی بات نہیں، قدرت کی تعریف ہے، لیکن اس میں مناظرہ نہیں، اگر کچھ پھیر گیر کر علم نکالیں تو آیت مؤوّلہ ہو جائے گی اور اسی طرح استدلال ﴿وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ﴾ بھی اِن کا باطل ہے۔ کیوں کہ لفظ حصر کا کوئی نہیں اور بلاحصر کا منکر کوئی نہیں۔ فافھم، ھداك الله۔

اور شامی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم ما فی الارحام کا ثابت کیا ہے۔ (۲)

(ص۲۶)

اور ابو منصور ماتریدی اپنی معتبر کتاب ”تاویلات اہل السنۃ والجماعۃ“ جس کی تعریف میں صاحب کشف الظنون نے کہا ہے:

”لم یداینه احد من کتب السابقین و اللاحقین۔“ (۳)

اور فرمایا ہے کہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفاتیح خمسہ کا علم دیا گیا ہے۔“ (۴)

اور شارحِ مقاصد نے و ماتن نے علم قیامت کی تصریح کی ہے۔ (۵)

۱- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة: ان الله عنده علم الساعة، ج ۳، ص ۲۶۰

۲- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الھندی لنصرة مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوٰی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۲

۳- کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون، باب التاء، ج ۱، ص ۲۹۲

۴- تاویلات اھل السنة: تحت الآیة: ان الله عنده علم الساعة، ج ۴، ص ۸۰

۵- شرح المقاصد، المقصد السادس فی السمعیات، المبحث الثامن: الولی، ج ۵، ص ۷۲

برہانِ قاطع رابع

چوں کہ ان کی عداوتِ رسول کی وجہ سے فطرتِ اسلامیہ متدبرہ فی الحقائق تباہ ہو چکی ہے اور دلائل حقیقیہ کی ان میں سمجھ نہیں رہی، اس لیے مَیں دو دلیلیں الزامی بیان کرتا ہوں؛ ایک پارٹی مخالفہ کے استاذ سے منقول ہے، دوسری ان کے مرشد سے منقول ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

رسول اللہ اعلم من عزرائیل وعزازیل ہیں باتفاق جمیع الامۃ المسلمۃ اور علم عزرائیل علیہ الرحمۃ و ابلیس علیہ اللعنۃ محیط بمافی الارض ہے۔ پس نتیجہ محصلہ یہ ہوا کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محیط بمافی الارض ہوگا وہی ہمارا مطلوب اصلی ہے، بلکہ کل مطالب کا ثمر ہے تاکہ وقت استغاثہ کے کام آئے، ثبوت صغریٰ میں تو انکار کوئی فرد کر ہی نہیں سکتا مگر وہ شخص کہ اس کے باپ نے حالتِ مجامعت میں تسمیہ ترک کیا ہوگا اور اس کی شومی سے نطفہ انسان صوری میں نطفہ شیطان صوری و معنوی مختلط ہو گیا، پس اس نطفہ مختلط جان سے پیدا شدہ مرد وانسان علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم شیطان سے کم دیکھتا ہے بھلا کیوں نہ دیکھے ہر ایک شخص اپنے باپ کو اچھا جانتا ہے بہ موجب الولد سر لابیہ۔ و لقد صدق مولانا روم صاحب:

چوں بسی ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید دادِ دست (۱)

اور کبریٰ کا ثبوت نصوصِ قطعیہ مسلمہ مولوی خلیل احمد صاحب سے تحریراً، اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے تسجیلاً، استاذِ اجل ومقتدائے اکمل الجماعت المخالفہ۔

۱۔ مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۳۰

دیکھو "براہین قاطعہ" (۱) ص ۵۱، س ۱۱، وص ۲۷۰ مع "انوارِ ساطعہ" (۲) ص ۵۰ سے ص ۵۱ کہ

اِحاطہ علم شیطان وعزرائیل کا محیط بجمیع ما فی الارض نصوصِ قطعیہ سے ثابت تسلیم کیا ہے۔

اور شامی ج ۱، باب صفة الصلوة، ص ۳۷۱، س ۲۲ کہ

ابلیس بہ جمیع بنی آدم موجود ہیں۔و اقدره كما اقدر عزرائيل على مثله۔ (۳)

۱- البراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة، ص ۵۵

۲- انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود وفاتحہ، ص ۵۵

۳- رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، مطلب هل يفارقه الملكان، ج ۲، ص ۲۹۹

برہانِ قاطع خامس

مجموعہ عثمانیہ، ص ۲۰، ۲۱:

''اکثر علماو فضلا قرآن شریف می خوانند، وتفسیر ہا می خوانند، لیکن کما حقہ نمی فہمند، پس ایں شعر خوانند:

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال'' (۱)

ونیز دریں صفحہ مجموعہ عثمانی س ۶۵:

''وحجاب مقطعات ومشبہات قرآن مجید ازمن برداشتہ شد۔'' (۲)

تنبیہ جملہ معترضہ:

مجموعہ عثمانی ص ۹۸ بعد قصہ دراز حضرت خواجہ محمد عثمان رضی اللہ عنہ بہ طریق اشراق نفاق ما فی الضمیر کسے مولوی صاحب یافتہ اشارۃً فرمودند:

''اولیا ہمہ می دانند لیکن مامور بہ اظہار نیستند۔'' (۳)

وایضاً در مجموعہ عثمانی صراحۃً مولوی حسین علی را خطاب کردہ ارشاد فرمودند کہ ''مولوی صاحب شما برو در خانہ خود باز چوں واپس آئی حالات ومعاملات کہ بر شما گذشتہ باشند از من بپرس ہمہ را یک یک مفصل بہ تو خواہم گفت ان شاء اللہ در یک امر ہم خطا نخواہی یافت۔'' اھ کلامہ المقدس (۴)

۱- مجموعہ فوائد عثمانیہ، ملفوظ ہشتم، فصل اول در ملفوظات حضرت قبلہ ما قلبی وروحی فداہ، ص ۲۷

۲- ایضاً، ص ۲۸

۳- ایضاً، فصل چہارم در بیانِ خوارق وکرامات ومکشوفات حضرت قبلہ پیر ومرشد ما قلبی وروحی، کرامات و مکاشفہ، ص ۱۳۴

۴- ایضاً، فصل ایضاً، در بیانِ احوالِ کشف، ص ۱۳۶

قبلہ خواجہ محمد عثمان اشارۃً وصراحۃً کس قدر اس کو زجر کر چکے ہیں، لیکن ہر گز اس کی مرضِ نفاق زائل نہیں ہوئی۔ اب مرض مزمن تپ دق کی طرح تیسرے درجہ تک پہنچ گئی ہے، دوا محال ہو گیا ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا۔

سوال:

کیا ہادی رہ بر کامل حضرت محمد عثمان حکیم وطبیبِ نفاق تھے، اس کے نفاق کو زائل نہ کر سکے؟

جواب:

من یضللہ فلا ھادی لہ۔ و لقد صدق من قال:

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہ بر کامل
کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

جملہ معترضہ نفیسہ. دیکھو مجموعہ عثمانیہ ص ۵۳، ۵۴.

لطیفہ:

”اکثر تنازعات دین و دنیا از حب جاہ و ریاست اند کہ صادق ومصدوق فرمودہ کہ ((حب الدنیا راس کل خطیئۃ)) چناں چہ تنازعاتِ لا مذہباں و اہل سنت و جماعت در باب امدادِ اولیاء کرام والا ہیچ کس از اہل اسلام قائل نیست کہ انبیا علیہم السلام و اولیاء اللہ استقلالاً ضار و نافع اند، اگر ہستند سبب ہستند، و انکار سببیت ایشاں محض خالی از عناد نیست۔“ (۱)

اب میں کہتا ہوں کہ حضرت قبلہ مرشد طریقت صاحب عرفان حضرت خواجہ محمد عثمان نے جو شعر نقل کیا ہے قصیدہ امالیہ کا ہے، جو عقائد کی معتبر کتاب میں سے ہے، جس کی ملا علی قاری نے شرح کی ہے، اور حضرت قبلہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اب جس وقت قرآن میں جمیع علوم ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف تو پورا جانتے ہیں، تو رسول اللہ کو علم جمیع علوم کا ہوگا، بل کہ حضرت قبلہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ

”میں تمام مسائل بیوع کنز کے فاتحہ سے نکال سکتا ہوں۔“

۱۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ، فصل اوّل در ملفوظات حضرت قبلہ ما قلبی وروحی فداہ، ملفوظ شصت و یکم، ص ۷۳

جوشعر کا مطلب قبلہ محمد عثمان نے سمجھا ہے درست ہے۔
میرا مقتدا میرے دستور العمل علامہ شعرانی ص ۳۷،س۵من آخرھا:
''منها ما اخبرنى به اخى الشيخ افضل الدين، ان الله اعطى سيدى عليا الخواص القدرة على استنباط جميع احكام القرآن من الفاتحة و كذلك استنباط جميع ادلة المجتهدين منها، بل اعطاه القدرة على تخريج جميع الاحكام الشرعية من اى حرف شاء من حروف الهجاء۔'' انتهى (۱)

و يساعده مقولة على رضى الله عنه سياتى فى تحقيق مقام طى اللسان فانتظر۔ و يساعده القرآن:
﴿مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتَابِ مِنْ شَىْءٍ﴾ (۲)

قال عارف روزبهان فى تفسيره ص ۲۰۶س ۱:
''ما اخرنا فى الكتاب ذكر احد من الخلق لكن لا يبصر ذكره فى الكتاب الا المؤيدون بانوار المعرفة۔'' (۳)

وہی عارف ص ۵۳۱س۶ تحت قوله تعالى: ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ﴾:
''و هو كتابه المكنون و خطابه المصون بخبر عما كا ن و ما يكون من كل حد و كل علم۔''اھ ک المقدس (۴)

فاندفع به قول بعض الزنادقة لنگرسون کے کوٹھہ کا بیان بتاؤسون سکیسر کے پتھر بتاؤ وغیرہ وغیرہ۔

۱- لطائف المنن، تقديم، ص ۴۷
۲- الانعام:۳۸
۳- تفسير عرائس البيان فى حقائق القرآن، تحت الآية: ما فرطنا فى الكتاب من شىء، ج ۱، ص ۳۵۵
۴- ايضا، تحت الآية: و نزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شىء، ج ۲، ص ۳۳۱

برہانِ قاطع سادس

چوں کہ علم صفتِ کمال ہے اور اول فروقِ خمسہ سے خصوصاً اور باقی فروق خمسہ سے عموماً شرک نہ ہوا اب علم کلی اختراعی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ممکن ہوا۔ یہ عبارت دیکھو امام شعرانی ''لطائف المنن'' میں ذکر کرتے ہیں، ص ۱۷۱، ج ۱:

''کثرة تسلیمی و ترک تکذیبی لکل من ادعی ممکنا فی العادة من سائر المقامات حتی القطبیه الکبری۔'' (۱)

و ساق الکلام حتی قال:

''قال الامام الشافعی: الانکار فرع من النفاق، قال المزنی: بل هو النفاق کله، لان الجحد ضد التصدیق۔'' اھ (۲)

پس بہ موجب ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ علم کائنات کا تفصیلاً ممکنات سے ہوا، بل کہ معجزہ سے ہوا علی ما قال علی قاری تحت حدیث عمرو بن اخطب الانصاری۔ (۳) دیکھو ص ۴۸۰، ج ۵۔

پس واجب التسلیم ہوگا اور منکر اس کا منکر معجزہ ہوگا، بل کہ ہم کو دلیل کی بھی کچھ ضرورت نہیں، کیوں کہ دعویٰ کرامت اور اعجاز واجب التسلیم ہے جب تک نص شرعی مخالف نہ ہو۔ دیکھو لطائف کی عبارت ص ۱۳۸، ج ۱۔ (۴)

پس ان کو مخالفت نصوص ثابت کرنی ہوگی۔

۱- لطائف المنن، الباب السادس، فی جملة من الاخلاق، ص ۲۸۵

۲- ایضًا، ص ۲۸۶. بتصرف

۳- مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ج ۱۱، ص ۲۲۰

۴- لطائف المنن، الباب الخامس، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۲۳۲

الحديث بالحديث

قال القاضی عیاض:

''الاحادیث فی هذا الباب بحر لا یدرك قعره، و لا ینزف غمره، و هذه المعجزة من جملة معجزاته المعلومة علی القطع الواصل خبره علی التواتر لکثرة رواتها، و اتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب۔'' (۱)

اس باب میں ہر طرف سے کثرت سے احادیث ہیں، و باب التاویل واسع من کل جانب الا ما شاء اللّٰہ۔

مدعیانِ علم غیب کی طرف سے چند احادیث ذکر کرتا ہوں۔ منها:

((عن حذیفة، قال: قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فما ترك شیئا یکون فی مقامه ذلك الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه۔)) رواه الشیخان (۲)

(ص ۴۶۱، س ۸، مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

قال العینی شارح البخاری فی تفسیر هذا الحدیث:

''شیئا من اشیاء المقدرة۔'' (۳)

۱- الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الرابع فی ما اظهره علی یدیه، فصل و من ذلك ما اطلع علیه من الغیوب و ما یکون، ج ۱ ص ۲۲۱

۲- مشکوة المصابیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات الفصل الاول، ص ۴۶۱

۳- عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب القدر، باب قوله: و کان امر اللّٰه قدرا مقدورا، ج ۲۳، ص ۱۵۱. بتصرف

پس تفسیر عینی نے تخصیص کو جو وہابی لوگ کرتے ہیں خوب باطل کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

منها:

((عن عمرو بن اخطب الانصاری فی خطبته ﷺ من الفجر الی المغرب، فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا۔)) رواه مسلم (۱)

(ص ۵۴۳، مشکوٰۃ شریف، من باب معجزات)

منها ما فی الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللّٰه عنه۔ و فیه قوله ﷺ:

((فتجلّی لی کل شیء و عرفت۔))

و صححه البخاری، و قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح۔ (۲) (مشکوٰۃ شریف، ص ۷۱، ۷۲)

منها حدیث ابن عباس: فعلمت ما فی السموت و الارض۔ (۳)

(ص ۶۹، ۷۰، مشکوٰۃ شریف)

منها حدیث کبیر الطبرانی بسند صحیح.

((عن ابی ذر الغفاری، و ابی الدرداء، قال: لقد ترکنا رسول اللّٰه ﷺ و ما یحرك طائر جناحیه فی السماء الا ذکر لنا منه علما۔))

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ص ۵۴۳

۲- ایضًا، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثالث، ص ۲-۷۱

۳- ایضًا، الفصل الثانی، ص ۷۰-۶۹

رواہ مواھب لدنیة ص ۱۹۲، ج ۲. (۱)

منھا حدیث الطبرانی فی کبیرہ بسند صحیح:

((عن عبد اللّٰہ بن عمر الفاروق، عن النبی ﷺ، قال: ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامة، کانما انظر الی کفی ھذہ۔))

رواہ مواھب لدنیة، ص ۱۹۲، ج ۲ (۲)

صیغہ انظر اِستمرارِتجددی پر قطعاً دال ہے، پس اس سے رسول اللہ ناظر بالاستمرار ثابت ہوئے۔

منھا حدیث عمر رضی اللّٰہ عنه، فی بدء الخلق، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶، ج ۲، س ۵:

((قام فینا رسول اللّٰہ ﷺ مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق، حتی دخل اھل الجنة منازلھم و اھل النار منازلھم، حفظ ذلك من حفظه، و نسیه من نسیه۔)) رواہ البخاری (۳)

حدیث نمبر۱، ۲ رکی مخالفین نے تاویل کی ہے اور امورِ عظام انھوں نے لے لیے ہیں، کیوں کہ زمانہ متناہیہ قلیلہ میں امورِ غیر متناہیہ کثیرہ بیان کرنے محال ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے باوجودے کہ الفاظِ عموم کثرت سے آئے ہوئے ہیں جو تخصیص سے آبی ہیں، رسول اللہ ﷺ کو مقام طی اللسان حاصل تھا۔ دیکھو حدیث بخاری میں ص ۵۰۸ مشکوٰۃ، باب ذکر انبیاء میں ہے:

۱- المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباءہ بالانباء المغیبات، القسم الثانی فی ما اخبر به ﷺ من الغیوب، ج ۳، ص ۹۵

۲- ایضًا

۳- مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیھم السلام، الفصل الاول، ص ۵۰۶

''داؤد علیہ السلام تسریح دابہ تک زبور پڑھ لیتا تھا۔'' (۱)

اور مشہور ہے کہ مولانا مشکل کشا ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک ختم قرآن شریف کر لیتے تھے۔ (۲)

چلو ایک تیر جگر کو چیرنے والا وہابیہ کو لگا دینا چاہیے۔

''عن علی رضی اللہ عنه، لو طویت لی الوسادة لقلت فی الباء من بسم الله سبعین جملا۔'' (۳)

اگر میرے مرشد مولا سے کچھ نفاق ہو تو ''نفحات الانس'' میں عارف جامی نقش بندی فرماتے ہیں:

''بہ روایت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب سلسلہ خلیفہ ابو مدین مغربی کو جو شیخ اکبر کا مرشد سنا تھا کہ حجر اسود سے قرآن شروع کرتا تھا باب کعبہ تک ختم کر لیتا تھا جو بہ قدر ۲/۱.۲ قدم فاصلہ پر ہے، معانی بھی معلوم اور الفاظ بھی مفہوم ہوتے تھے۔'' (۴)

میرے مقتدا امام شعرانی لطائف منن ص ۲۱۸، ج ۲، قال الامام الشعرانی:

''تصدیقی للصالحین فیما یخبرون به من الامور التی تحیلها العقول۔'' (۵)

حتی قال:

''ان بعض الاولیاء قد قرا القرآن بعد صلٰوة المغرب قبل

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الفتن، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیهم السلام، الفصل الاول، ص ۵۰۸

۲- شواهد النبوة لتقویة یقین اهل الفتوة، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، ص ۱۵۱

۳- شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة، شرح مقدمة المواهب، ج ۱، ص ۳۹

۴- نفحات الانس

۵- لطائف المنن، الباب الثامن فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۳۶۳

غروب شفق الاحمر خمس مرات وقد قرا علی المرصفی فی درجة واحدة الف ختمة۔"

و قال الامام الشعرانی:

"قد شرع الامام فی صلوة الفجر بسورة المزمل و قد سبق لسانی بالقرآن فشرعت بالبقرة و لحقت الامام فی الرکعة الاولی قبل ان یرکع فی سورة المزمل و قال رحمه الله: ان الایمان بکرامات نفسه واجب کما یجب بکرامات غیره ههنا قال ان اولیاء الله بهم یرزق الناس و بهم یمطرون و بهم یدفع البلایا۔" (۱)

دیکھو لطائف المنن، ص ۲۱۸، ج ۱.

و یساعده قصہ آصف و مریم کیا محبانِ شرک کرامات کو برخلاف عقل و عادت تسلیم کریں گے (ہرگز نہیں) جب کہ وہ معجزۂ نبی کا انکار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ تھوڑے زمانے میں امور کثیرہ نہیں بیان کر سکتے۔ غریب وہابی قصہ آصف بن برخیا و مریم و اصحابِ کہف میں حیران ہیں کہ کیا کریں، جب اولیاے کبار کا یہ حال ہے، رسول اللہ کا کیا حال ہے۔

میرے نزدیک دو حدیثیں نہایت قابلِ اِستدلال ہیں جو کسی نے میرے عندیہ میں ذکر نہیں کی، باقی سب حدیثیں قابل تاویل ہیں بہ خلاف ان کے۔

اول حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے:

((اعطی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کل شیء الا مفاتح الغیب۔)) رواه ابن جریر طبری فی تفسیره ج ۷، ص ۱۲۶، ۱۲۷.

و فسره حدیث ابن عباس رضی الله تعالی عنهما:

۱- لطائف المنن، الباب الثامن فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۳۶۴. بتصرف

((هن خمس))

رواه ابن جرير طبری ج ۷، ص ۱۲۷. (۱)

و لهذا الامر جعله طبری متصلا به۔

بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مفسر مروی ہے۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۸، ص ۲۱۹. (۲)

باقی حدیث ابن عمر کی حدیث ابن مسعود کو مرفوع ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے۔ قال:

((قال رسول الله ﷺ: اوتیت مفاتیح کل شیء الا خمس: ان الله عنده علم الساعة۔ الآية))

رواه احمد و الطبرانی بسند صحیح۔ (۳)

کذا ذکره علامة بشیر الدین ص ۳۰ ناقلاً عن سیرة احمدية۔

وجہ عدم تاویل کی یہ ہے کہ تخصیص کل سے لفظ اِستثنا آبی ہے علی ما تقرر فی النحو و غیره، وجملہ مستثناۃ تحقیقِ نسخ اس کی بہ تاویل علامہ صاوی وغیرہ سے گذر چکی ہے۔

دوسری دلیل حدیثِ قدسی صحیح بلاریب مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷، س ۱:

((عن ابی هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ ان الله تبارك و تعالٰی قال: من عادٰی لی ولیا فقد آذنته بالحرب، و ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته، فاذا احببته

۱- جامع البيان عن تاويل آيات القرآن، تحت الآية: و عنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو، ج ۴، ص ۳۲۰۰

۲- فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب تفسير القرآن، باب وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو، ج ۸، ص ۲۹۱

۳- مسند امام احمد بن حنبل، تتمة مسند عبد الله بن عمر، ج ۹، ص ۴۱۲، رقم الحديث: ۵۵۷۹، المعجم الكبير، و فی ما اسند عبد الله بن عمر، ج ۶، ص ۲۱۰، رقم الحديث: ۱۳۱۶۳

فکنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها، و ان سألنی لاعطینه، ولئن استعاذنی لاعیذنه، و ما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت، و انا اکره مساء ته و لا بد له منه۔)) رواه البخاری (۱)

اس حدیثِ قدسی میں تو خوشبو وحدتِ وجود کی آتی ہے چوں کہ وہ حال سے تعلق رکھتی ہے قال کی مجال نہیں یعنی عقولِ عالیہ اولیاے کاملین مثل شیخ اکبر، وذوالنون مصری، ابوالحسن شاذلی، حضرت سلطان باہو، وسعدی، وعارف جامی، ونظامی، ومولانا روم، وغیرہم عموماً، و اکثر حضرات کبار نقش بندیہ، ومشائخ چشتیہ خصوصاً کا مذہب اور تحقیقی مسلک ہے، اور فلاسفہ اسلام میں سے قاضی حسین میبذی وقطب الدین رازی ومیر زاہد وغیرہم سب اس کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں، لیکن ہمارے عقولِ متوسطہ کی رسائی سے پایہ اس تحقیق کا بلند ہے۔ امنا بمسلکھم و صدقنا بتحقیقھم۔

سچ ہے:

لکل فن رجال۔

بیندیش زان دشت ہائے فراخ
کز آوازہ گردد گلو شاخ شاخ

اب بہ موجب قول ما لا یدرك كله لا یترك کله معنی اس حدیث کا علم قال کے ذریعہ سے کچھ کرتا ہوں کہ کتب عقائد اهل السنة و الجماعة مثل خیالی وغیرہ میں یہ امر محقق ومبرہن ہو چکا ہے کہ

''ہر بندہ میں بل کہ ہر ایک حیوان میں دو قدرت کام کر رہی ہیں: ایک قدرتِ عبدیہ، اور دوم قدرتِ الٰہیہ۔'' انتہٰی

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر الله عز وجل و التقرب الیه، الفصل الثالث، ص ۱۹۷

جس وقت بندہ تقرب الی اللہ بہ نوافل و ریاضت حاصل کرتا ہے تو اس کی عبدی صفات فنا ہو جاتی ہیں اور صفاتِ الٰہیہ غالب ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اولیٰ قدرت محو و ثانیہ قدرت باقی ہوتی ہے۔ دیکھو عبدالحکیم شیخ الہند قاضی القضاۃ زمان شاہ جہاں غازی "حواشی عبد الغفور" ص ۹، س ۲ میں فرماتے ہیں:

"معنى الفنا فى اصطلاح الصوفية تبديل الصفات البشرية بالصفات الالٰهية دون الذات فكما انه كلما ارتفع صفته منها قامت صفة الٰهية مقامها فيكون الحق سمعه و بصره، كما نطق به الحديث، كذالك حال الفناء فى النبى صلى الله عليه وسلم و الشيخ، و هذا مبنى علىٰ وحدة الوجود، كما هو مذاق الشارح رحمه الله تعالىٰ۔" اھ (۱)

و شراح الحديث القدسى قالوا:

"قرب العبد الى الرب فى الفرائض اتم و اكمل مما يحصل باداء النوافل لانه يحصل فى الاول فناء الذات و فى الثانى فناء الصفات۔" اھ ملخصا (۲)

باقی معانی حدیث کے قبیلات سے ہیں، اصلی توجیہ یہی ہے جو بیان ہو چکی ہے۔ محقق مصنف کے نزدیک معنیٰ کی حاجت تو کوئی نہیں اور نہ تقریب تام کے بیان کی حاجت ہے

۱- حاشية عبد الحكيم السيال كوتى على عبد الغفور، حاشية ۴، ص ۷

۲- اللفظ ل: لمعات التنقيح فى شرح مشكوة المصابيح، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز و جل و التقرب اليه، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۳۶
و مثل هذا فى: فتح البارى شرح صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب التواضع، ج ۱۱، ص ۳۴۳۔ مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز و جل و التقرب اليه، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۵۵۔ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز و جل و التقرب اليه، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۱۹۳

بل کہ مدعا اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ ہاں، چار برچھیاں اور چار جملوں کے بیان میں وہابیوں کے قلب میں لگانا چاہتا ہوں۔

((عن ابی ذر رضی اللّٰہ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: انی اریٰ ما لا ترون و اسمع ما لا تسمعون اطت السماء و حق لھا ان تئطّ و الذی نفسی بیدہ ما فیھا موضع اربع اصابع الا و ملك واضع جبھة ساجدا للّٰہ۔)) الحدیث (۱)

رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ، ص ۴۵۷ مشکوۃ.

کیا بندہ کی آنکھ کی طاقت ہے جو آسمان کے اوپر جا بہ جا فرشتے دیکھے یا آسمان کی چیخ و پکار سنے جو سمع سے تعلق رکھتی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ نے اخبارِ فرشتہ سے نہیں کہے بل کہ اولِ حدیث نص ہے اس امر پر کہ یہ رسول اللہ ﷺ خود بہ خود دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں، ہاں کیوں نہ سنیں، جس وقت سمع و بصر خدا کی ہوئی تو کوئی چیز دور نہ ہوگی، شاید واں بھچراں مدینہ طیبہ سے زیادہ دور ہوگی، جس قدر کہ آسمان مدینہ سے دور ہے۔ ذرہ علم ریاضی کی طرف رجوع کرو کہ مَیں اپنی طرف سے معنی حدیث میں کچھ نہیں کہنا چاہتا، فقط محدثین و احادیث وصوفیہ کرام کی کلام سے معنی حدیثِ قدسی کا کر رہا ہوں، اگر خدا نے تم کو علومِ ریاضیہ میں مس نہیں دی تو ذرہ تفسیر امام رازی کی ص ۴۳۳، ج ۲ کو دیکھو کہ حواسِ خمسہ نبی اکرم ﷺ کا کمال تم کو معلوم ہو جائے گا، حواسِ ظاہرہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے حواسِ خبیثہ پر قیاس مت کرو۔ امید ہے کہ دو جملے حدیث ابی ذر غفاری کے مع صیغہ استمرار تجددی و عمومِ ما حدیث قدسی کے ساتھ ملانے سے منافقہ وہابیہ کے کیا بلکہ مطلقاً اعداء الرسول کے جگر پھٹ جائیں گے۔

اب سنو میرا امام علامہ شعرانی لطائف المنن ص ۱۳۸، ج ۱، س ۲ میں فرماتے ہیں:

"شدۃ قربی من رسول اللّٰہ ﷺ و طی المسافة بینی و بین

۱- مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب البکاء و الخوف، الفصل الثانی، ص ۴۵۷

قبره الشریف فی اکثر الاوقات، حتی ربما اضع یدی علی قبره۔'' فی ص ۸

ص ۱۳۸:

''علی مقصورته و انا جالس بمصر و اکلمه ﷺ کما یکلم الانسان جلیسه هذا الامر لا یدرك الا ذوقا، من لم یشهد ذلك فربما انکره، ثم قال ابو العباس المرسی رضی الله عنه: لو حجبت منی جنة الفردوس طرفة عین او رسول اللّٰہ ﷺ طرفة عین ما اعددت نفسی من جملة الرجال۔'' انتهی کلام

و فی لواقح الانوار القدسیة:

''من جملة المسلمین ثم قال: فسلم یا اخی للفقراء مایدعونه من مثل ذلك و لا تنکر علیهم الا ما صرحت الشریعة بمنعه، فقد اجمعوا علٰی ان کل من انکر شیئا من مقاماتهم حرم الوصول الیه۔'' (۱)

کیا ہاتھ بندہ کی یہ طاقت ہے کہ ہزار کوس کے فاصلے سے پہنچ جائے یا ہزار کوس کے فاصلے سے کلام وسماع کلام واقع ہو یا آنکھ بندہ میں یہ طاقت ہے کہ جنت الفردوس کو دیکھے۔ ہاں یہ آنکھ خدائی کا کام ہے۔ید الله فوق ایدیهم۔

اب چوتھے جملہ کی تفسیر بھی ذرہ سنیے! عارف شعرانی ص ۳۱۸، ج ۱ر میں فرماتے ہیں:

''فکذلك وقع لی انی کنت اکلم اخی الشیخ الصالح الشیخ احمد الکعکی، فنزل الی الحوت، فنزلت معه حتی وضعت رجلی علی قحفة فی اقل من لمح البصر،

۱- لطائف المنن، الباب الخامس، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۲۳۲. بتصرف

هذا وقع لی معه، ثم نزلت مرة اخری وحدی۔" (۱)

امید ہے کہ یہ کلام منافقہ وہابیہ کے جگر کو چیر کر نکل گئی ہوگی اور سوا انکارِ کلام صوفیہ کرام و ائمہ عظام کے کچھ چارہ نہ رہ گیا ہوگا، کیوں کہ بندہ کے پاؤں کی طاقت ہے کہ ایک آنکھ جھپکتی میں سات زمین چیر کر مچھلی جو زمین کے نیچے ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے' پاؤں اس کے سر پر جار کھے۔ اس جگہ تفسیر چار جملوں کی ختم ہوئی۔

حاصل یہ ہے کہ سب قدرتِ الٰہیہ کام کر رہی ہے، عبدی قدرت کا کام نہیں ہے۔

حدیث مذکور کی صحت میں بھی کوئی شک نہیں، دوسرا حدیث قدسی ہوئی، یہ فوقیت بھی اس حدیث کو ہوئی، تیسرا ان کی حدیث سے یہ حدیث متاخر ہے، کیوں کہ راوی اس کا ابو ہریرہ ہے۔ پس یہ حدیث احادیثِ عدمِ علم کے واسطے ناسخ ہوگی۔ امام رازی وغیرہ من المفسرین نے اس حدیث قدسی کا معنی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے۔ فانظر عجائبه لولا مخافة طول ذلك لاتيت۔

و قال فی ص ۴۶۷، ج ۵:

"نری ان کل من کان اکثر علما باحوال عالم الغیب، کان اقوی قلبا و اقل ضعفا، ولهذا قال علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه: والله ما قلعت باب خیبر بقوة جسدانیة، و لکن بقوة ربانیة، و ذلك لان علیا کرم الله وجهه فی ذلك الوقت انقطع نظره عن عالم الاجساد، فتقوی روحه، و تشبه بجواهر الارواح الملکیة، و تلالات فیه اضواء عالم القدس و العظمة فلا جرم حصل له من القدرة ما قدر بها علی ما لم یقدر علیه غیره، و کذلك العبد اذا داوم علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول الله: کنت له سمعا و بصرا، فاذا صار نور جلال الله

۱- لطائف المنن، الباب الثانی عشر، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۲۹۸

سمعا له سمع القريب و البعيد، و اذا صار ذلك النور بصراله رای القريب و البعيد و اذا صار ذلك النوريدا له قدرعلى التصرف فی الصعب و السهل والقريب و البعيد۔"

و قال فی هذه الصفحة:

"ان كل هذا العالم بالنسبة الى ذرة من تلك السعادات الروحانية و المعارف الربانية كالعدم المحض۔" (۱)

سچ ہے جو مولانا روم نے فرمایا ہے:

آئینہ کز زنگ و آلایش جدا است

پُر شعاع نور خورشید خدا است (۲)

اور جو مولانا المکرّم مولوی احمد خان نے مجھ کو فرمایا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"تمام علم کائنات کا میرے علم کی نسبت مثل قطرہ کے ہے اور میرا علم مثل مشک پر آب کی ہے۔"

یہ مقولہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واسطے تفسیر مقولہ آخری امام رازی کے کافی ہے، بل کہ بہت کم ہے مقامِ تعریف میں یہ کلام امام اور تفسیر حدیث خیر الانام علیہ السلام کی تمام قیود مدعا پر تقریب تام ہوگی۔

اب بابِ احادیث ختم ہوتا ہے، اس باب کی تتمیم کے واسطے محدثین کی رائے بھی لکھ دینا چاہتا ہوں، کہ محدثین کی اس بات میں کیا رائے ہے، ذرا غور سے محدثین کی کلام کو کان کھول کر سنیئے!

۱- مفاتيح الغيب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية: ام حسبت ان اصحاب الكهف، ج ۱۱، ص ۹۱

۲- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۶

اول: محدث قسطلانی جو بخاری شریف کی آٹھ جلد میں شرح کر چکے ہیں اس کی کلام حسن نظام ذرہ تحریر کرتا ہوں۔

مواہب لدنیہ ص ۳۸۷، ج ۲، س ۸

''اذ لا فرق بین موته و حیاته فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك عنده جلی لا خفاء به۔ فان قلت هذه الصفات مختصة باللّٰه تعالٰی، فالجواب: ان من انتقل الی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالبا، و قد وقع کثیر من ذلك کما هو مسطور فی مظنة ذلك من الکتب۔'' اھ ک (۱)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کو مشاہدہ کر رہے ہیں اور جانتے ہیں ہمارے نیات کو اور وساوسِ دل کو یہ نزدیک ذات مقدسہ جلی اور ظاہر امر ہے تامل کی کچھ ضرورت نہیں۔

اور ص ۳۸۹، ج ۲، س ۵ بہت بسط سے حیاتِ نبویہ کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے۔

بل قال:

''حی یصلی، و یعبد ربه بالجماعة و الاذان و الاقامة۔'' (۲)

فافهم۔ هداك اللّٰه تبارك و تعالٰی و جعل توفیقه رفیقك۔

ثانی: محدث حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''ای: جمیع الکائنات التی فی السمٰوات، بل و ما فوقها ای: و جمیع ما فی الارضین السبع بل و ما تحتها۔''

دیکھو تحت حدیث: فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔

۱- المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد العاشر، الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف و مسجده المنیف، ج ۳، ص ۴۱۰

۲- ایضًا۔ ملخصًا

مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج۱،س۴،ص۴۶۳. (۱)

ثالث: محدث علی قاری تحت حدیث عمر رضی اللہ عنہ فی باب بدء الخلق من روایۃ بخاری جو پانچ جلدوں میں شرح کر چکے ہیں۔ دیکھو ص ۳۲۵، ج ۵، س ۳

''و دل ذلك علٰى انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدا و المعاد و المعاش، و تیسیرا یراد ذلك كله فی مجلس واحد من خوارق العادة امر عظیم۔'' اھ ک

و قبیل ذلك توضیحه:

''انه ﷺ بین احوال الامم كلهم الی وقت دخول الجنة، و عین احوال امته مما یجری علیهم من الخیر و الشر الی ان یدخل اهل الجنة منهم الجنة و اهل النار النار۔'' (۲)

دیکھو ص ۳۲۵، ج ۵، س ۷

و ایضًا قال تحت حدیث عمرو بن اخطب:

''(فاخبرنا بما هو كائن الی یوم القیامة) ای مجملا و مفصلا ففیه الاعجاز اكثر۔'' (۳) (ص ۴۸۰، ج ۵)

پس وہابی لوگ وہ شق اختیار کریں گے جس میں معجزہ نہ ہو، کیوں کہ معجزہ کا ضرور انکار

۱- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۰. بتصرف

۲- ایضًا، کتاب احوال القیامة و بدء الخلق، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیهم الصلٰوۃ و السلام، الفصل الاول، ج ۱۱ ص ۴

۳- ایضًا، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ج ۱۱ ص ۲۲۰

کریں گے، بل کہ وہ حقیقت میں در پردہ نبوت کا بھی انکار کر رہے ہیں، کیوں کہ اطلاع علی الغیب عین نبوت کا ہے، جیسے ''مواہب اللدنیہ'' (۱) سے ثابت ہوتا ہے یا لازم نبوت کا ہے جیسے جمہور کا خیال ہے کہ نبی واسطے بیان رضائے خدا و عدم رضا کے آتا ہے اور یہ غیب ہے۔ھذا ھو التحقیق۔

پس انکار علم غیب نبی کا عین انکار نبی کا ہے، پس وہابی لوگ نبی کے منکر ہیں۔

رابع قول: خاتم المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا تحت قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: فعلمت ما فی السموات والارض:

عبارة عن حصول جمیع العلوم الجزئیة و الکلیة و الاحاطة بها۔ انتهی کلام المحدث الرابع (۲)

و هذا آخر الباب۔

۱- المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد الثانی، الفصل الاول فی ذکر اسماءہ الشریفة المنبئة عن کمال صفاته المنیفة، ج ۱، ص ۳۸۴

۲- اشعة اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۷۸۔معربًا

الفقه بالفقه

جواب اول:

قال اللّٰہ تبارك و تعالی:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ الایة (۱)

عارف جامی تفسیر اس آیت کی کرتا ہے، حیث قال:

ہر چہ نہ قال اللّٰہ نہ قال الرسول
ہست بر اہل فضیلت فضول

پس فقہ امام اعظم صاحب کی مروی بہ ظاہر روایت مندرج فی قال اللّٰہ و قال الرسول ہے، اس واسطے کہ قیاس مظہر ہے نہ مثبت، پس فضول سے نہ ہوگی۔

جواب دوم:

مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب فقہِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتویٰ کفر معتقدِ علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود نہیں اور فقہِ موسویہ (۲) اور خراسانیہ معتبر نہیں، اس کو مَیں ہرگز نہیں مانتا، جو کہتے ہیں کہ نسوار کرنے والا اور حقہ پینے والے کا جنازہ جائز نہیں، یا نماز خنزیر کے چمڑے میں جائز ہے، یا قاذف ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر نہیں، اور کفر شاتم چودھویں صدی کے عالم کا اگرچہ باپ اس کا اول درجہ کا مقدمہ باز جھوٹا بھی ہو، یا کفر امام اعظم و باقی ائمہ مجتہدین یا تمام محدثین کا فتویٰ دینا؛ یہ فتویٰ جات تجاوز عن حدود اللہ سے ہیں۔و من یتعد حدود اللّٰہ فاولئك هم الظالمون۔

۱- النساء:۵۹

۲- اور مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رطب و یابس اور قوی روایت فقہ اور ضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔۱۲ منہ

جواب سوم:

جو شیخ محمود بن اسماعیل صاحب جامع الفصولین نے دیا ہے وہ فقہ موسویہ میں جو موہمات باقی ہیں ان کی بھی بیخ کنی کر دیتا ہے۔

دیکھو ج ۲، ص ۲۲۰.

''بعد ذکر التزوج بشهادة الله و رسوله، و آية قل لا يعلم من فی السمٰوات و الارض الغيب الا الله، و ذکر یا سارية الجبل، و رواية فتح مكة، و حفر الخندق، و غيرها، اجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفی هو العلم بالاستقلال، لا العلم بالاعلام فلا منافاة بين الآية و غيرها۔'' (۱)

جواب چہارم:

قاضی خان ج ۳، ص ۵۷۶ میں فرماتے ہیں:

''مفتی کفر معتقدِ علمِ غیب رسول کا جاہل، پرلے درجے کا پاگل، مخالف اجماع ہے۔'' (۲)

فانظر بالبصيرة لا بالبصر۔ (۳)

۱- جامع الفصولين، الفصل الثامن و الثلاثون، فی مسائل الكلمات الكفرية، ج ۲ ص ۲۲۰. بتصرف

۲- و عبارته:

''رجل تزوج امراة بغير شهود فقال الرجل و المراة (خدای راو پیغامبر مرا گواه کردیم) قالوا: يكون كافرا لانه اعتقد ان رسول الله يعلم الغيب و هو ما كان يعلم الغيب حين كان فی الاحياء فكيف بعد الموت۔''

(فتاوی قاضی خان، کتاب السير، باب ما يكون كفرا من المسلم و ما لا يكون، ج ۳، ص ۵۱۷)

۳- ایں پر دعویٰ مخالف اِجماع، اور جاہل ہونے کا اس وجہ سے ہے کہ عبارت قاضی خان میں لفظ قالوا ہے اور لفظ قالوا بتریئه اور تضعیف کے واسطے ہے۔ دیکھو فتح القدیر، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۱۹۷:

عادته فی مثله افادة الضعف۔ (۱)

و هکذا شامی ج ۲، ص ۳۱۲ (۲)

تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں ہے:

لفظ قالوا اشارة الی ضعف۔ (۳) ج۲،ص۳۶۲

وعبدالحی فی تراجم الحنفیہ ص۱۰۱ (۴)، وعمدة الرعایہ ص ۱۵ (۵) قابل دید ہے۔

علامہ حلبی کی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، بحث قنوت، ص ۴ (۶) کے قاضی خاں کا خاص مسلک بیان کیا بہ نسبت لفظ قالوا۔

اوراب اس رسم المفتی (۷) کو یادرکھو کہ

ان الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع۔

پس دعویٰ ۱-۲ ثابت ہوا۔ ایں پر دعویٰ ۳ پرلے درجے کا پاگل، اس کی وجہ یہ ہے کہ تنویر وشامی نے بیان کیا ہے کہ اگر چہ روایاتِ صحیحہ ننانوے کفر کی ہوں اور ایک روایت ضعیف اگر چہ غیر مذہب سے بھی ہو مذاہب اربعہ سے اسلام کی ہو تو مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ پس جو شخص ایک ضعیف روایت پر بعض اولیاء اللہ کو خصوصاً اور اکثر خلق اللہ کو عموماً کفر کا فتویٰ دے دے پرلے درجے کا پاگل بہ مطابق ان فقہا کے ہوا یا نہ۔ فانظر بالنظر الدقیق الی کلام الفقهاء المحققین و هو المراد بقول فانظر بالبصیرة لا بالبصر۔ ۱۲منہ

۱- فتح القدیر شرح الهدایة، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج۲، ص۲۵۶

۲- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص۱۷۷

۳- العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، مسائل و فوائد شتی من الفطر و الاباحة و غیر ذلك و مطالبه، بحث لفظ قالوا یستعمل فی ما فیه اختلاف المشائخ، ج۲، ص ۳۶۷

۴- الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، الخاتمة، الفصل الثانی فی فوائد متفرقة نفیسة، ص ۲۴۶

۵- عمدة الرعایة فی حل شرح الوقایة، المقدمة، ص ۱۵

۶- غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فصل فی النوافل و الوتر، الموضع السادس فی بقیة مباحث القنوت مما یتعلق بالمتابعة فیه و الجهر به و غیر ذلك، ص ۴۲۲

۷- الدر المختار علیٰ تنویر الابصار، مطلب رسم المفتی، ص ۶-۱۷۵

جواب پنجم:

اکثر عبارات فقہاے عظام جو رسالہ وہابیوں والا میں ہیں ان میں بڑی دھوکہ بازی کی گئی ہے اور عوام کو جاننا چاہیے دغابازوں نے عبارات فقہاے عظام کو مسخ کر کے لائے ہیں اور اپنے مطلب کے مطابق جو کلمہ تھا وہ لائے اور جو کلمہ مخالف تھا اس کو کاٹ دیا، دیکھو ایک دھوکہ بازی ان کی دیکھ کر باقی اس پر قیاس کرو۔ رسالہ وہابیہ میں شامی ج ۳، ص ۳۰۶، س ۱۰ ر کی عبارت یہ تحریر ہے:

”و حاصله ان دعوی علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها۔“

اور اصل عبارت شامی ج ۳، ص ۳۰۶، س ۱۰ ر میں یہ ہے:

”قلت: و حاصله ان دعوٰی علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها، الا اذا اسند ذلك صريحا، او دلالة الٰى سبب من اللّٰه تعالٰى كوحى او الهام، و كذا اسنده الٰى امارة عادية بجعل اللّٰه تعالٰى۔ قال صاحب الهداية فى كتابه مختارات النوازل: و لو لم يعتقد بقضاء اللّٰه تعالى، او ادعى علم الغيب بنفسه يكفر۔“ (۱)

ع ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کجا

دیکھو کس قدر دھوکہ بازی کی ہے ان دھوکہ بازوں نے، شاید انھوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ عوام کی طرح خواص بھی ہماری بے ایمانیوں پر مطلع نہ ہوں گے، آیا فقہ کی روایات اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہو جس کی فقہ کی خدمت کرتے عمر گزر گئی اور جس شخص نے علم فقہ کی اس قدر خدمت کی ہے کہ صوبہ پنجاب میں تو کیا بل کہ تمام ہندوستان میں بھی کسی نے نہ کی ہوگی۔ اما بنعمة ربك فحدث۔

۱- رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فى دعوى علم الغيب، ج ۶، ص ۳۷۱

التصوف بالتصوف

مولانا مولوی عبدالحی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ہندوستان میں دو عالم بے نظیر گزرے ہیں:

ایک: امامِ ربانی حضرت مجددِ الف ثانی رضی اللہ عنہ.

دوم: محمود جون پوری صاحبِ شمس بازغہ. (۱)

مولانا محمود الحسن محدث دیوبندی نے فرمایا تھا کہ امام ربانی تو درست ہے، لیکن عالم دوسرا چوں کہ مولوی عبدالحی منطقی ہے، اس لیے منطقی عالم کو پسند کیا ہے، ورنہ مناسب تھا کہ دوسرا عالم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب شمار کیا جاتا۔ یہ بات مولانا محمود الحسن سے مَیں نے خود بہ خود وقتِ تدریس سنی تھی۔

پس بہ مقابلہ حضرت دوست محمد قندھاری نقش بندی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقش بندی کا ذرا فتویٰ سنیے:

وسیلہ جلیلہ، ص ۸۳

الطاف القدس شاہ صاحب کی عبارت یوں ہے:

''چوں رفتہ رفتہ سخن بہ حقائق غامضہ افتاد از اں حالت نیز رمزے باید گفت، چوں آب از سر گزشت چہ یک نیزہ، و چہ یک مشت، کمالِ عارف از حجر بحت بالاتر می رود۔ نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود، و ذات بحت بجائے روحِ او ہمہ عالم راہ طبعا بعلم حضوری در خود بیند۔'' اھ ک (۲)

اس میں سے تو خوش بوے وحدتِ وجود کی آ رہی ہے جو عقولِ متوسطہ سے بہ مراحل

۱- الشمس البازغة، ترجمة المؤلف، ص ۲۲۴

۲- الطاف القدس، فصل ششم در تہذیب لطائف خفیہ، ص ۴۴

دور ہے، اور کام عقولِ عالیہ اولیاے کرام کا ہے کما قال ملا حسن۔ اسی وجہ سے شاہ صاحب نے اس کو حقائق غامضہ سے فرمایا ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے امام ساجدین زین العابدین ابن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یا رب جوھر علم لو ابوج به
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
و لا استحل رجال عارفون دمی
یرون اقبح ما یاتونه حسنا

اور کلام ابو ہریرہ جو صحاح میں ہے:

((لقطع منی ھذا البلعوم۔)) الحدیث (۱)

اس پر دال ہے اور اس کلام سے فرقِ خامس مناطقہ والا فروقِ خمسہ سے مضمحل ہو جاتا ہے۔ھذا ھو الکلام الموعود فافھم!

بہ مقابلہ حضرت محمد معصوم نقش بندی وہ شخص پیش کرتا ہوں کہ محمد معصوم صاحب تو کیا امام ربانی صاحب سے بہ درجہ ہا بہتر ہے یعنی حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند جو مجتہد مطلق فی الطریقت عندہم ہے:

''می فرمایند کہ زمین پیش ما چوں ناخن است و ہیچ چیز از ما غائب نیست۔'' (۲)

(نفحات الانس، ص ۲۴۹)

اب بہ مقابلہ حضرت مجدد بایزید بسطامی سردار سلسلۂ نقش بند فرماتے ہیں کہ

''دلِ ولی اس قدر وسیع ہے کہ تمام جہان کیا بل کہ دس لاکھ جہان ولی اللہ کے ایک گوشہ دل میں ڈال دیے جائیں تو محسوس ہی نہ کیا جائے گا۔''

دیکھو ''مرقات شرح مشکوٰۃ'' ج ۱، ص ۵۲

''لو وقع العالم الف الف مرۃ فی زاویۃ من زوایا قلب

۱- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، ج ۱، ص ۲۳

۲- نفحات الانس من حضرات القدس، در بیان احوال خواجہ بہاء الدین نقش بند، ص ۲۶۳

العارف ما احس به۔" (۱)

یہ وہی علی قاری ہے جس سے آپ کفر کے فتویٰ نقل کرتے ہیں، ایک ولی اللہ کی نسبت فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی شان تو بالا ہے، اور حضرت بایزید بسطامی نے اعداء الرسول ﷺ کے ناک بھی کاٹ کرر کھ دیے ہیں۔

الثلاثة بالثلاثة و الفضل تبرع.

میرے مقتدا علامہ شعرانی کی ایک بات ذرا سن لیجیے، تاکہ آپ کے جگر کا زخم پھٹ جائے۔ دیکھو کبریت احمر ص ۱۶۵

"اما شیخنا السید علی الخواص فسمعته یقول: لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریده فی انتقاله فی الاصلاب و هو نطفة من یوم الست بربکم الی استقراره فی الجنة او فی النار۔" (۲)

اور لطائف المنن میں علامہ شعرانی یہی معنی بیان فرماتے ہیں۔ (۳)

ص ۲۸۸، ج ۱، باب ۱۱ر کا آخر

تنبیہ:

ہم ہر ایک ولی کے علم غیب کے قائل نہیں بلکہ کامل اولیاء اللہ مثل حضرت خضر علیہ السلام یا رسول اللہ ﷺ یا ورثاءہ تاکہ حضرت دوست محمد قندھاری کا قول حجت ہو۔

اب دوسرا مقولہ حضرت ابوالحسن خرقانی نقش بندی کا قابل غور ہے کہ

"تذکرۃ الاولیاء" ص ۶۵۸، س ۱۱.

۱- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ج۱، ص ۵۹

۲- الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، الباب الرابع و الثمانین و مائتین، ج ۲، ص ۳۳۰

۳- لطائف المنن، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۸۰

''خبردار پس آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ مَیں مرد ہوں جب تک کہ ۷۰ برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ اول تکبیر خراسان میں باندھے اور سلام کعبہ میں پھیرے، اور اوپر سے عرش تک دیکھے اور نیچے سے ثریٰ تک دیکھے اس وقت تو جانے گا کہ بے نماز ہوں تو مَیں ہوں اور نامرد ہوں تو میں ہوں۔'' (۱)

تیسرا مقولہ حضرت الغوث الاعظم و القطب المقمم کو حضرت شیخ محدث نقل فرماتے ہیں:

''قال رضی اللہ عنہ: یا ابطال! یا اطفال ھلموا و خزوا عن البحر الذی لا ساحل لہ، و عزۃ ربی ان السعداء و الاشقیاء لیعرضون علی، و ان بوبوء عینی فی اللوح المحفوظ، و انا غائض فی بحار علم اللّٰہ، و انا نائب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (۲)

تفسیر اس کی بیت مثنوی شریف میں ہے:

لوحِ محفوظ است او را پیش وا
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا (۳)

قال الغوث:

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا
کخردلۃ علیٰ حکم اتصالٖ

چوتھا مقولہ: قال العلامۃ الفارقی فی کتاب التوحید:

''ان العارف باللّٰہ یعقوب خادم السید احمد ابن رفاعی یقول بعد کلام طویل ھذا عجیب فقال: وازیدک انہ لا

۱- تذکرۃ الاولیاء، تذکرۃ الشیخ ابی الحسن الخرقانی، ص ۷۰

۲- اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، در بیان احوال و کرامات و فضائل شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص ۱۵

۳- مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، ج ۴، ص ۱۵۱

تستقر نطفة فی فرج انثی الا ینظر ذلك الرجل الیھا و یعلم بھا قال: قلت: یا سیدی ھذا من صفات الرب تبارك و تعالٰی، قال یعقوب: استغفر اللّٰہ تعالٰی فان اللّٰہ سبحانہ اذا احب عبدا صرفہ فی جمیع مملکتہ و اطلعہ علٰی ما شاء من علوم الغیب فقال یعقوب: تفضل علی بدلیل علی ذلك فقرا الحدیث القدسی فاذا کان الحق مع عبدہ کما یریدہ صار کانہ صفة من صفات اللّٰہ تعالٰی۔" (۱)

بس اب ختم کرتا ہوں ذرا طول سے ملول نہ ہو جاؤ!

الاربعة بالاربعة و الفضل تبرع.

اب فلاسفہ اسلام کی ذرا سنیے، وہ عقل کے مراتب تحریر کرتے ہیں اور مرتبہ ثالثہ عقل کا یہ تحریر کرتے ہیں کہ جس کو قوت قدسیہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تمام نظریات اس کے آگے بدیہی ہوتے ہیں بل کہ میبذی نے بیان کیا ہے کہ بہ سبب ریاضتِ بندہ نفوس اس قدر جلابیب بدن سے باہر آجاتے ہیں کہ تمام اشیا حاضر دیکھتے ہیں، اور عوام کالانعام کو یہ دھوکہ نہ دینا چاہیے کہ فلاسفہ کے عقائد اسلام کے عقائد سے برخلاف ہیں کیوں کہ مخالف عقائد فلاسفہ یونان کے ہیں دیکھو میبذی جس قدر اصولِ اسلام کے خلاف قواعد فلاسفہ کے تھے ایک کو بھی بلا جرح نہیں چھوڑا، کیف لا و ھو قاضی الاسلام۔

اور امام فخر الدین رازی نے "مباحث شرقیہ" میں اس قانونِ فلاسفہ پر اعتراض کیا ہے کہ نفس ناطقہ ایک آن میں دو امر کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ و قال:

لم یاتوا علیہ بسلطان عظیم۔

اور کہا کہ بعد تفرقِ ابدان تمام علوم نفس ناطقہ کو بالفعل حاصل ہو جاتے ہیں۔ (۲)

۱- لطائف المنن، الباب الثانی عشر فی جملة اخری من الاخلاق المحمدیة، ص ۴۸۸۔ بتصرف

۱- حاشیة الحاشیہ الزاھدیہ المتعلقہ بالرسالة القطبیة معروف بہ غلام یحیٰی بہاری (لواء الھدٰی فی اللیل و الدجی)، ص ۱۳۱

اور مولوی عبدالحی جس پر آپ کو بہت ناز ہے ''شرح غلام یحییٰ رسالہ قطبیہ'' (۱) میں اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

اور فلاسفہ اسلام کے اس قانون کی ائمہ حدیث بھی تصدیق کرتے ہیں۔

مناوی شرح جامع الصغیر للسیوطی (۲)، اور علی قاری شرح مشکوٰۃ ج ۲، ص ۷۶.

''قال القاضی: النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة، عرجت، و اتصلت بالملأ الاعلیٰ، و لم یبق لها حجاب، فتری الکل کالمشاهد بنفسها، او باخبار الملك لها، و فیه سر یطلع علیه من تیسر له۔'' (۳)

اب میرا پیشوا علامہ شعرانی ''لطائف المنن'' میں ایک جگہ میں دو تیر دشمنانِ رسول کی چھاتی میں لگاتا ہے اور فلاسفہ اسلام کے قوت قدسیہ کے مسئلہ کی پوری طرح تشریح کرتا ہے۔

دیکھو ص ۳۹، ج ۱، س ۹.

''اذا صفا القلب فاذا قوبلت بالوجود العلوی و السلفی انطبع جمیعه فیها، فلا ینسی شیئا بعد ذلك۔'' (۴)

اور ص ۱۰۷، ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ

''میں اصحاب نوبت کی حفاظت کرتا ہوں تمام اقطارِ ارض میں اور تمام علویات و سفلیات کو علی التفصیل دیکھتا ہوں اور تین درجوں میں تمام اطرافِ زمین پر پھر جاتا ہوں۔''

۱- مصباح الدجی فی لواء الهدیٰ (حاشیة علی غلام یحیی)، ص ۳۴۵

۲- فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الصاد، ج ۴، ص ۲۶۳، رقم الحدیث: ۵۰۱۶

۳- مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب صلوة علی النبی ﷺ و فضلها، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۳۴۲

۴- لطائف المنن، الباب الاول، فی امور یجب عند ائمة الطریق فعلها قبل الطریق القوم، ص ٦٧. بتصرف

"بلکہ اگر بہت دل صاف ہو جائے تو لوگوں کے احوالِ ما مضی اور ما هو آت کی خبر دیتا ہے اور ایک لحظہ میں تمام اقطارِ زمین پر پھر جاتا ہے۔" (۱) ص ۱۰۸

فافهم والله ولی هداك۔

اب میں یہ رسالہ چند وریقات پر ختم کرتا ہوں، اور ایک ولی کامل کی کلام سے تبرک حاصل کرتا ہوں، اور آخری لاعلاج برچھی منافقہ وہابیہ کے دل پر مارتا ہوں، تاکہ زخم کی طرح کبھی مندمل نہ ہو۔

قال حافظ الحديث فی کتاب الابريز الشريف عن غوث الثقلين:

"فقال الشيخ رضی الله تعالی عنه: تلك الحكاية يفعلها اضعف ما فی الاولياء، و لقد رايت وليا بلغ مقاما عظيما، و هو انه يشاهد المخلوقات الناطقة و الصامتة و الوحوش والحشرات و السمٰوات و نجومها و الارضين و ما فيها و كرة العالم باسرها تستمد منه، و يسمع اصواتها وكلامها فی لحظة واحدة، و يمد كل واحد بما يحتاجه و يعطيه مايصلحه من غير ان يشغله هذا عن هذا، بل اعلی العالم و اسفله بمنزلة من هو فی حيز واحد عنده، ثم يرحم هذالولی فينظر فيری مدده من غيره، و هو النبی ﷺ و يری مدد النبی ﷺ من الحق سبحانه، فيری الكل منه تعالٰی۔" اهـ (۲)

ذرا اس عبارت کا معنی سوچ لے اگر تم کو نہ آئے تو دوسرے سے پوچھ لے۔

۱- لطائف المنن، الباب الرابع فی ذكر جملة اخری من الاخلاق، ص ۱۸۰

۲- الابريز من كلام العارف بالله عبد العزيز الدباغ، الباب السادس فی ذكر شيخ التربية، ص ۴۷۷

”قال الغوث: و سمعت هذا الولی یقول: اذا نظرت الی کون المدد من غیری اجد نفسی کالضفدع و الخلق کلھم اقوی منی و اقدر، قلت: و ھذه صفة شیخنا رضی اللّٰه عنه غوث الزما ن و الاقطاب السبعة تحته۔“

”و قال لی رضی اللّٰه عنه مرة: انی اری السمٰوات السبع و الارضین السبع، و العرش داخلة فی وسط ذاتی، و کذا ما فوق العرش من السبعین حجابا، وفی کل حجاب سبعون الف عالم، و بین کل حجاب و حجاب سبعون الف عام، و کل ذلك معمور بالملائکة الکرام، وکذا ما فوق الحجب السبعین من عالم الرقابتشدید الراء و تشدید القاف بعدھا، فکل ھؤلاء المخلوقات لا یقع فی فکر ھم شیء فضلا عنِ جوارحھم الا باذن رجل رحمه اللّٰه تعالی۔ انتھی کلامه المقدس (۱)

رزقنا اللّٰه رضائھم و جعلنا من زمرتھم و حزبھم۔ آمین، آمین، و لا تجعلنا من الوھابین المردودین المطرودین یا رب العالمین۔

قلت تبرکا بقول السید الساجدین امام زین العابدین رضی اللّٰه تعالیٰ عنه و اختم به قال:

انی لاکتم من علمی جواھره
کی لا یری الحق ذو جھل فیفتشا
و قد تقدم فی ھذا ابو حسن
الی الحسین و وصی قبله حسنا

۱۔ الابریز من کلام العارف بالله عبد العزیز الدباغ، الباب السادس فی ذکر شیخ التربیة، ص ۴۷۷

تکمیل

اِستدلالات مدعیانِ جہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوابات اُن کے

انتحل الوهابی بقوله تعالٰی:

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (۱)

(پارہ ۷، سورۃ انعام، ربع ثالث)

وہابی کا ترجمہ اپنے ہاتھ سے تحریر شدہ:

"یعنی اے محبوب! میرا تم پر فرض ہے کہ کہو لوگوں کو کہ مَیں غیب نہیں جانتا۔"

اھ ک بعینہٖ

جواب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

اس کلام وہابی والا سے صاف ظاہر ہے کہ عطف وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ اوپر لَا اَقُوْلُ لَكُمْ کے ہے، اور یہ جملہ مقولہ قُلْ کا ہے، اور امر فی الواقع اس طرح نہیں، بل کہ عطف جملہ مذکورہ کا عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ کے ہے، اور منصوب المحل ہے، اور لا زائد تاکید یہ ہے، اور مقولہ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ ہے، نہ مقولہ قُلْ کا ہے۔

دیکھو میری تصدیق صراحۃً تفسیر مدارک حنفی (۲) ص ۱۰، ج ۲، ....

۱- الانعام: ۵۰

۲- مدارك التنزيل و حقائق التاويل، تحت الآية: قل لا اقول لكم عندی خزائن الله، ج ۱، ص ۵۰۵

ابوسعود حنفی (۱) ص ۱۸۰، س ۴ آخر سے، بیضاوی (۲)، وعصام (۳) ص ۲۵۵، ج ۱، و جمل (۴) ج ۲ ص ۳۲، و امام نظام نیشاپوری شہید (۵) ص ۱۲۶، ج ۷، س ۱، و کشاف (۶) ص ۴۵۳، س ۲۔

پس معنی یہ ہوگا کہ میں نہیں دعویٰ کرتا علم غیب کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ موجب قول سواد بن قارب انك مامون علی کل غیب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو بہ رو پڑھا گیا ہے امانت دار علم غیب کے ہوئے، اور امین کو یہ جائز نہیں کہ بغیر اجازت مالک امانت کے کہے کہ میرے پاس فلاں فلاں چیز امانت ہے ورنہ خائن مقرر کیا جائے گا علی ما تقرر فی الاصول۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدون اجازت مولا کریم کے خود ہرگز غیب کسی کو نہیں بتاتے تھے، ہاں اجازتِ مالک سے کوئی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۷) بنا اور کوئی نجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۸) بنا، پس بین لا ادعی علم الغیب و بین لا اعلم الغیب بون بعید و فرق عظیم الا عند الجاهل المعاند۔ پس مدعا وہابی جو نفی علم غیب تھا ثابت نہیں ہوا فلا یتم التقریب فانهدم اسطوانة المناظرة۔

۱- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: قل لا اقول لکم عندی خزائن الله، ج ۲، ص ۳۸۶

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۴۱۰

۳- حاشیة العلامة عصام الدین علی تفسیر البیضاوی

۴- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۳۵۴

۵- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۸۱

۶- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۲۶

۷- مثل حذیفة رضی الله تعالی عنه۔ ۱۲ منہ

۸- مثل علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه۔ ۱۲ منہ

جواب دوم:

علی تقدير التسليم کہ عطف اوپرلَا اَقُوْلُ لَکُمْ کے ہے، اور جملہ مقولہ قُلْ کا ہے، پس مراد نفی علم غیب بالذات کی ہوگی، جوصفت پاک پروردگار کی ہے، اور یہی معنی ہے بعض مفسرین کے قول کا کہ لا ادعی الالوهية کیوں کہ دعویٰ علم غیب مستفاد میں ہرگز الوہیت کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اگرچہ کلیہ دائمہ کا دعویٰ بھی کیا جائے، کما لا یخفی علی البصیر دون الاعمی۔

دیکھو قاضی بیضاوی (۱) ج۱، ص۱۲۰، اور ابوسعود (۲) ص۱۸۰، ۱۸۱، اور امام نظام (۳) ج۷، ص۱۲۶، س۲.

و قال فی ص ۱۲۸، ج ۷:

"و ههنا قال: قل لا اقول لكم عندی خزائن الله، و لم يقل: ليس عندی خزائن الله ليعلم ان خزائن الله، و هی العلم بحقائق الاشياء و ماهياتها باراتهم، ﴿سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ﴾ و باستجابة دعائه فی قوله عليه السلام: ((ارنا الاشياء كما هی)) و لكنه يكلم الناس علىٰ قدر عقولهم، و لا اعلم الغيب ای لا اقول لكم هذا مع انه يخبره عما مضى و عما سيكون باعلام الحق، و قد قال ﷺ فی قصة ليلة المعراج ((قطرت فیّ قطرة علمت ما

۱- انوار التنزيل و اسرار التاويل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآية المذكورة، ج ۲، ص ۴۱۰

۲- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج ۲، ص ۳۸۶

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية المذكورة، ج ۳، ص ۸۱

کان و ما سیکون۔)) اھ ک (۱)

اور امام رازی تفسیر کبیر ص ۴۸، ج ۴، س ۱۰ ر میں فرماتے ہیں:

"انه لا یستقل فی هذه الدعاوی الثلاث۔" (۲)

اور دیکھو معتبر کتاب فقہ "جامع الفصولین" ج ۲ ص ۲۲۰ کو و قد بسط حق البسط اور اس آیت سے علم بالذات کی نفی کی ہے۔ (۳)

جواب سوم:

حسن غایۃ الحسن چوں کہ نبوت اطلاع علی الغیب کا عین ہے یا لازم ہے، کیوں کہ نبی مخبر ہوتا ہے، رضاء اللہ اور عدم رضاءہ کا اور رضاء اللہ فی الامور و عدم رضاءہ فی الامور الآخر اعلیٰ درجہ کا غیب ہے، پس نبی کا معنیٰ مطلع علی الغیب ہوگا۔ دیکھو "مواھب اللدنیہ" ج ۲، ص ۱۹۲، س ۷ آخر سے، فی تحقیق اسماء ہ علیہ الصلاۃ و السلام:

"النبوة التی هی الاطلاع علی الغیب۔" (۴)

اور حدیث صریح بھی اس کی تائید کررہی ہے۔ دیکھو ابن صیاد نے جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبہ رو اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ملعون کے امتحان لینے کے واسطے فرمایا:

((انی قد خبأت لك خبیئًا و خبأ له یوم تاتی السماء بدخان مبین فقال ابن صیاد: و هو الدخ، فقال رسول اللّٰه

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۸۳. بتصرف

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۶، ص ۲۳۱. بتصرف

۳- جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون، فی مسائل الکلمات الکفریة، ج ۲ص ۲۲۰

۱- المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، الفصل الاول فی ذکر اسماء ہ الشریفة المنبئة عن کمال صفاته المنیفة، ج ۱، ص ۳۸۴

صلی اللہ علیہ وسلم: اخسا فلن تعدو قدرك۔)) (۱)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر غیب سے اس کا امتحان لیا اور عاجز کیا کہ جب تم نے خبر غیب کی پوری نہ دی بلکہ جوگیوں کی طرح ناقص اشارہ کیا تو تو نبی نہیں، پس اس حدیث سے اشارۃً ومحدث کی کلام سے صراحۃً معلوم ہوا کہ غیب دانی یا تو عین نبوت کا ہے یا لازم نبوت سے ہے، پس قرآن اور حدیث میں غیب کے منفی کے ساتھ جزئی اور کلی کی قید کوئی نہیں ہے بلکہ مطلق ہے چناں چہ اس آیت میں پس نفی غیب مطلق اور انکار اس کا مرادف نفی النبوۃ اور انکار اس کے ہوگا، پس منکر علم غیب نبی مطلقاً چناں چہ منتحل اس آیت کا حال ہے' منکر نبی ہے قطعاً اور اگر غیب کے ساتھ کوئی قید کلی وجزئی کی لگائی جائے تو آیت مؤوّلہ ہو جائے گی، پس کفر کہاں ثابت ہوگا جو مدعا محبّ کفر اور شرک کا تھا۔ فلا یتم التقریب۔

جواب چہارم:

المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال۔ چناں چہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے۔ دیکھو ہدایہ ص ۳۵۷، ج ۲، اور ص ۴۴۹، ج ۲. (۲)

وہی تحقیق فحول نحو کی ہے۔ دیکھو شیخ رضی (۳) و حقق هذا المذهب كما هو دابه فی مبحث تعریف الاسم و تعریف المضارع، اور وہی تحقیق مولوی جامی (۴) کی ہے۔ فافهم۔ ڈیکھو بحث الاسم کو!

۱- جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد، ج ۲، ص ۵۰، و اللفظ له، صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم صبی فمات هل یصلی علیه و هل یعرض علی الصبی الاسلام، ج ۱، ص ۱۸۰، صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر ابن صیاد، ج ۲، ص ۳۹۷، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی خبر ابن صائد، ج ۲، ص ۲۴۷

۲- الهدایة، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، فصل فی الاختیار، ج ۲، ص ۳۵۷

۳- شرح الکافیة، تعریف الاسم و المضارع، ج ۲، ص ۲۲۶

۴- الفوائد الضیائیة معروف بہ شرح جامی، تحت بحث تعریف الاسم، ص ۳۰

پس نفی مستقبل کی نہ ہوگی، و الا لزم اجتماع الحقیقة و المجاز علی هذا المذهب و عموم المشترك عند الجمهور اورلازم ہردوشق سے باطل ہے۔

جواب پنجم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (۱)

(سل الحسام الهندی لنصرة الخالد النقش بندی للشامی، ص ۳۱۳، ج۲)

جواب ششم:

علم غیب واجب منفی ہے نہ ممکن۔ (رسالہ شامی ص ۳۱۳، ج۲)

و قال فی هذه الصفحة:

”و من البداهة انه لا یودی الی مشارکتهم له فی ما تفرِد به من العلم الذی تمدح به، و اتصف به فی الازل ولا یزال۔“ اھ ک (۲)

اس عبارت سے محبّ الشرک نصیحت پکڑے۔

جواب ہفتم:

علم غیب منفی میں جو اس آیت میں واقع ہے جزئی کلی، بالذات مستفاد، حال استقبال اور بهذا عطف عندی خزائن الله پر، یالا اقول لکم پر احتمالات ہیں، پس تعیین ایک معنی کی تاویل آیت مجمل یا مشترک کی ہوگی، پس کفر کس طرح ثابت ہوگا جو محبانِ شرک و کفر کا مدعا ہے اور وہابی مستدل بهذه الآية کا محبوب ہے۔ فلا یتم التقریب۔

۱- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الهندی لنصرة مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

۲- ایضًا

انتحل الوھابی بقوله تعالٰی:

﴿وَ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ﴾ (۱) (پارہ ۷، سورۂ انعام)

جواب اول:

نفی علم کی ہے نہ اعلام کی، و فیه الکلام، چناں چہ شامی نے کہا ہے فارقا بین علم اللّٰہ و بین علم اولیائه:

"ما علموا و انما علموا۔" (۲) (ص۳۱۳، ج۲)

جواب دوم:

حصر علم بالذات کا ہے نہ مستفاد کا، و قد مر۔

ھھنا عقدۃ لا تنحل باناملِ الانکار الوھابیة۔ فھو ھذا:

اس آیت میں حصر علم بالذات کا کیا جائے تو وہابی کا خانہ خوار ہوگا اور تقریب تام نہ ہو گی کیوں کہ کلام علم الرسول میں ہے اور اگر حصر علم غیب مستفاد کا کیا جائے تو معنی آیت میں کفر اتفاقاً بین الوہابیہ والحنفیہ لازم آئے گا۔

جواب سوم:

المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال، و قد مر۔

جواب چہارم:

یہ آیت حضرت وہابی صاحب کے نزدیک مُفَسَّر ہے اور آیت سورۃ الجن مُفَسِّر ہے، اگر چہ یہ جھوٹ صریح ہے علی ما ھو التحقیق۔ پس علی تقدیر التسلیم آیت

۱- الانعام:۵۹

۲- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الھندی لنصرۃ مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

پہلے نزول سورۃ الجن مجمل ہوگی، اور آیت مجملہ کے ساتھ استدلال قطعاً باطل ہے پہلے تفسیر کے علی ما تقرر فی المقرہ اور بعد تفسیر آیت سورۃ الجن کے استثنا متصل، متصل ہو جائے گی، پس مدعا ہمارا ثابت ہوگا نہ وہابی کا، اور یہی مراد ہے مفسر بھاری صدی ششم کا:

"ای لا یعلمها الا هو، و من یطلعه علیها من صفی و خلیل و حبیب و ولی۔" (۱) (عرائس البیان، ص۲۱۴، ج۱)

جواب پنجم:

و یمکن ان یکون الحصر اضافیا بالنسبة الی العوام و اهل النجوم۔

جواب ششم:

جواب حسن الغایة الحسن۔

"مفاتح الغیب ذاته و صفاته، و لا یمکن ان تکون هذه المفاتیح عند شیء من الممکنات، لان المحاط لا یحیط بمحیطه، و لا تدرکه الابصار و هو یدرك الابصار۔" (۲)

(امام نظام، ص۱۳۶، ج۷)

و قریب من هذا التحقیق تحقیق المحقق المحدث الصوفی احمد المالکی۔ (۳)

و ما قال من کفر قائل المساوات فراجع الی الکاف و الاحاطة، فاندفع ما اعترض علیَّ الاخ السرسی۔

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۳۶۹

۲- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۹۰،۸۹

۳- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۱۱۹

جواب ہفتم:

علم مفاتیح الغیب میں احتمالات ہیں، پس آیت مؤوّلہ ہوگی۔ فلا یتم التقریب، و قد مر۔

جواب ہشتم:

نفی علم غیب قدیم کی ہوگی نہ حادث۔ و قد مر۔

جواب نہم:

نفی علم واجب کی ہوگی نہ ممکن کی۔ و قد مر۔

انتحل الوهابی بقوله تعالی:

﴿یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّی﴾ الآیة (۱)

اس آیت سے وہابی یہ مدعا ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت وقوع قیامت کا معلوم نہ تھا، لیکن کوئی لفظ اس آیت میں ایسا موجود نہیں ہے جو خاص ذات مفخر موجودات کے نفی علم وقوع قیامت کی کرے۔ شاید لفظ انما جو مفید حصر جزءِ اول کا جزءِ ثانی پر ہوتا ہے علی ما صرح بہ الجامی فی بحث الفاعل۔ (۲)

جواب اول:

انما حصر کے واسطے اتفاقاً نہیں۔ دیکھو علامہ محقق مطول و مختصر المعانی میں فرماتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافیہ ہے، حیث قال فیہ:

ص ۹۹، س ۷۔

"و لما اختلفوا فی افادۃ انما الحصر۔" (۳)

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اور قرآن شریف میں بھی کثرت سے انما غیر حصر کے واسطے آرہا ہے۔ دیکھو!

﴿اِنَّمَا اَنْتَ نَذِیْرٌ﴾ (۴) (پارہ:۱۲)

و قولہ تعالی:

۱- الاعراف:۱۸۷

۲- الفوائد الضیائیۃ شرح الکافیۃ معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث تاخیر الفاعل، ص ۷۰

۳- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، بحث الحصر، ص ۱۹۲

۴- ھود:۱۲

﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۱) (پارہ۱۳)
وَ ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔﴾ (۲) (پارہ۱۷)
و غير ذلك من الآيات۔

اگراس جگہ حصرلیا گیاتو نفی بشیر، طٰہٰ، یٰسٓ، قائدغر المحجلین، شافع روزمحشروغیرہا من الصفات لازم آئے گی، کما هو مدلول الحصر و اللازم باطل فالملزوم مثله۔

قال الامام الرازی فی ج ۲، پارہ۲، ص ۸۰، س ۳ من الآخر:
''ظاهر الآية يقتضى ان لا يحرم سوى هذه الاشياء الاربعة، و من قال ان كلمة انما لا تفيد الحصر فالاشكال زائل۔'' (۳)

جواب دوم:

الحصر حصران: حقيقى و اضافى، كما تقرر فى مقره۔

پس اگر وہابی اور اطفال ان کے ہر جگہ حصر حقیقی لیں تو نحو آیات ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ الآية(۴) میں حلت ما سوی الاشیاء الاربعة مثل سگ وشغال وگرگ وموش وغیران کے نزدیک لازم آئے گی۔و اللازم باطل فالملزوم مثله۔ یہ دلیل قطعی ہے،شاید ان کے نزدیک بطلانِ لازم میں شک ہوگا، پس چوہے وکتے وگیدڑ وہابی صاحب کے نزدیک حلال ہوں گے۔پس جیسا اس آیت میں انما حصر اضافی کے واسطے ہے ایسا آیت ساعت

۱- الرعد:۷
۲- الحج:۵۹
۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية: انما حرم عليكم الميتة و الدم و لحم الخنزير، ج ۳، ص ۲۲
۴- البقرة:۱۷۳

میں بھی انما حصر اضافی کے واسطے ہوگا ای بنسبة ما سوی الخواص کما سیاتی تفریعه من الامام القسطلانی۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہابی کو کوئی عداوت تو نہیں کہ اس جگہ حصر حقیقی لیتے ہیں اور دوسری جگہ حصر اضافی لیتے ہیں۔ فافهم و اغتنم۔

جواب سوم:

مراد حصر علم بالذات کا ہوگا۔ و قد مر۔

جواب چہارم:

یہ آیت مقیدہ یا مفسرہ یا منسوخہ ہے۔ بقوله تعالٰی:

﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۱)

و الیه اشار شیخ احمد المحقق المحدث الملقب بحافظ الحدیث وغیره مثل خازن (۲)، و جمل (۳)، حیث قال:

”انها من الامر المکتوم الذی استاثر اللّٰه بعلمه فلم یطلع علیه احد الا من ارتضاه من الرسل و الذی یجب الایمان به ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه اللّٰه بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا و الآخرة فهو یعلمها کما هی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیها کما انظر الٰی کفی هذه و ورد انه اطلع علی

۱- الجن:۲۷

۲- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة: ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، ج ۲ ص ۱۶۷

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۳ ص ۱۵۳

الجنة و ما فيها و النار و ما فيها و غير ذلك مما تواترت الاخبار و لکن امر بکتمان البعض۔" (۱)

اوراسی طرف اشارہ کیا ہے امام قسطلانی محدث "ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" میں ص ۱۷۸، ج ۷.

"(و لا يعلم متى تقوم الساعة) احد (الا الله) الا من ارتضى من رسول فانه يطلعه على ما يشاء من غيبه و الولی تابع له یاخذ عنه۔" (۲)

کتاب صحیح بخاری مطبوعہ احمدی ج ۲، ص ۶۸۱، س ۱۵، تفسیر سورۃ الرعد فقرہ مذکورہ پر امام قسطلانی کا فرمود لکھا ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم ولی ماخوذ ہے نبی سے، اور علم نبی ماخوذ ہے اللہ جل جلالہ سے بواسطة الملك او بدونها، پس منتہی علم قیامت علم باری ہوا، و هذا معنى قوله تعالىٰ: ﴿اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا﴾ (۳) ای منتها علمها بحذف المضاف، كما قال البيضاوی (۴) و الكشاف (۵)، فعلم ان علم الغير بالساعة مبتدا و منتهى علمها الله جل جلاله، لانه بالذات۔

۱- حاشية العلامة الصاوی على تفسير الجلالين، تحت الآية: يسئلونك عن الساعة ايان مرسٰها، ج ۲ ص ۱۱۱

۲- ارشاد الساری شرح صحيح البخاری، كتاب تفسير القرآن، تفسير الرعد، باب قوله: الله يعلم ما تحمل كل انثى و ما تغيض الارحام، ج ۸، ص ۲۵۶

۳- النازعات: ۴۴

۴- انوار التنزيل و اسرار التاويل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآية: الٰى ربك منتهاها، ج ۵، ص ۴۵۰

۵- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الاقاويل فى وجوه التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۶۹۹

جواب پنجم:

- تحقیق ظاہر الفاظ قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کو علم قیامت کا پورا پورا تھا، سوال جو بار بار کرتے تھے، کما ھو المفھوم من قوله تعالی: ﴿كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا﴾ (۱) محض اجازتِ تبیین اور ذکر لوگوں کے واسطے تھا جس وقت رسول اللہ ﷺ کو آخری آیت آیاتِ ساعت میں سے صاف ذکر سے منع صریح الفاظ میں کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے کبھی سوال نہ کیا، یدل علیه قوله تعالٰی:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ الآية. (۲) پارہ ۳۰ سورۃ النازعات

قال القاضی ص ۴۱۳، ج ۲

"ای ما انت من ذکرها لهم، و تبیین وقتها فی شیء فان ذکرها لا یزیدهم الا غیًّا، هذا صریح فی ما قلناه، ووقتها من حیث الذکر لهم مما استاثر الله بعلمه۔" (۳)

۱- الاعراف:۱۸۷

۲- النازعات:۴۲تا۴۴

۳- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الی ربك منتهاها، ج ۵، ص ۴۵۰. بتصرف

انتحل الوهابی بقوله تعالیٰ:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (۱)

اجاب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

رفع ایجاب کلی ہے، کما هو الظاهر من عموم من، کما تقرر فی الاصول و النحو۔ پس بہ معنی لیس کل ہوگا، و هو مسلم عندنا۔

جواب دوم:

علم غیب بالذات منفی ہے نہ مستفاد۔

دیکھو جامع الفصولین (۲) ج ۲، ص ۲۲۰، و شامی فی سل الحسام الهندی لنصرة الخالد النقش بندی (۳) ج ۲، ص ۳۱۳. و قد مر۔

جواب سوم:

علم واجب منفی ہے نہ ممکن۔ (شامی، ج ۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

جواب چہارم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (کتاب شامی مذکور، ج ۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

۱- النمل: ۶۵

۲- جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون فی مسائل الکلمات الکفریة، ج ۲، ص ۲۲۰

۳- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الهندی لنصرة مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

جواب چہارم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (کتاب شامی مذکور، ج ۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

جواب پنجم:

مضارع حالی منفی ہے نہ استقبالی۔ و قد مر۔

جواب ششم:

غیب کلی جزئی، علم غیب بالذات و علم غیب مستفاد، مضارع حالی و استقبالی احتمالات ہیں، پس تعیین ایک معنی ضرور آیت مجملہ یا مشترکہ کی تاویل ہوگی، کما تقرر فی الاصول اور آیت مؤولہ سے کفر کہاں ثابت ہو سکتا ہے جو مدعا وہابی کا تھا۔ فلا یتم التقریب۔

اس جگہ ایک اور قوی اشکال ہے جو جمہور مفسرین نے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر استثنا متصل لیا جائے تو خدا کا مکان فی السمٰوات و الارض ثابت ہوگا اور وہ قطعاً باطل ہے اور اگر منقطع لیا جائے تو نصب مستثنٰی واجب ہوگا عند الحجاز یہ اور رفع جو اس آیت میں ہے، غیر جائز ہوگا، مگر عند بعض بنی تمیم، کما تقرر فی مقرہ۔ پس آیت ضرور مؤوّلہ ہوگی۔ و لهذا قال الامام الرازی:

"و الآية متروكة الظاهر۔" (۱)

دیکھو ص ۴۱۷، ج ۲، س ۱۷۔

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ: قل لا یعلم من فی السمٰوات و الارض الغیب الا اللّٰہ، ج ۱۲، ص ۲۱۱

دو آیت جو نہایت مشکل میرے پر تھیں اگر چہ رسالہ وہابیہ میں نہیں تھیں، لیکن مَیں نے ان کے جواب مختصراً تحریر کروائے ہیں، کیوں کہ وہابی لوگ اپنے اطفال کو یہ دو آیت خوب یاد کرواتے ہیں اوران کے ساتھ بڑا فخر کرتے تھے۔

انتحل الوهابی بقوله تعالی:

﴿وَ مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْبَغِی لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ الآية (۱) (سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳)

اجاب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

سورۂ یٰسٓ مکیہ ہے، اور اہل الحق کے دلائل مدنیہ ہیں۔

جواب دوم:

صیغہ ماضویہ ہے نہ مضارعیہ۔

جواب سوم:

مراد شعر منفی سے تالیف ہے یعنی شعر مصدر ہے اور تالیف امر آخر ہے، اور علم شعر امر آخر ہے اور قدرت میں بحث نہیں، علم میں بحث ہے اور تالیف قدرت کے فروع سے ہے اور یہی مراد ہے کشاف اور مدارک (۲) کی:

"و لا یلیق له قرض الشعر۔" (۳)

۱- یٰسٓ: ۶۹

۲- مدارك التنزيل و حقائق التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۳، ص ۱۱۰. بتصرف

۳- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الاقاويل فی وجوه التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۲۶. بتصرف

دیکھوص ۴۷۴،ج ۲، ومدارک، ج ۴،ص ۱۰۱۔

جواب چہارم:

جواب حسن شان نزول اس آیت کا مطابق جمہور مفسرین مثل جلالین وغیرہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ

"یہ قرآن شعر ہے، اس آیت نے اس کورد کیا ہے کہ یہ قرآن شعر نہیں ہے۔" (۱)

پس معنی یہ ہوگا:

"ای و ما علمناه بتعليم القرآن علٰی معنی: ان القرآن ليس بشعر و ما هو من الشعر فی شیء و این هو عن الشعر۔" (۲)

دیکھو کشاف ص ۴۷۴، ج ۲.

اور سیاق قرآن کا اس کو مؤید ہے۔ دیکھو ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ﴾، پس ضمیر راجع ہوگا طرف معلم کے۔

اور محقق صاوی فرماتے ہیں:

"و حينئذ يصير المعنی ليس القرآن بشعر و قال هذا تنزيه من اللّٰه تعالٰی لنبيه ﷺ من اتهامهم۔" (۳) (ص۲۵۳)

۱- تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ص ۳۷۲

۲- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الاقاويل فی وجوه التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۲۶. بتصرف

۳- حاشية العلامة الصاوی علی تفسير الجلالين، تحت الآية: وما علمناه الشعر، ج ۳، ص ۳۳۰. بتصرف

انتحل الوهابی بقوله تعالیٰ:

﴿وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (۱) (پارہ اول، ربع ۳)

تقریر اعتراض:

علم سحر خبیث شے ہے اور عیب ہے، اور رسولِ مقبول ﷺ کا اتصاف خبیث شے اور عیوب سے ہونا محال ہے، دوسری وجہ عدم اتصاف کی یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ علم سحر سے متصف ہوں تو رسول مقبول ﷺ پر ساحر صادق ہوگا اور یہ مقولہ کفار کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ساحر ہیں، کیف و قد قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ (۲)

اجاب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

جواب بہ طور نقض اجمالی کہ پاک پروردگار عالم سحر ہے یا نہ، اگر پاک پروردگار عالم سحر ہے، تو معلوم ہوا کہ علم سحر عیب نہیں، ورنہ ذاتِ مقدس ضرور متصف نہ ہوتی، پس جو علم خدا کی اتصاف کے واسطے عیب نہیں تو رسول اللہ ﷺ کے واسطے کس طرح عیب ہوا، اگر جواب نفی میں ہے یعنی خدا متصف علم سحر کے ساتھ نہیں تو خدا کے واسطے جہل ثابت ہوا۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون، فانصف فان الانصاف خیر الاوصاف۔

جواب دوسری وجہ کا یہ ہے کہ آپ ''کافیہ'' اور ''ہدایۃ النحو'' (۳) کو اے وہابی

۱- البقرۃ:۱۰۲

۲- طہٰ:۶۹

۳- هداية النحو، الخاتمة فی سائر احكام الاسم و لواحقه غير الاعراب و البناء، فصل اسم الفاعل، ص ۷۹

صاحب! پڑھو، کیوں کہ ”کافیہ“ میں ہے کہ

”اسم الفاعل ما اشتق من فعل لمن قام به الفعل بمعنى الحدوث۔“ (۱)

پس ساحر اس کو کہا جائے گا جس کے ساتھ سحر قائم ہوگا، پس تمہارا کہنا کہ اگر رسول مقبول ﷺ علم سحر سے متصف ہوں تو رسول اللہ ﷺ پر ساحر صادق آئے گا باطل ہے اور جہالت کبریٰ ہے، بل کہ عالم بالسحر ثابت آئے گا اور یہ غیر محال ہے، الغرض جو لازم آتا ہے وہ غیر محال ہے اور جو محال ہے وہ غیر لازم ہے۔ فاحفظه فانه ينفعك فى كثير من المواضع و اخبر به لمن ورائك۔

جواب دوم:

علم سحر فی نفسہ مذموم نہیں۔ دیکھو شاہ عبد العزیز دہلوی اپنی تفسیر ”فتح العزیز“ میں فرماتے ہیں:

پارہ اول ص ۴۸۰، ۴۸۱

”در مؤید ایں کلام ذکر می کند آں علم اگر چہ فی نفسہ ضرری ندارد ولیکن ایں کس بہ سبب قصور استعداد خود دقائق آں علم رانمی تواند دریافت و چوں بہ دقائق آں نرسید در جہل مرکب گرفتار شد۔“ (۲)

جواب سوم:

تفسیر امام رازی، مسئلہ خامسہ، ص ۴۲۵، ۴۲۶، ج ۱۔

”فى ان العلم بالسحر غير قبيح و لا محظور اتفق المحققون على ذلك لان العلم لذاته شريف، و ايضا لعموم قوله تعالىٰ: ﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ

۱- الكافية، الاسماء و لواحقها، ص ۸۷

۲- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکور، ج ۱، ص ۴۸۱

لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ و لان السحر لو لم يكن يعلم لما امكن الفرق بينه و بين المعجز و العلم بكون المعجز معجزا واجب و ما يتوقف الواجب عليه فهو واجب، فهذا يقتضی ان یکون تحصيل العلم بالسحر واجبا وما یکون واجبا كيف يكون حراما و قبيحا۔ ''اھ من عينه (۱)

قال عبده الضعيف غلام محمود:

و لله در الامام كيف اتقن امر السحر بالعقل و النقل، بل قد يكون علم السحر هاديا و مرشدا الى صراط المستقيم و سببا للايمان بالله العليم اما قرع سمعك كيف ميز سحرة فرعون بين السحر و المعجز، فامنوا دون غيرهم من جنود فرعون وابليس فالدليل الثالث للامام ينبغی ان يكتب بماء الذهب۔

جواب چہارم:

شامی ج ۱، ص ۳۳ میں فرماتے ہیں:

''تعلمه فرض لرد سحر اهل الحرب و حرام ليفرق به بين المراة و زوجها و جائز ليوفق بينهما۔ ''اھ ذخيرة (۲)

جواب پنجم:

بل کہ علم سحر جانے اور پھر عمل اس کے سے روکیں نہایت عجیب بات ہے، بل کہ مستحق ثواب ہوگا۔ یہی حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی استاذِ فریقین:

ص ۴۷۴، ج ۱

۱- مفاتيح الغيب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية المذكورة، ج ۲، ص ۲۱۴

۲- رد المحتار على الدر المختار، مقدمة الكتاب، مطلب السحر انواع، ج ۱، ص ۱۱۳

''نیز چوں شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت گناہ از گناہ باز ماند۔'' اھ ک (۱)

ہاں اندھا مادر زاد جو غیر محرم کو نہ دیکھے کیا کمال ہے۔

و دیگر در ج ۱ ص ۴۷۳، س ۲۰

''مؤید جواز آوردہ بل کہ گفتہ انبیاء علیہم السلام از علم سحر دیدہ دانستہ سکوت ورزند۔'' اھ ک من عینہ (۲)

جزاک اللہ حضرت شاہ صاحب! تم نے وہابیوں کے ناک کاٹ کر ہاتھ میں دے دیے ہیں۔

و ما نقل الرازی (۳) عن الشافعی و ابی حنیفة رحمهم الله تعالی انه یقتل و یستتاب فی ج ۱ ص ۴۲۶ الی آخره اوله بمن قتل بسحره مسلما۔

قال المدارک ص ۵۱، ج ۱

''من تعلم السحر لیتوقا به کان مؤمنا و قال الشیخ ابو منصور الماتریدی: من قال ان السحر علی الاطلاق کفر خطا و اورد کلاما مفیدا۔'' (۴)

فانظر

جلالین کے قول فمن تعلمه کفر (۵) کی تاویل یہ ہے:

۱- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکورہ، ج ۱، ص ۴۷۴

۲- ایضاً، ص ۴۷۳. بہ تصرف

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۲۱۵. بتصرف

۴- مدارك التنزیل و حقائق التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۱۱۶. بتصرف

۵- تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ص ۱۵. بتصرف

"ای ان اعتقد صحته و تاثیره بنفسه۔" (۱)
دیکھو صاوی ج ۱، ص ۴۲

و حقق الجواب.
مفید کلام ابوسعود (۲) ج ۱، ص ۳۲۹، کلام مفید جمل (۳) ج ۱، ص ۸۶، ۸۸.

باقی مدعیانِ جہل انبیاے عظام و اولیاے کرام کے الحمد سے والناس تک ہر ایک استدلال کے جوابات اور مدعیانِ وسعت علم انبیاے عظام و اولیاے کرام کے براہین الحمد سے والناس تک بہ کمالِ تحقیق مع حوالہ تفاسیر کتاب مبسوط میں مندرج کی گئی ہیں، اگر کوئی تاجر یا صاحب مطبع امداد کرے یا اللہ تعالیٰ طبع کرائے تو حق تصنیف عطیہ کرنے کو تیار ہوں اور اس طرح احادیث مخالفہ کے جوابات و احادیث موافقہ کے استدلالات و کتب فقہ کی ہر ایک عبارت کے علحدہ علحدہ جوابات مبسوطة فی المبسوط۔

۱- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۵۰. بتصرف

۲- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۱۷۲، ۱۷۳

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۱۲۹

سوال

وہابی جو معتقدین غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ واں بھجر اں کے کہتے ہیں: یا شیخ عبد القادر اغثنی اور اعتقاد ان کا ہوتا ہے کہ پیر دستگیر جانتا ہے باعلام اللہ تعالیٰ اور امداد کرتے ہیں، کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟

جواب

رسالہ وہابیہ میں ہے بہ حوالہ مولوی عبد الحی لکھنوی: شرک ہے، لیکن کوئی شرعی دلیل پیش نہ کی گئی، حالاں کہ فی الواقع برخلاف ہے کہ کوئی شرک نہیں۔ عبد الحی کا قول کوئی حجت نہیں، ورنہ ہم مولانا عبد الباری لکھنوی فرنگی محلّی کا قول پیش کریں گے، حالاں کہ احادیث سے تو یہ نظر آتا ہے کہ انبیاے عظام واولیاے کرام کے ارواح سیر کرتے رہتے ہیں۔ دیکھو احادیث صحاح میں وارد ہے قصہ حضرت موسیٰ ویونس وعیسیٰ اور ان کا حج کرنا۔

علامہ ابن قیم وہابی تلمیذ ابن تیمیہ جو کہ وہابیوں کا پیشوا ہے اس کی "کتاب الروح" کو دیکھو تو حقیقت کھل جائے گی کہ

اس نے لکھا ہے کہ ارواح مومنین کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ (۱)

باقی کتب فقہ تو اس پر نص کر رہے ہیں۔ شامی نے تو وہابیوں کے ناک بھی کاٹ دیے ہیں۔ دیکھو سل الحسام الہندی لنصرۃ الخالد النقش بندی ص ۳۰۹، ج ۲، س ۸.

و انظر الى ما فى بحجة القطب الربانى و الهيكل الصمدانى سيدى عبد القادر الجيلانى من انقياد الجن والطاعة ملكهم له و من مقاتلته لعفاريتهم و شياطينهم و حرق لهم فان فيها ما يكفى و من ذلك حكاية الذى

۱- كتاب الروح، المسئلة الثانية و هى ان الاروح الموتى تتلاقى و تتزاور و تتذاكر ام لا، ص ۲۷

اختطفت بنته فامره ان يذهب الى مكان كذا و يخط دائرة فى الارض يجلس فيها ففعل فرآهم يصبرون زمرا زمرا الى ان جاء ملكهم راكبا فرسا وبين يديه امم منهم فوقف بازاء الدائرة وقال: يا انسى ماحا جتك؟ فقال: بعثنى الشيخ عبد القادر اليك فنزل من فرسه و قبل الارض و جلس خارج الدائرة و سأله فذكر له قصة بنته فسئلهم عمن اخذها فاتى بمارد من مردة الصين وهى معه فضرب عنق المارد و اخذ بنته ثم قال: اما رايت كالليلة فى امتثالك امر الشيخ قال: نعم انه لينظر من داره الى المردة منا وهم باقصى الارض فيفرون من هيبته الى مساكنهم ان الله اذا اقام قطبا مكنه من الجن و الانس- انتهى (۱)

امید ے کہ صیغۂ استمراریہ مؤکدہ مع اللام وان کو دیکھ کر وہابیہ کے کلیجے پھٹ جائیں گے، کیوں کہ حال و استقبال قطعاً غیر مراد ہیں، پس استمرار مقصود ہوگا کما لا یخفی علی صاحب الذوق اور جو بغداد سے جنیات چین کو دیکھتا ہے اس سے آدمی واں بھچراں کے دیکھنے دور نہیں۔

اور ملفوظِ امامِ ربانی میں ہے کہ

''مَیں عرش کے اوپر ایک مکان کا طواف کر رہا تھا اور فرشتے بھی طواف کر رہے تھے اور فرشتے میری گرد میں بھی نہ پہنچے تھے۔ و اللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔''

کیا عرش سے واں بھچراں قریب ہے بہ نسبت بغداد کے یا دور ہے؟

۱- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الهندى لنصرة الخالد النقش بندى، الفصل الثالث فى السحر و اقسامه و احكامه، ج ۲ ص ۳۰۹. بتصرف

۲- مبدا و معاد، ص ۳۴-۳۳

سوال:

فان قلت: هذالطواف الروحانی للحی دون المیت و کلامنا و سؤالنا فی الاموات۔

جواب:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینقلون من دار الٰی دار ھذا۔))

فی کثیر من الکتب، انظروا تفسیر امام الرازی (۱) ج ۳، ص ۹۵ بہ دلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا۔

علاوہ یہ ہے کہ بعد تفرقِ بدن و روح علومِ روح زائد ہوتے ہیں۔ دیکھو کتاب ''الروح'' لابن قیم (۲) اور ''فتوحات مکیہ'' (۳) اور ''رسالہ قطبیہ'' ملّا زاہد (۴) اور عبد الحی جس پر آپ کو ناز ہے وہ ''شرح غلام یحییٰ'' میں فرماتے ہیں کہ

''مذہب شیخ اکبر ترقی علم فی البرزخ میں حق ہے مطابق قرآن اور احادیث کے ہے۔'' (۵)

مَیں نے مولانا ولی الزمان احمد خان ساکن کھولہ الذی احسن الظن بہ کے آگے یہ دعویٰ پیش کیا تھا کہ علومِ کفار بعد الموت ہزارہا درجہ حیات سے بڑھ جاتے ہیں، کیوں کہ اپنے تمام عقائد باطلہ ان کو معلوم ہو جاتے ہیں کہ غلط تھے اور علوم صادقہ برزخ و

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ: و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا، ج ۵، ص ۹۲

۲- کتاب الروح، المسئلۃ الخامسۃ ان الارواح کیف تتمیز بعد مفارقۃ الابدان بعضھا من بعض، ص ۵۵

۳- الفتوحات المکیۃ

۴- الحواشی الزاھدیۃ المعتلقۃ بالرسالۃ القطبیۃ، ص ۴۳

۵- مصباح الدجی فی لواء الھدیٰ معروف بہ غلام یحییٰ، ص ۳۴۵

قیامت ان کو حاصل ہو جاتے ہیں، کیف؟ و قد قال اللہ تعالیٰ:

﴿بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (۱) (پارہ۲۴)

مولانا صاحب نے زبان درفشاں سے فرمایا کہ بے شک حق ہے۔

اب مَیں عرض کرتا ہوں کہ کافروں کے علوم تو موت کے بعد زائد ہو جائیں اور انبیاے عظام و اولیاے کرام کے علوم گھٹ جائیں محال ہے، خدا برباد کرے اس اعتقاد والے کو کہ کیسا عداوت الرسول اور ولی سے لب ریز ہے۔

اب مَیں اکابر اولیا و علما ہر چہار مذاہب والا کے قول پیش کرتا ہوں، تا کہ معلوم ہو جائے کہ عبدالحی کا قول قطعاً باطل ہے۔ شامی کی عبارت سل الحسام الہندی گزر چکی ہے۔ علما بھی وہی ذکر کروں گا جن کی نسبت علماے ظواہر ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

لطائف المنن ج ۲، ص ۱۴۴، س ۴.

"و کان رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول: جمیع المعبرین و المؤولین و المتکلمین فی علم التوحید و آداب الطریق لم یبلغوا الیٰ عشر معشار معرفة ادراك کنه معانی حرف واحد من حروف الهجاء۔" (۲)

پہلی شامی کی عبارت سل الحسام الہندی جو غوث اعظم کی مدح میں تھی، گزر چکی ہے۔

دوسری نقل عبارت صاحب عرائس البیان حنفی جو قرنِ سادس کے مجدد اور وارث الانبیاء کی ہے جن کے حق میں مولانا جامی صاحب نقش بندی فرماتے ہیں:

روزبہان فارس میدان عشق
فارسیاں را شاہ ایوان عشق

"و اذا برق السر بهذه المعانی اشرق له حق الغیب

۱- الزمر:۴۷

۲- لطائف المنن، الباب السادس عشر، فی جملة الاخلاق، ص ۶۴۱

باوصافه، فصار السر والغيب متحدين، ویکون السر غیبا بعینه، والغیب سرا بعینه، فیغیب السر فی الغیب، والغیب فی السر، و تحصیل هذه العلم ان الغیب یصیر اهلا للسر، لا یحوی فواه عنه ابدا، و صاحبه فی کل حال شاهد المشاهدة یری فی جمیع الانفاس عالم الملکوت و عالم الجبروت، و هذه صفة قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

نقل ثالث:

"قال الشبلی: لما صفت ارواحهم و اشرفت هموم‌هم اشرفوا علیٰ اسرار الغیب بعظم امانتهم۔" (۱)

و ساق کلامه کما هو ذابه رحمهم فی ص ۱۳ تحت آیۃ: یؤمنون بالغیب۔

نقل رابع: مولانا احمد خان کھولہ والہ کی جو ایک بڑا نفیس شخص ہے اور متقی پارسا ہے، میرا اور اس کا ایک بڑا قصہ مشہور ہے اور واقعہ عجیب ہے جو اس کی بےنفسی پر دال ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت بایزید بسطامی نے خود فرمایا ہے کہ تمام کائنات کا علم میرے علم کی نسبت مثل ایک قطرہ کی ہے جو مشک پر آب پر پڑا ہوتا ہے اور میرا علم مثل مشک پر آب کی ہے۔" اھ ک

تعجب کی بات ہے کہ جو علم بوند ہے بایزید کی نسبت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قول کیا جائے تو شرک و کفر بن جائے، ہاں کیوں نہ ہو، شرک و کفر جو اس فرقہ کا بڑا امام ہے یعنی صاحب براہین قاطعہ کا وہ ابلیس و عزرائیل کے واسطے احاطہ جمیع ما فی الارض مدلول نص قطعی کا کہتا ہے اور شرک نہیں کہتا کما مر اور اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے احاطہ جمیع ما فی الارض کا کہا جائے تو شرک بن جاتا ہے۔

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۲۹

نقل خامس: امام شعرانی شافعی ص ۱۷، س ۲۲، اور ص ۶۹ ''لطائف المنن'' میں فرماتے ہیں:

''ثم کتمانی ما اطلعنی اللّٰه علیه من غالب الحوادث المستقبلة۔'' (۱)

اور ص ۱۷۱، ج ۱۔

''کشف الحجاب عنی حتی سمعت تسبیح الجمادات و الحیوانات سائر الاقالیم و بحر المحیط۔'' (۲)

اگر پیر پیرانِ بغداد سے کسی فریادی کی فریاد سن لے تو کیا محال ہے۔ دیکھو امام شعرانی شافعی اپنے مرشد علی خواص سے نقل کرتا ہے علومِ اولیا کی نسبت:

ج ۱ ص ۱۷۱ / ۲ اور س ۲۷

''و هم المطلعون علی جریان الاقدار و سریانها فی الخلق، و هم العبید اختیارا، السادة اضطرارا، و هم المکاشفون بعلم دهر الدهور من الابد الی الازل فی نفس واحد من انفاسهم الشریفة۔'' (۳)

اس سے دوامِ علم بھی بہ خوبی ثابت ہوا، ہاں یہ مسئلہ یعنی قیدِ دوام اجتہادی امر ہے، لیکن اولیاء اللہ اکثر اسی طرف گئے ہیں۔

اور امام شعرانی اسی صفحہ میں بہت عجائبات متعلق امداد و استعانت کے بھی ذکر کیے ہیں جو قابل دید ہیں۔ اور امام شعرانی:

ص ۲۸۱ / آخر باب حادی عشر

۱- لطائف المنن، الباب الثانی فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۸-۱۱۷

۲- ایضًا، الباب السادس فی جملة من الاخلاق، ص ۲۸۶. بتصرف

۳- ایضًا، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۵۲. بتصرف

”من شرائط الشیخ الصادق ان یکون مطلعا علی خطرات المرید من عالم الدهر الی یوم الموجود۔“ (۱)

من العجائبات ما قال الامام الشعرانی:

لطائف المنن ص ۱۰۱، ج ۱، س ۹.

”قال علی الخواص: اذا شاوره احد فی السفرمن مصر الی الریف مثلا یقول له: اذا اردت الخروج من سور البلد او من عمرانها، فقل بقلبك دستور یا اصحاب النوبة اجعلونی تحت نظرکم حتی ارجع، ثم اذا رجعت فاستاذنهم ایضا فی الدخول، فانهم یحبون من یمسك معهم الادب، و قد اعطاهم اللّٰه تبارك و تعالٰی معرفة الخواطر التی تمر علٰی قلوب اهل ادراکهم فضلا عن معرفة اعمالهم و معاصیهم فی قعر بیوتهم۔“ (۲)

و فی هذه الصفحة عجائبات:

”قال ابن عربی المالکی: ان اللّٰه اطلعنی علٰی من یوجد الٰی یوم القیامة و اعرفهم بوجوههم و ذلك فی بلدة قرطبة و یقال لهذا المرتبة مشهد اقدس۔“ (۳)

لطائف ص ۲۹۳

قال الامام الشعرانی فی ص ۲۲۹، س ۲۲ فی لطائفه:

۱- لطائف المنن، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۸۰. بتصرف

۲- ایضًا، الباب الرابع، فی ذکر جملة اخری من الاخلاق، ص ۱۸۲

۳- ایضًا، الباب الثانی عشر، فی جملة اخری من الاخلاق المحمدیة، ص ۴۸۷. بتصرف

’’فان الاعتقاد اذا صح فی فقیر صار مریده یراه ای وقت شاء و لو کان بینه و بینه مسیرة کذا کذا سنة۔‘‘ (۱)

((وقد روی الطبرانی ان رسول اللّٰه ﷺ قال: رایت حمزة و جعفرا و کان بین ایدیهما طبق کله نبق کالزبرجد یاکلان منه، فقلت لهما: ما وجدتهما افضل الاعمال و الاقوال؟ قالا: لا اله الا اللّٰه، قلت: ثم ماذا؟ قالا: الصلٰوة علیك یا رسول اللّٰه، قلت: ثم ماذا؟ قالا: حب ابی بکر و عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما۔))

طبرانی کی روایت لاکر اس عبارت تک. لطائف منن ص ۳۸، ج ۲.

وہ فرماتے ہیں:

’’فکما ان رسول اللّٰه ﷺ واسطة لنا عند اللّٰه تبارك و تعالی، فکذلك ابو بکر و عمر واسطة لنا عند رسول اللّٰه ﷺ، و من الادب اذا کان لنا عند رسول اللّٰه ﷺ حاجة ان تسئلهما ان یسئلا رسول اللّٰه ﷺ فیها و ذلك اقرب الی افضائها و اکثر ادبا من سؤالنا رسول اللّٰه ﷺ من غیر واسطتهما، فایاك یا اخی ان تطلب حاجة من رسول اللّٰه ﷺ بغیر واسطة ابی بکر و عمر رضی اللّٰه عنهما، فتخطئ طریق الادب معهما، و ایاك ان تستبعد سماعهما صوتك اذا توجهت الیهما بقلبك من غیر تلفظ؛ فانهما اعظم مقاما بیقین من جمیع اشیاخ الطریقة، و قد صرحوا بان من شرط الشیخ ان یسمع نداء مریده له و لو کان بینهما مسیرة الف عام۔‘‘ (۲)

۱- لطائف المنن، الباب التاسع، فی جملة من الاخلاق، ص ۳۸۲

۲- ایضًا، الباب الثالث عشر فی جملة من الاخلاق المحمدیة، ص ۷-۵۲۶. بتصرف

عقائد اکابر ص ۷۸، ج۲،س ۱۵۔

"ان للقطب خمس عشرة علاقة ان یمد بمدد العصمة و الرحمة و الخلافة و النیابة و مدد حملة العرش العظیم و یکشف له حقیة الذات و احاطة الصفات و یکرم بکرامة الحلم و الفضل بین الموجودین و انفصال الاول عن الاول و ما انفصل عنه الی منتهاه و ما ثبت فیه و حکم ما قبل و ما بعد و حکم من لا قبل له و لا بعد وعلم الاحاطه لکل علم و مغلوم ما بدا من السر الاول الی منتهاه ثم یعود الیه۔" (۱)

قال الشیخ الاکبر المالکی فی ص ۷۸، ج۲، عقائد اکابر:

"ان اسم القطب فی کل زمان عبد اللّٰه و هو مراة الحق تعالٰی و مجلی النعوت المقدسة و محل المظاهر الالٰهیة و صاحب الوقت و عین الزمان و صاحب علم سر القدر و له علم دهر الدهور و کثیر النکاح راغب فیه محب للنساء۔" (۲)

"قال الشیخ عبد القادر الجیلی الحنبلی: ان للقطابة ستة عشر عالما احاطیا الدنیا و الآخرة عالم من هذه العوالم و هذا امر لا یعرفه الا من اتصف بالقطبیة۔" (۳)

۱- الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الخامس و الاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی الله عنهم القطب، ج ۲، ص ۴۴۶

۲- ایضًا. بتصرف

۳- ایضًا، ص ۴۵۲

عقائد اکابر ص ۸۱، ج۲.

فثبت النقول من اکابر علماء المذاهب الاربعة۔

کتاب عقائد اکابر ص ۱۷، ج ۲.

”و سبب خفاء امور الدنیا علی الانبیاء و الاولیاء لما غلب علیٰ قلوبهم من عظیم مشاهدة جلال اللّٰه تعالیٰ فغابوا عن ذلك بتدبیرهم للکون۔“ (۱)

اور قصۂ باز جو عارف رومی نے بیان کیا ہے اس تحقیق عقائد کی تفسیر کر رہا ہے:

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
دل در آن لحظہ بخود مشغول بود (۲)

پس اس تحقیق سے اکثر جوابات مدعیانِ جہل انبیاے عظام واولیاے کرام حاصل ہو جائیں گے۔فافهم و کن علی بصیرة۔

مناظرہ واں بھچراں میں جب میں نے امام شعرانی کی کلام پیش کی جو کہ ہر چہار مذاہب والوں کا معتمد علیہ ہے اور چہار مذاہب کے مسائل میں متبحر ہے اور شامی اپنی کتاب میں اس کو عارف شعرانی سے موسوم کرتا ہے اور نصاب جدید والوں نے مدراس کے مدارس میں ان کی تصانیف تدریس میں داخل کر دی ہیں تو میرے قدیمی مہربان کافور ابوالاسود نے جو مصداق اس شعر متنبی کا ہے:

و تلك صمونت و ذا ناطق
اذا حرکوه فسا او هذی (۳)

۱- الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الحادی و الثلاثون فی بیان عصمة الانبیاء علیهم الصلوة و السلام من کل حرکة او سکون او قول او فعل، ج ۲، ص ۳۳۳.بتصرف

۲- مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم، ج۳، ص ۲۸۵

۳- دیوان المتنبی، قافیة الهمزة فی هجاء کافور، ص ۳۲

سوال اٹھایا کہ

ہم حنفی ہیں اور امام شعرانی شافعی ہے، اس کا قول کوئی حجت نہیں۔

جواب:

جب مسئلہ شمولِ علم رسول حریف مخالف کے نزدیک عقائد کا مسئلہ ہے تو تفریق حنفی اور غیر حنفی کی باطل ہوگئی بلکہ تمام اہل السنۃ کا عقیدہ مسئلہ مبحوثہ میں ایک ہوگا، کیوں کہ عقائد ہر چہار مذاہب اہل السنۃ والے متفق ہیں الا ماشاء اللہ۔ ہاں میری تحقیق میں مسئلہ مبحوثہ مقاماتِ خطابیہ سے ہے مثل باقی مدائح کے، نہ کہ مقاماتِ برہانیہ سے ہے۔

دع ما ادعته النصارٰی فی نبیهم
و احکم لما شئت مدحا فیه و احتکم
و انسب الٰی ذاته ما شئت من شرف
و انسب الٰی قدره ما شئت من عظم (۱)

والتحقیق فی السفر الاعظم۔

اب تکملہ کو بھی تبرک اہل بیت سے مشرف کرتا ہوں، میرے ہادی مشکل کشا سے محدث جلال الدین سیوطی کتاب ''جامع کبیر'' میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں:

خالص الاعتقاد

((قال عامر ابن واثلة: شهدت علی ابن ابی طالب یخطب، فقال فی خطبته: سلونی، فواللّٰه لا تسئلونی عن شیء یکون الی یوم القیامة الا حدثتکم۔)) (۲)

یہ امیر المومنین فرماتے ہیں: میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔

۱- القصیدة البردة، الفصل الثالث فی مدح رسول الله ﷺ، ص ۱۶

۲- جامع الاحادیث، الجامع الصغیر و الجامع الکبیر، مسند امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه، ج ۱۵، ص ۹-۳۲۸، رقم الحدیث: ۵۰۹۷۲

وہابیوں کو ذوالفقار قاتل کفار واشرار کی نے قتل کر ڈالا، شاید مولا مشکل کشا کو وہابیوں کے نزدیک علم ہو اور حضرت مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو۔

اور امام باقر کا فرمود ہے:

”تیری ماں مرے تمہارا یہ خیال ہے کہ دیواریں تمھاری طرح ہماری نظروں کے لیے بھی پردہ و حجاب ہیں، اگر ایسا ہوتا تو پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے۔“ (۱) (شواہد النبوۃ، مولانا جامی، ص ۱۸۳)

سبحان اللہ کہ ایک لڑکے نابالغ اہل بیت کا ملکہ و علم غیب کا دیکھو اور امتحانِ علم غیب میں اس کا پاس ہونا دیکھو، شاید اس نے چودہ طبق میں نظر کر لی ہے۔

دیکھو بحر الہند کی کتاب ”یاقوت الحکمت“ ص ۵۸، س ۷۔

”و فی صواعق ابن حجر: ان ماموف العباسی ارسل بازیا فصور فی الجو، فعاد بسمكة صغيرة بها بقية الحيات، فلقى محمد ابن على ابن موسى رضا رضى الله تعالى عنه و عن آبائه الكرام و هو صبى، فقال: يا محمد ما فى يدى؟ قال: ان الله خلق فى بحر قدرته سمكا صغارا ليصيد بزازة الخلفاء، فيختبر بها سلالة اهل بيت المصطفى۔“ (۲)

تمت

۱- شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، ص ۱۷۳

۲- کتاب یاقوت الحکمت مفقود۔ الصواعق المحرقه فى الرد على اهل البدع و الزندقة، الباب الحادى عشر فى فضائل اهل البيت النبوى، الفصل الثالث فى الاحاديث الواردة فى بعض اهل البيت كفاطمة و ولديها، ص ۲۹۲-۳

فتویٰ

جناب مولانا فقیر محمد صاحب مرحوم

خلف رشید مولانا مولوی غلام حسن صاحب، ساکن گرہ سواگ
جو اعظم خلفائے حضرت خواجہ محمد عثمان نقش بندی مجددی ہیں

استفتاء مرسلہ

مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصلیًا

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے علم ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مشرک و کافر ہے یا نہیں؟ اگر وہ مشرک و کافر نہیں تو جو شخص اس کو مشرک و کافر کہے اور کہے کہ عورت اس کی بلا طلاق مطلقہ ہے اور وہ مرتد ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ اگر پیر ہے تو اس کی بیعت جائز ہے یا نہ، اگر امام ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے یا نہ؟ بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب

و ھو موفق للحق و الصواب

قال اللہ تعالی:

﴿وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا﴾ (۱)

۱- البقرۃ:۱۴۳

اقول: شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر ایں آیت می فرماید:

''یعنی وباشد رسولِ شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بہ دین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ؟ وحقیقت ایمان او چیست؟ وحجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است؟ پس او می شناسد گناہانِ شمارا، و درجاتِ ایمانِ شمارا، و اعمال نیک وبد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، ولہٰذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرع درحق امت مقبول و واجب العمل است، وآں چہ او از فضائل و مناقب حاضرانِ زمانِ خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت، یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس وصلہ ومہدی ومقتول دجال از معایب ومثالب حاضران و غائبان می فرماید، اعتقاد برآں واجب است، وازین است در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال اُمتیانِ خود مطلع می سازند کہ فلانی امروز چنین می کند وفلانی چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد۔'' (۱)

در حدیث شریف آمدہ:

تجلّی لی کل شیء و عرفت۔

و قال هذا الحديث حسن صحيح، و قال: صححه البخاری ایضًا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے علم غیب کے منکر کو کافر فرمایا ہے اگرچہ کلمہ شریف پڑھتا ہو۔ (۲)

دیکھو تفسیر ابن جریر، مطبع مصر، ج ۱۰، ص ۱۰۵

۱- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، تحت الآية: و يكون الرسول عليكم شهيدا، ج ۱، ص ۶۳۶

۲- جامع البيان عن تاويل آيات القرآن، تحت الآية: لئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب، ج ۵، ص ۴۰۳۹

وتفسیر درّ منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم ،ص ۲۵۴ فرماتے ہیں:

''کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی فلاں جگہ فلاں جنگل میں ہے، اس پر ایک منافق بولا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کیا جانے۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری:

قال اللہ تعالیٰ:

﴿لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ﴾ (۱) الآیۃ'' (۲)

فقیر محمد عفی عنہ بہ قلم خود

مقام سراجیہ، حسن آباد، ڈاک خانہ کروڑ لعل عیسن، ضلع مظفر گڑھ

۱- التوبہ:۶۵

۲- الدر المنثور فی التفسیر الماثور، تحت الآیۃ: لئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب، ج ۴، ص ۲۱۰

فتویٰ

مولانا محمد لطف اللہ صاحب

جو مقتدا ہندوستان کے تھے
اور شیخ الاسلام قاضیِ قضاۃ نواب حیدرآباد دکن کے تھے اور استاذ الکل فی الکل تھے

استفتاء مرسلہ مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصلیًا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ مقبول ﷺ کو علم جمیع اشیا کا عطا فرمایا ہے، اور عمرو کہتا ہے کہ زید کافر و مشرک ہے، کیا عمرو کا زید کو مشرک و کافر کہنا صحیح ہے یا باطل؟

جواب

عمرو کا زید کو مشرک و کافر کہنا باطل ہے، کیوں کہ زید نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جمیع اشیا کا علم عطا فرمایا ہے، یہ ہرگز شرک نہیں، ہاں جو صفت مختص بہ ذات باری تعالیٰ ہے وہ کسی دوسرے کے واسطے ثابت کرنا بے شک شرک ہے، جمیع اشیا کا علم بالذات اور بلا واسطہ ہونا یہ صفت مختص بہ ذات باری جل جلالہ ہے، مگر زید نے رسول اللہ کا بالذات و بالاستقلال عالم جمیع اشیا ہونا نہیں بیان کیا، پس زید کو کافر اور مشرک کہنا بے جا اور باطل ہے۔

حررہ محمد لطف اللہ

مفتی العدالۃ العالیۃ السلطنۃ الآصفیۃ

بارہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

مقام علی گڑھ

منقول از بشیر الدین

فتویٰ مولانا صاحب کا نہایت صحیح ہے۔ اس کی اِستمداد سے تمام آیات و احادیث متفق ہو جاتے ہیں، ناسخ منسوخ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں رہتی، آیات و احادیث نفی علم غیب کی استقلال پر حمل کیا جائے۔

فتویٰ

استفتاء مرسلہ: مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصليًا

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے علم ما کان و ما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مشرک و کافر ہے یا نہیں؟ اگر وہ مشرک و کافر نہیں تو جو شخص اس کو مشرک و کافر کہے، اور کہے کہ عورت اس کی بلا طلاق مطلقہ ہے اور وہ مرتد ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ اگر پیر ہے تو اس کی بیعت جائز ہے یا نہ، اگر امام ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے یا نہ؟ بینوا توجروا رحمکم اللّٰہ۔

الجواب

و هو الموفق للحق و الصواب

اقول: از تونسہ شریف

سرورِ کائنات مفخر موجودات المظہر الاتم للاسماء والصفات کو اللہ تعالیٰ جل وعلا نے جمیع موجوات اور سب کائنات اور تمامی اشیا گزشتہ و آئندہ ما کان و ما یکون اور موجوداتِ اخرویہ پر اعلام بالوحی اور الہام و رفع الحجاب سے علم عطا فرمایا ہے جس کو اطلاع علی الغیب سے تعبیر کرتے ہیں نہ علم الغیب سے، اور یہی عقیدہ علما محققین کا اور اکابر امت راسخین کا ہے، اور ادلہ نقلیہ جو صحاح احادیث سے ہیں، اور براہین قطعیہ عقلیہ اس پر شاہد عدل ہیں۔

((اخرج الطبرانی عن ابن عمر، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللّٰه قد رفع لی الدنيا فانا انظر اليها و الى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه۔)) اھ (۱)

(مواهب اللدنية للامام القسطلانی، مجلد ثانی)

۱- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباء ہ بانباء المغيبات، القسم الثانی فی ما اخبر به صلی اللہ علیہ وسلم من الغيوب، ج ۳، ص ۹۵

و لا تغفل عن صيغة انظر الدال على الاستمرار۔

((عن عبد الرحمٰن بن عائش، قال: قال رسول اللہ ﷺ: رایت ربی فی احسن صورۃ، فیم یختصم الملأ الاعلیٰ؟ قلت: انت اعلم، قال: فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی، فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔))

الحدیث رواه الدارمی مرسلا و للترمذی، نحوه عنه مشکاۃ شریف، باب المساجد، قوله ﷺ: ((فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔)) (۱)

''پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا ہر چہ در زمین بود، عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں۔'' اھ (۲)

(اشعۃ اللمعات للخاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی ج ۱، ص ۳۹۸)

''قوله: فعلمت ما فی السمٰوات و الارض، کنایة عن حصول جمیع العلوم۔'' اھ (۳)

(لمعات للشیخ المحدث عبد الحق)

و فی المرقات لملا علی القاری:

''یعنی ما اعلمه الله تعالی مما فیهما من الملائکة و الاشجار وغیرها و هو عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله تعالی به علیه، و قال ابن حجر: ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوات بل و ما فوقها کما یستفاد من قصة

۱- مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ص ۶۹،۷۰

۲- اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۳۳

۳- لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۷۸

المعراج، و الارض هی بمعنی الجنس ای و جمیع ما فی الارضین السبع بل و ما تحتها کما افاده اخباره ﷺ عن الثور و الحوت الذین علیهما الارضون کلها۔" اھ (۱)

و فی الصحیح المسلم:

((حدثنی ابو زید یعنی عمرو ابن اخطب، قال: صلّی بنا رسول اللّٰہ ﷺ الفجر و صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت الظھر، فنزل، فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر، ثم نزل، فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی غربت الشمس، فاخبرنا بما کان و بما ھو کائن، فاعلمنا احفظنا۔)) (۲)

((و عن طارق ابن شھاب، قال: سمعت عمر رضی اللّٰہ عنه یقول: قام فینا النبی ﷺ مقاما، فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم و اھل النار منازلھم، حفظ من حفظه و نسیه من نسیه۔)) (۳)

(بخاری شریف، باب بدء الخلق)

احادیث صحاح اس باب میں بے شمار ہیں جس کو اصحابِ سنن وغیرہ محدثین نے تخریج کیا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے جو مغیبات سے مطابق واقعہ کی خبریں دی ہیں شمار سے باہر ہیں اور کتب سیر اس سے مملو ہیں مثل مواہب لدنیہ، و مدارج، و سیرت حلبی، و دلائل النبوہ لابن نعیم، وغیرہ علمائے مفسرین و محدثین نے حضرت ﷺ کی وسعت علم کو کہ آں حضرت کو علم

۱- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۰

۲- صحیح مسلم، کتاب الفتن، فصل فی امارات الساعة، ج ۲، ص ۳۹۰

۳- صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللّٰہ: و ھو الذی یبدء الخلق ثم یعیده و ھو اھون علیه، ج ۱، ص ۴۵۳

ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ کلی وجزئی اعلام اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے، اقرار کیا ہے۔ جس کو مفصل دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ فتاویٰ قیام الملۃ والدین مرتبہ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلّی کی طرف رجوع کرے۔ پس جو شخص کہے اور اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو علم ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مومن صادق الاعتقاد ہے اور اس کا وہی اعتقاد ہے جو صریح احادیث صحیحہ کا منطوق ہے، جس کو علمائے محدثین ومفسرین نے تسلیم کیا ہے وہ مشرک اور کافر اور سیء الاعتقاد نہیں، جو اس کو مشرک کہے وہ شخص بڑا بد بخت اور شقی ہے اور دشمن رسول ہے، مگر جو اس کے قول کی اس کے پاس کوئی تاویل صحیح ہو۔

بالجملہ باوصف اعتقاد اس کی کہ آں حضرت ﷺ کا علم بہ نسبت علم خلاقِ علیم کے بہ منزلہ قطرہ قلزم سے ہے، یہ نسبت علوم انبیا و کافہ مخلوق کے بہ مشابہ قلزم ہے بہ نسبت قطرہ کے اور کل ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ کا علم کلیاً و جزئیاً عطا کیا ہے۔ ہاں غیب خاص جو علم بالذات ہے وہ خاص جناب ربّ العزت سے ہے۔

”و المراد به الخفی الذی لا یدرکه الحس، و لا یقتضیه بداهة العقل، و هو قسمان: قسم لا دلیل علیه، و هو معنی بقوله تعالی: ﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾، و قسم نصب علیه دلیل۔“ (۱) (بیضاوی شریف)

حضرت رسالت کا بیان کہ ((لا اعلم الغیب)) اس سے یہی غیب خاص مراد ہے جو علم بالذات ہے۔

جواہر البحار للنبہانی (۲) ج ۱، ص ۴۷۹ سے ۴۹۳ تک اس مسئلہ کی مکمل تحقیق درج ہے جس کو ضرورت ہو دیکھ سکتا ہے۔

هذاو انا العبد الضعیف العاصی

فقیر علی گوہر تونسوی مولداً ومسکناً عفی عنہ

۱- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۱۱۴

۲- جواهر البحار فی فضائل النبی المختار، فصل الحادی و العشرون فی اخباره بالکائنة و الغیوب ﷺ، ج ۳، ص ۱۵۵

فتویٰ

جناب عالی حضرت امیر سلطان

سجادہ نشین حضرت سلطان باہو
جو خاندانِ قادری کا قائد اعظم ہے۔

نگاشتہ کلک جواہر سلک مولوی نور محمد صاحب، غلامِ آستانہ قادری

۲۶ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

الاستفتاء المذکور کما سبق۔

الجواب

و ھو موفق بالصواب

اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے اور اعتقاد ہے کہ حضرت آقائے نام دار سیّد الابرار احمد مختار ختم الانبیا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ نے اپنے فضل وکرم سے اولین وآخرین، وعلم ماکان و ما یکون، وعلم مافی السمٰوات ومافی الارض عطا فرمایا ہے، اور ایسا اعتقاد رکھنے والا مومن مسلمان ہے، اور جو شخص یہ اِعتقاد نہ رکھتا ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور مومن مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے اور مرتد ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے اور نہ اس کی بیعت جائز ہے۔ نعوذ باللّٰہ من ذلك الاعتقاد الفاسد۔

دلیل نصی: قال اللّٰہ تبارك و تعالی:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (۱) الآیة

۱۔ آل عمران: ۱۶۴

یعنی اللہ تعالیٰ نے احسان کیا مومنوں پر جب کہ بھیجا ان میں اپنا رسول ان کی صورت بشری، جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے ان کو یعنی قرآن کی اور حکمت کی باتیں اور راز کی باتیں جو اس قرآن میں ہے۔

پس اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت رسول اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تمام علومِ قرآنی کے صرف عالم ہی نہیں، بل کہ معلم ہیں، اور تمام عالم کے عالموں کے معلم ہیں، اور استاذ الکل ہیں۔ چناں چہ خواجہ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

نگارِ من بہ مکتب نہ رفت بہ خط نوشت

بہ غمزۂ نکتہ آموز شد صد مدرّس را (۱)

اور اس بات سے تو کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن اُمّ الکتاب، جامع علوم ظاہری و باطنی اولین و آخرین ازلی ابدی ہے، اور تمام علوم اس میں مندرج ہیں، چناں چہ خود قرآن اپنا شاہد ہے۔ قولہ تعالیٰ:

﴿وَ لَا رَطْبٍ وَ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ (۲)

یعنی خشک اور تر، بر اور بحر، عالم غیب اور عالم شہادت میں جو کچھ ہے سب کا علم قرآن کریم میں موجود ہے۔

اور دوسری جگہ ہے:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (۳)

یعنی ہم نے قرآن میں کوئی چیز نہیں رکھ چھوڑی۔

اور جگہ پر ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ﴾ (۴) ای تفصیلاً لکل شیء۔

یعنی ہر چیز کا حال اور ہر شے کی تفصیل قرآن پاک میں موجود ہے۔

۱- دیوانِ حافظ، ردیف الدال، ص ۲۴۴

۲- الانعام: ۵۹

۳- الانعام: ۳۸

۴- النحل: ۸۹

پس جوذات والاصفات ایسی کتاب کا عالم بل کہ معلم ہو اس سے کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے؟ ہر گز نہیں، بل کہ آپ کی امت میں جن کو فنا فی الرسول کا خاص درجہ حاصل ہو وہ بھی ہژدہ ہزار عالم کو کفِ دست اور پشتِ ناخن پر دیکھتے ہیں، چہ جاے کہ آں حضرت ﷺ کو تو اس سے بہ درجہ ہا علوم زیادہ روشن اور واضح ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اپنے ''قصیدۂ غوثیہ'' میں فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا
کخردلۃ علٰی حکم اتصالٖ

یعنی مَیں نے خدا کے تمام کائنات کی طرف نگاہ ڈالی تو مجھے رائی کے دانے کے برابر نظر آئی۔

اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اپنے ایک ہندی بیت میں فرماتے ہیں:

ازل ابد کو صحیح کیتو سے دیکھ تماشے گذرے الخ

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت رسولِ مقبول ﷺ کو خداوند کریم ''شاہد'' اور ''شہید'' فرماتے ہیں۔ قولہ تعالی:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًا﴾ (۱) الآیۃ

یعنی ہم نے اے نبی! تم کو دیکھنے والا احوالِ امت کا یا گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔

اور دوسری جگہ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ کو ہم نے گواہ تم پر گواہ نگرانِ احوال بھیجا ہے۔

سو ''شاہد'' اور ''شہید'' کا معنی حاضر ناظر کے ہیں۔

دیکھو منتہی الارب، ربع ثانی، فصل شین ص ۱۹۴، مطبوعہ لاہور

۱- الاحزاب: ۴۵

۲- البقرۃ: ۱۴۳

''معنی شاہد وشہید آں کہ اِزِ نور علم او چیزے فوت نشود۔''

اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے احوال دکھائے جاتے ہیں، پس ان کے نیک اعمال سے مَیں خوش ہوتا ہوں، اور بد اعمال سے رنجیدہ خاطر ہوتا ہوں، اور خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

((وضع الله فی لیلة الاسری کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت منها علم الاولین و الآخرین۔))

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنی قدرت کا ہاتھ میرے دوشانوں کے درمیان رکھا، پس مَیں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دوپستانوں میں پائی، مجھے اس سے علم اولین وآخرین واضح ہوگیا۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

﴿وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ [1] الآية

یعنی ہمارا رسول غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہے۔

اور جہاں کہیں علومِ غیب کی قرآن کریم میں حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے نفی کی گئی وہ آیت یا تو لیلۃِ اسریٰ سے پہلے کی نازل شدہ ہے، یا اس سے مراد مطلق علم غیب ذاتی حقیقی غیر محیط مراد ہے۔ فهم من فهم۔

اور قرآن کریم میں اس قسم کی مثالیں بے شمار ہیں کہ خداوند کریم نے اپنے خاص بندوں کو غیب عطا فرمایا ہے۔ چناں چہ سورۃ کہف میں خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے۔ قوله تعالیٰ:

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ الآية

۱- التکویر: ۲۴

۱- الکہف: ۶۵

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے خاص بندوں سے ایک بندے کو پایا، جس کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ عطا فرمایا تھا، اور اپنے خاص علم سے اس کو علم عطا کیا تھا۔

اور خضر علیہ السلام نے اس بصارتِ باطنی کے طفیل کشتی میں سوراخ کر ڈالا، بچہ کو قتل کر ڈالا، اور دیوار کو بنا کیا، جو ظاہر میں موسیٰ علیہ السلام کو گناہ نظر آتے، اور وہ اعتراض کرتے رہے۔ کیا یہ علوم غیب سے نہیں تھے؟

اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ قوله تعالی:

﴿وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ﴾ (۱)

یعنی مَیں تم کو صاف صاف بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

اور حضرت عمر فاروق کا عین خطبہ میں یا سارية الجبل الجبل فرمانا یعنی اے چلنے والے پہاڑ کی طرف! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ! کیوں کر اس نے اپنے ہزاروں کوس پر لشکر اسلام کو آواز دی کہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، کیوں کہ آگے دشمن ہے۔

سو اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور آپ کے امت مرحومہ میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جن کو خداوند کریم نے بہت کچھ واضح اور روشن کیا ہوا ہے، مگر کور چشم، حاسد، منافق، عالم بے عمل لوگوں کا علاج نہیں ہے۔ بیت

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ (۲)

و السلام على من اتبع الهدٰى، و ما علينا الا البلاغ، و هو الموفق و عليه التكلان، و صلى الله علىٰ خير خلقه و نور نوره و سر سره محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

ہم ان فتووں کے ناقل ہیں، اِلا بلا بر گردنِ ملا۔

۱- آل عمران: ۴۹

۲- گلستان، باب اول، ص ۵۵

حضرت محدث حاجی الحرمین الشریفین مولانا محمد انور صاحب کشمیری کا دوسرا وعظ جو یکم مارچ ۱۹۲۷ء ضلع میاں والی میں ہوا ہے۔ اس کی طویل تقریر جو متعلق مسئلہ علم غیب ہوئی اور میرے پاس اس کے شاگردِ رشید کی تحریر شدہ آئی ہے ملخصاً یہ ہے:

یا سیّد الکمال یا سیّد البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مصنف عبدالرزاق میں حدیث ہے کہ پہلے پیغمبر ﷺ کا نور پیدا کیا گیا ہے۔ منبع نور مخلوقات کا نور نبی ﷺ سے نکلتا ہے۔ میری سمجھ میں ہے کہ جنت کی تقسیم نبی ﷺ کے تناسب سے ہوگی اشارات وروایات سے معلوم ہوتا ہے۔

حتی کہ مولانا المحدث نے یہ فرمایا کہ مَیں یہاں اکیلا مولوی حسین علی کے مولانا مرحوم کے شاگرد ہونے کے واسطے آیا ہوں، اس کو نفع ہو یا کچھ نہ ہو مَیں اللہ اور رسول کے مطابق مسئلہ کروں گا، چوں کہ مجھے نبوت حاصل نہیں، اس لیے مَیں حقیقت نبوت نہیں پہچان سکتا، تم جاہل کیسے حقیقت نبوت کی پہچان کر سکیں گے، بل کہ ولی کی حقیقت بھی نہیں پہچان سکتا۔ کسی نے خوب کہا ہے:

ولی را ولی می شناسد، نبی را نبی می شناسد۔

صرف مسئلہ جو کچھ مجھے علم غیب کے متعلق معلوم ہے بتائے دیتا ہوں، نبی کریم ﷺ عالم اولین وآخرین ہیں، سارے انبیا کے علوم کی خدا تعالیٰ کے علم کے ساتھ وہ نسبت ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے۔ حضرت محدث نے بخاری سے استدلال کیا جو قصہ حضرت موسیٰ وخضر میں وارد ہے، پھر فرمایا: فتجلّٰی لی کل شیء۔ تجلی کا معنی ہے: کھل جانا، یعنی سارا جہان آپ پر کھول دیا گیا ہے، آیا پہچانا گیا یا نہ' یہ امر زیر بحث ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تم لوگ مجھے نظر آ رہے ہو، لیکن مَیں تم کو پہچان نہیں سکتا، یا مثل آسمان کے

مجھے نظر آ رہا ہے، لیکن مَیں اس کو احاطہ نہیں کر سکتا، لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ اپنے علم کے ساتھ کوئی شخص اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو تشبیہ دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

جاننا چاہیے کہ ایک مقام مدح کا ہوتا ہے اور دوسرا عقیدہ کا مقام، عقیدہ تو یہ رکھنا چاہیے کہ نبی کریم کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ نسبت یہ ہے کہ جیسے چڑیا کی چونچ کے پانی کو سمندر کے پانی کے ساتھ ہے یعنی اللہ کے علم کی مثال مثل سمندر کی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی مثال جیسے چڑیا کے چونچ کا پانی، یہ عقیدہ رکھنا چاہیے، یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے، باقی اگر مقامِ مدح میں کوئی شخص کہہ دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جانتے ہیں تو کچھ بات بھی نہیں، اور اولیاے کرام کے اقوال کو مقامِ مدح پر محمول کیا جائے۔ چناں چہ مَیں نے خود مقامِ نعت میں کہا ہے۔

اس جگہ حضرت محدث نے قصیدہ ہمہ دانی رسولِ کریم کا پڑھا، جس وقت قصیدہ میں لفظ ہمہ دانی رسول اللہ کا سنا تو بعض وہابیوں کا پیشاب بھی نکل گیا۔فافہم

بعد قصیدہ خوانی حضرت محدث نے دعاے خیر کہی اور جلسہ عام میں مولانا موصوف نے بہ وساطت مولوی نعیم الدین لدھیانوی الحال راول پنڈی منادی کرائی کہ جو عقیدہ مَیں نے اپنا بیان کیا ہے اگر اس سے کسی کا عقیدہ بڑھ کر ہو یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ رسولِ کریم کو علم کلی یعنی تمام مغیبات کا دیا گیا ہے تو اس کو میں کافر و مشرک نہیں کہتا اور نہ کہنا چاہیے۔ انتھی کلامہ

قاضی غلام یحیٰی شاگردِ رشید حضرت محدث جامع وعظ کی تحریر جو متعلق مسئلہ علم غیب تھی بالاستیعاب مقصود اس کو خبط کیا گیا ہے۔ حضرت محدث کو جماعت وہابیہ نے بڑا زور لگایا کہ کفر کا فتویٰ دیں، لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا ہے، اگر چہ حضرت محدث موصوف فریق مخالف کا بلایا ہوا تھا اور میرا استاذ بھی نہیں، لیکن مَیں کہتا ہوں کہ مولانا کا محاکمہ منصف کے نزدیک آبِ زریں کے ساتھ تحریر کرنے کا لائق ہے اور مجموع کلام من حیث المقصود تحقیق حق ہے، ہاں بعض الفاظ قابل تنقید ہیں۔

تنقید

قول مولانا موصوف: تحت حدیث ((فتجلی لی کل شیء))
آیا پہچانا گیا یا نہ، یہ امر زیر بحث ہے۔

اقول: یہ دعویٰ مولانا کا غلط ہے، بل کہ حدیث جس کی ترمذی اور بخاری نے تصحیح کی ہے اس میں لفظ عرفت موجود ہے، شاید کہ عکس نحوست جماعت داعیہ کا مولانا موصوف پر پڑ گیا ہے، اسی واسطے لفظ عرفت بھول گئے، پس منہ سے نکل گیا کہ امر زیر بحث ہے۔

قول مولانا: علم نبی کریم ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی ہے جیسے چڑیا کے چونچ کی پانی کو سمندر کے پانی کے ساتھ۔

اقول: یہ بھی غلط ہے کہ قطرہ بل کہ ہزارم حصہ قطرہ بہ طرف سمندر کیا بل کہ ہزارہا بحر محیط کی طرف نسبت متناہی کی طرف متناہی کے ہے اور علم رسول کریم ﷺ کی نسبت علم باری کی نسبت متناہی کی طرف غیر متناہی کے ہے، کیوں کہ علم رسول ﷺ متناہی ہے اور خدا کا علم غیر متناہی ہے، پس جو علما کی عبارت میں لفظ قطرہ کی نسبت مذکور ہے سمندر کی طرف عند التحقیق غلط ہے۔ اگر آپ کو اس مسئلہ میں حق کی ضرورت ہے تو دولة المکیة کو دیکھو۔(۱)

قول مولانا: یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔

اقول: اس کی تصحیح کے لیے نقل کی ضرورت ہے بہ روایت ظاہر۔

۱- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول فى الحجاب عن وجه الصواب فى هذا الباب، مطلب لا يمكن لجميع علوم المخلوقين نسبة ما فى الكم ايضا الى علم الخالق على ان لا كم لعلمه تعالى، ص ۴۶، ۴۷

قول مولانا: سارے انبیا کے علوم کی خدا تعالیٰ کے علم کے ساتھ نسبت یہ ہے کہ جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے الخ

اقول: جو مولانا نسبت قطرہ پر حدیث موسیٰ و خضر سے استدلال کیا ہے یہ قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ پر قیاس کرنا ہے اور شرائط قیاس سے مساوات ہے اور حق تو یہ ہے کہ مباحثہ ہمارا علم کائنات کا ہے اور علم اللہ کے ساتھ مساوات کے ہم ہرگز مدعی نہیں، پس حضرت محدث کا اس کی نسبت کو ذکر کرنا خارج از موضوع ہے، لیکن حضرت محدث نے مفاتیح خمسہ وغیرہ کے کائن سے علم حضرت کی نفی نہیں کی۔ فافهم۔ و اللہ و رسوله اعلم بالصواب۔

تمت

فهارس الآيات

۲۱	ما فرطنا فی الکتاب من شی	۷	الانعام	۳۸	۱۵۶
۲۲	وکذالک نری ابراهیم ملکوت السمٰوٰت	۷	الانعام	۷۵	۷۶
۲۳	قل لا اقول لکم عندی خزائن الله	۷	الانعام	۵۰	۱۸۵
۲۴	یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها	8	الاعراف	۱۸۷	۱۹۴
۲۵	ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت	۹	الاعراف	۱۸۸	۱۴۳
۲۶	هوالذی ارسل رسوله بالهدی	۹	التوبہ	۳۳	۱۴۹
۲۷	ولئن سالتهم لیقولن انما کنا	۱۰	التوبہ	۶۵	۲۲۲
۲۸	تلک من انباء الغیب نوحیها الیک	۱۲	ہود	۴۹	۷۸
۲۹	انما انت نذیر	۱۲	ہود	۱۲	۱۹۴
۳۰	لست مرسلا	۱۳	الرعد	۴۳	۱۴۵
۳۱	انما انت منذر و لکل قوم هاد	۱۳	الرعد	۷	۱۹۵
۳۲	ان الله لا یخلف المیعاد	۱۳	الرعد	۳۱	۷۹
۳۳	وشارکهم فی الاموال والاولاد	۱۵	بنی اسرائیل	۶۴	۹۶
۳۴	انظر کیف ضربوا لک الامثال	۱۵	بنی اسرائیل	۴۸	۱۰۰
۳۵	عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا	۱۵	بنی اسرائیل	۷۹	۱۴۸
۳۶	فوجدا عبدا من عبادنا أتیناه رحمة	۱۵	الکهف	۶۵	۲۳۱
۳۷	قل انما ان بشر مثلکم	۱۶	الکهف	۱۱۰	۹۸
۳۸	قل یایها الناس انما انا لکم نذیر مبین	۱۷	الحج	۵۹	۱۹۵
۳۹	ما لهذا الرسول یاکل الطعام و	۱۸	الفرقان	۷	۹۹
۴۰	واوتیت من کل شیء	۱۹	النمل	۲۳	۸۳
۴۱	قل لا یعلم من فی السموت والارض	۲۰	النمل	۶۵	۱۹۹
۴۲	انا ارسلنٰک شاهدا و مبشرا و نذیرا	۲۲	الاحزاب	۴۵	۲۳۰
۴۳	وعلمناه الشعر و ما ینبغی له	۲۳	یٰسین	۶۹	۲۰۱
۴۴	وبدالهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون	۲۴	الزمر	۴۷	۲۱۱
۴۵	انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی	۲۶	الاحقاف	۳۰	۸۱
۴۶	قل ما کنت بدعا من الرسل	۲۶	الاحقاف	۹	۱۴۷

فهارس الاحاديث

المراجع و المصادر

- آفتابِ ہدایت: مولانا کرم الدین دبیر (ت: ۱۳۶۵ھ)، ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت پاکستان
- الابریز من کلام العارف باللہ تعالی سیدی عبدالعزیز الدباغ: العارف باللہ الحافظ احمد بن المبارک المالکی (ت: ۱۱۵۶ھ)، تحقیق: عاصم ابراہیم الکیالی الشاذلی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ
- اخبار الاخیار فی اسرار الابرار: شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
- ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی (ت: ۹۲۳ھ)، تحقیق: صدقی جمیل العطار، بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۸ھ
- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم: علامہ ابوالسعود حنفی (ت: ۹۸۲ھ)، تحقیق: عبداللطیف، عبدالرحمٰن، کوئٹہ: المکتبۃ المعروفیہ، ۱۴۳۲ھ
- اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، ملتان: کتب خانہ مجیدیہ
- اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ: اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی (ت: ۱۳۵۶ھ)، گولڑہ شریف: کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ، ۱۴۳۳
- اکمال المعلم بفوائد مسلم، قاضی عیاض مالکی (ت: ۵۴۴ھ)، تحقیق: الدکتور یحییٰ اسمٰعیل، بیروت: دارالوفا، ۱۴۲۵ھ
- الطاف القدس: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ت: ۱۱۷۶ھ)، دہلی: مطبع انصاری
- انباء المصطفی بحال سر و اخفی (فتاویٰ رضویہ): امام احمد رضا بریلوی (ت: ۱۳۴۰ھ)، لاہور: رضا اکیڈمی
- انوار التنزیل و اسرار التاویل: قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (ت: ۶۸۵ھ) تحقیق: عبدالقادر عرفان العشا حسونہ، بیروت: دارالفکر

- انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ: مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری (ت: ۱۳۱۸ھ)، کراچی: دار الاشاعت (مع براہین قاطعہ)
- البحر الرائق لشرح کنز الدقائق: علامہ ابن نجیم مصری حنفی (ت: ۹۷۰ھ) تحقیق: الشیخ زکریا عمیرات، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
- البراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة: مولانا خلیل احمد انبیٹھوی (ت: ۱۳۴۶ھ)، کراچی: دار الاشاعت
- تاویلات اهل السنة، امام ابو منصور ماتریدی (ت: ۳۳۳ھ) تحقیق: فاطمة یوسف الخیمی، بیروت: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۲۴ھ
- تجلیاتِ مہر انور: علامہ شاہ حسین گردیزی، گولڑہ شریف: مکتبہ مہریہ، ۱۴۱۲ھ
- تحفۂ سلیمانی: مولانا غلام محمود پپلانوی (ت: ۱۳۶۷ھ)، لاہور: دار الاسلام، ۱۴۳۶ھ
- تذکرۃ الاولیاء: شیخ فرید الدین عطار (ت: ۶۱۸ھ)، تحقیق، دکتر جواد سلماسی زادہ، تہران: کتاب خانہ ملی ایران، انتشارات در ۱۳۸۴ھ
- تذکرہ اکابر اہل سنت: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (ت: ۱۴۲۸ھ)، لاہور: مکتبہ قادریہ
- تذکرہ اولیاے سرزمین میاں والی: سیّد محمد طارق مسعود شاہ کاظمی، میاں والی: مکتبہ سیّدی قطب مدینہ، ۲۰۰۸ء
- تذکرہ علماے پنجاب: اختر راہی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ت: ۱۲۳۹ھ)، پشاور: قدیمی کتب خانہ
- تفسیر فتح القدیر: قاضی محمد بن علی شوکانی (ت: ۱۲۵۰ھ)، مصر: مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ، ۱۳۵۱ھ
- تفسیر الجلالین: علامہ جلال الدین محلی (ت: ۸۶۴ھ)، علامہ جلال الدین سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- تفسیر حسینی: ملا واعظ کاشفی، لاہور: حافظ محمد دین اینڈ سنز، ۱۳۷۱ھ
- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن: عارف باللہ ابو محمد صدر الدین روز بہان بقلی (ت: ۶۰۶ھ)، تحقیق: احمد فرید المزیدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۹ھ

- التفسير المظهری: قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ت: ۱۲۲۵ھ)، تحقیق ابراہیم شمس الدین، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ
- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون القاویل فی وجوہ التاویل: جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (ت: ۵۲۸ھ)، بیروت: دار الکتاب العربی
- التلویح فی حقائق التنقیح: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۱ھ)، کراچی: مکتبہ نور محمد اصح المطابع (مع التوضیح)
- التمہید لما فی الموطا من المعانی و المسانید: حافظ ابن عبد البر المالکی (ت: ۴۶۳ھ)، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- تنویر الحوالك علی موطا الامام مالك: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، تحقیق: محمد عبد السلام، القاہرہ: دار الحدیث، ۱۴۳۱ھ
- جامع الاحادیث (الجامع الصغیر و إلجامع الکبیر): علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، محقق: عباس احمد صقر، احمد عبد الجواد، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ
- جامع البیان من تاویل آی القرآن: امام ابو جعفر محمد ابن جریر طبری (ت: ۳۱۰)، تحقیق: احمد عبد الرزاق البکری، محمد عادل محمد، محمد عبد اللطیف خلف، محمود مرسی عبد الحمید، قندھار: صداقت کتب خانہ
- جامع الترمذی: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (ت: ۲۷۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- جامع الفصولین: علامہ محمود بن اسمٰعیل قاضی سماونہ (ت ۸۱۸ھ)، قندھار: امیر حمزہ کتب خانہ
- حاشیة العلامة الشریف الجرجانی علی الکشاف: میر سیّد شریف جرجانی (ت: ۸۱۶ھ) مخطوط
- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین: علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی (ت: ۱۲۴۱ھ)، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- حاشیة العلامة عبدالحکیم السیال کوتی علی عبدالغفور اللاری، علامہ عبد الحکیم سیال کوٹی (ت: ۱۰۷۰ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مطبوع مع عبد الغفور)
- حاشیة العلامة خیر الدین الرملی علی جامع الفصولین: علامہ خیر الدین بن احمد رملی (ت: ۱۰۸۱ھ)، قندھار: امیر حمزہ کتب خانہ

- حاشية العلامة عبدالغفور اللاری علی شرح الجامی: علامہ عبدالغفور لاری (ت:۹۲۱ھ) کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- حاشية العلامة الكازرونی علی تفسير البيضاوی: الکازرونی، تحقیق: عبدالقادر عرفان العشاحسونہ، بیروت: دارالفکر (مع تفسیر البیضاوی)
- حاشية العلامة نور محمد المدقق علی عبدالغفور: علامہ نور محمد المدقق، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مطبوع مع عبدالغفور)
- الحواشی الزاهدية المتعلقة بالرسالة القطبية: میر زاہد ہروی (ت:۱۱۰۱ھ)، قندھار: امیر حمزہ کتب خانہ
- الدر المختار شرح تنوير الابصار، علامہ علاء الدین حصکفی (ت:۱۰۸۸ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مع ردالمختار)
- الدر المنثور فی التفسير بالماثور: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (ت:۹۱۱)، تحقیق: نجدت نجی، بیروت: داراحیاء التراث العربی
- درج اللآلی فی حيات شاه جمالی: علامہ محمد ظریف فیضی (ت:۱۴۱۵ھ)، احمد پور شرقیہ: مکتبہ محمدیہ، ۱۴۱۰ھ
- دلائل النبوة ومعرفة احوال صاحب الشريعة: امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (ت:۴۵۸ھ)، تحقیق: عبدالمصطفیٰ قلعجی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ
- الدولة المكية بالمادة الغيبية، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (ت:۱۳۴۰ھ) استانبول: مکتبہ الحقیقہ
- ديوان حافظ: حافظ شیرازی، کوئٹہ: فیضی کتب خانہ
- ديوان حسان بن ثابت، ضبط وتصحیح: محمد عبدالرحمٰن البرقوقی، کراچی: میر محمد کتب خانہ
- ديوان المتنبی: ابوالطیب احمد بن حسین جعفی (ت:۳۵۴ھ)، کراچی: مکتبۃ البشریٰ
- ذکر عطائی حیات استاذ العلما: مولانا نذر حسین گولڑوی، خوشاب: استاذ العلما اکیڈمی، ۱۴۳۴ھ
- رد المحتار علی الدر المختار، علامہ ابن عابدین شامی (ت:۱۲۵۲ھ)، تحقیق: الشیخ زکریا عمیرات، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- رسائل ابن عابدين: علامہ ابن عابدین شامی (ت:۱۲۵۲ھ) لاہور: سہیل اکیڈمی
- سنن ابی داؤد: امام سلیمان بن الاشعث (ت:۲۷۵ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ

- سیرت ابن اسحاق: محمد بن اسحٰق (ت ۱۵۱ھ)، محقق: احمد فرید المزیدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ
- شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة: علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (ت: ۱۱۲۲ھ)، تحقیق: محمد عبدالعزیز الخالدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ
- شرح الکافیة: نجم الدین رضی (ت: ۶۸۶)، قم: انتشارات الشریف الرضی
- شرح المقاصد: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۳ھ)، تحقیق: عبدالرحمٰن عمیرہ، قم: انتشارات الشریف الرضی، ۱۳۷۱ھ
- شرح النووی لمسلم: امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی (ت: ۶۷۶ھ) کراچی: قدیمی کتب خانہ (مع صحیح مسلم)
- شرح الوقایة: صدر الشریعۃ الاصغر عبیداللہ بن مسعود (ت: ۷۴۷ھ)، لاہور: مکتبہ رشیدیہ
- الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی: قاضی عیاض مالکی (ت: ۵۴۴ھ)، بولاق: دار الطباعۃ المصریہ/ القاہرۃ: مصطفٰی البابی الحلبی، ۱۳۶۹ھ
- الشمس البازغة: علامہ محمود جون پوری (ت: ۱۰۶۲ھ)، محشی: علامہ عبدالحی لکھنوی (ت: ۱۳۰۴ھ)، کوئٹہ: مکتبہ حقانیہ
- شواهد النبوة لتقویة یقین اهل الفتوة: مولانا عبدالرحمٰن جامی (ت: ۸۹۸ھ)، پشاور: رحمٰن گل پبلشرز
- صحیح البخاری: امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (ت: ۲۵۶ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- صحیح مسلم، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری (ت: ۲۶۱ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں: پروفیسر عبدالکریم قاسم، لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۵ء
- صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۲ء
- الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال و الزندقة: علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی (ت: ۹۷۳ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، ۱۴۳۳ھ
- العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة: علامہ ابن عابدین شامی (ت: ۱۲۵۲ھ) کوئٹہ: مکتبہ حبیبیہ

- عمدة القاری شرح صحیح البخاری: علامہ بدرالدین عینی (ت: ۸۵۵ھ) کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- غاية التحقيق فی شرح الكافية: صفی بن نصیر، پشاور: المکتبۃ الحقانیہ
- غرائب القرآن و رغائب الفرقان: علامہ حسن بن محمد النظام (ت: ۷۲۸ھ)، تحقیق: الشیخ زکریا عمیرات، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ مکۃ المکرمہ: مکتبہ دارالباز
- غنية المستملی فی شرح منية المصلی: علامہ ابراہیم حلبی حنفی (ت: ۹۵۶ھ)، لاہور، سہیل اکیڈمی
- الفتاوی الخانیہ: امام قاضی خان (ت: ۵۹۲ھ)، تحقیق: سالم مصطفیٰ البدری، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- فتح الباری شرح صحیح البخاری: علامہ ابن حجر عسقلانی (ت: ۸۵۲ھ)، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، محب الدین الخطیب، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، بیروت: دارالفکر
- فتح القدیر: علامہ کمال الدین ابن ہمام (ت: ۸۶۱ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- الفتوحات الالٰهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية، علامہ سلیمان بن عمر شافعی جمل (ت: ۱۲۰۴)، تحقیق: ابراہیم شمس الدین، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- الفوائد البهية فی تراجم الحنفية: علامہ عبدالحی لکھنوی (ت: ۱۳۰۴ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- الفوائد الضيائية فی شرح الكافية: مولانا عبدالرحمٰن جامی (ت: ۸۹۸ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- فوائد عثمانیہ: حافظ سیّد امیر اکبر دہلوی، ملتان: مطبع صدیقیہ
- فيض القدير لشرح الجامع الصغير، علامہ عبدالرءوف مناوی (ت: ۱۰۳۱ھ)، تحقیق: احمد عبدالسلام، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ
- القرآن الكريم المنزل من الله تعالى
- القصيدة البردة: امام شرف الدین بوصیری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز
- الكاشف عن حقائق السنن، علامہ طیبی (ت: ۷۴۳ھ)، تحقیق: نعیم اشرف، نور احمد، کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۳۵ھ
- الكافية: علامہ ابن الحاجب مالکی (ت: ۶۴۶ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ

- الكبريت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر: امام عبد الوہاب شعرانی (ت: ۹۷۳ھ)، تحقیق: محمد بن محمد ابر ہتوشی الحنفی، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی (مع الیواقیت والجواہر)
- کتاب الروح: حافظ شمس الدین ابن قیم جوزی (ت: ۷۵۱ھ)، محقق: خالد العطار، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ
- کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون: مصطفیٰ بن عبد اللہ رومی حنفی (ت: ۱۰۶۸ھ)، بیروت: دار الفکر
- گلستان: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- لباب التاویل فی معانی التنزیل: علامہ علاء الدین علی بن محمد صوفی خازن بغدادی (ت: ۷۴۱ھ)، کوئٹہ: حافظ کتب خانہ
- لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، محقق: تقی الدین ندوی، قندھار: مکتبہ رحمانیہ
- لواء الهدی فی اللیل و الدجی: علامہ غلام یحییٰ بہاری، کوئٹہ: امیر حمزہ کتب خانہ
- الموطا: امام مالک (ت: ۱۷۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- مبدا و معاد: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (ت: ۱۰۳۴ھ)، دہلی: مکتبہ کان پور
- متن متین: مولانا عبد الرسول، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- مثنوی مولوی معنوی: مولانا جلال الدین رومی، (ت ۶۷۳ھ)، کان پور: مطبع نامی/ قندھار: مکتبۃ القدس
- مختصر المعانی: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۳ھ)، لاہور: مکتبہ رشیدیہ
- مدارج النبوۃ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
- مدارك التنزیل و حقائق التاویل: امام ابو البرکات احمد بن محمد نسفی (ت: ۷۱۰ھ)، تحقیق: یوسف علی بدیوی، محی الدین دیب مستو، دمشق/ بیروت: دار ابن کثیر، ۱۴۳۲ھ
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ملا علی قاری (ت: ۱۰۱۴ھ)، ملتان: مکتبہ امدادیہ

- المسامرة شرح المسایرة: علامہ کمال الدین بن ابی شریف شافعی (ت:۹۰۵ھ)، تحقیق: محمود عمیر الدمیارطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ،۱۴۲۳ھ (مع المسایرہ)
- المسايرة فى العقائد المنجية فى الآخرة: علامہ کمال الدین ابن ہمام (ت: ۸۶۱ھ)، تحقیق: محمود عمیر الدمیارطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ،۱۴۲۳ھ
- المسند: امام احمد بن حنبل (ت:۲۴۱)، تحقیق: ابراہیم الزبیق، محمد رضوان عرقوسی، محمد برکات، محمد انس الخن، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ ،۱۴۲۱ھ
- مشکوۃ المصابیح: ولی الدین خطیب تبریزی (ت:۷۴۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- مصباح الدجى فى لواء الهدىٰ: علامہ عبدالحی لکھنوی (ت:۱۳۰۴ھ)، کوئٹہ: امیر حمزہ کتب خانہ (مع الحواشی الزاهدية المتعلقة بالرسالة القطبية)
- المطول: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت:۷۹۳ھ)، پشاور: جدید مکتبہ رشیدیہ
- معالم التنزيل: محی السنہ ابو محمد حسین بن احمد بغوی (ت:۵۱۶ھ)، تحقیق: محمد عبداللہ النمر، عثمان جمعہ ضمیریہ، سلیمان مسلم الحرس، پشاور: المکتبۃ الحقانیہ ،۱۴۳۳ھ
- المعجم الكبير: حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (ت:۳۶۰ھ)، تحقیق: ابو محمد الدسیوطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ،۲۰۰۰ھ
- مفاتيح الغيب: امام فخر الدین رازی (ت:۶۰۶ھ)، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- مکتوبات امام ربانی: شیخ احمد سرہندی (ت:۱۰۳۴ھ)، کوئٹہ: مکتبہ القدس
- مکتوبات شاہ جمالی: علامہ محمد ظریف فیضی (ت:۱۴۱۵ھ)، احمد پور شرقیہ: مکتبہ محمدیہ ،۱۳۸۰ھ
- الملل و النحل: ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (ت:۵۴۸ھ)، تحقیق: عادل احمد ابراہیم، پشاور: مکتبہ حقانیہ
- ممتاز علمائے فرنگی محل: یٰسین اختر مصباحی، لاہور: اکبر بک سیلرز ،۲۰۱۷ھ
- المنن الكبرىٰ، امام عبدالوہاب شعرانی (ت:۹۷۳)، تحقیق: سالم مصطفیٰ البدری، بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۶ھ
- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، شیخ شہاب الدین احمد قسطلانی (ت:۹۲۳ھ)، تحقیق: مامون بن محی الدین الجنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ ،۲۰۰۹ء
- مہر منیر: مولانا فیض احمد، گولڑہ شریف: کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ

- نفحات الانس فی حضرات القدس: مولانا عبدالرحمٰن جامی (ت:۸۹۸ھ)، تہران: کتاب خانہ ملّی ایران، ۱۳۸۴ھ
- نورنور چہرے: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (ت:۱۴۲۸ھ)، لاہور: مکتبہ قادریہ
- الھدایہ شرح بدایۃ المبتدی: علامہ برہان الدین مرغینانی (ت:۵۹۳ھ)، ملتان: مکتبہ شرکت علمیہ
- ھدایۃ النحو: ابوحیان نحوی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- الیواقیت المھریۃ: علامہ غلام مہر علی گولڑوی، چشتیاں: المکتبۃ المہریہ
- الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر: امام عبدالوہاب شعرانی (ت:۹۷۳)، تحقیق: محمد بن محمد ابرہتوشی، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، ۱۴۳۴ھ

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان

جس پر ایمان صلی اللہ علیہ فی کل حین و آن [illegible]

نجم الرحمٰن

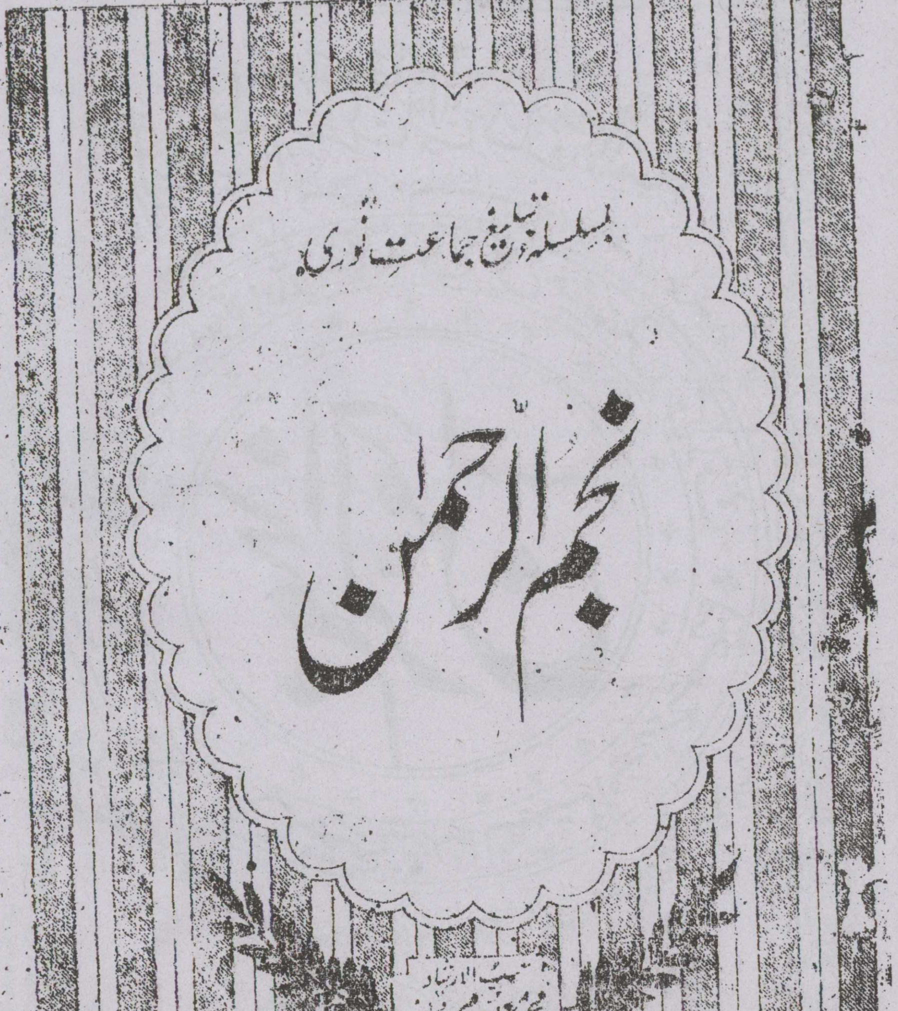
[illegible]

[illegible] سنی حنفی اور [illegible] وہابیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک بتوجہ بنظر [illegible] غلط خیال [illegible]

در مطبع [illegible] اسٹیم پریس لاہور باہتمام بابو [illegible] چھپا

جو وہابی صاحب میری کتاب کی تردید پر قلم اٹھائیں مثل براہین قاطعہ کی حامل متن تردید فرمائیے ورنہ اس کی تردید پر کچھ توجہ کی جاوے گی + (قیمت ۸؍)

اشاعت اول، مطبوعہ 1927ء کا سرورق



اشاعت دوم، مطبوعہ 1955ء کا سرورق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر ریاض محمود

موبائل نمبر 0301-7801440

سرپرست جماعت اہلسنت

تحصیل پپلاں ضلع میانوالی

ناظم دارالعلوم محمودیہ رضویہ

و

جامعہ محمودیہ للبنات پپلاں

حوالہ نمبر __________ تاریخ 5 . 6 . 2016

جناب حضرت علامہ مولانا محمد رضا الحسن قادری صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت جانبین مطلوب۔ عرض اینکہ رسالہ "نجم الرحمن"
آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ یہ حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ
کی تصنیف ہے۔ جن کی تصنیف تحفہ سلیمانی آپ شائع کر چکے ہیں۔

حضرت علامہ غلام محمود صاحب کا وہابیوں کے سردار حسین علی واں بھچراں کے ساتھ مناظرہ
علم غیب کے موضوع پر ہوا جس میں علامہ غلام محمود صاحب کو فتح نصیب ہوئی
اس کے بعد علم غیب کے موضوع پر یہ رسالہ لکھا گیا۔ علم غیب کے موضوع پر
انتہائی نادر کتاب ہے۔ عرصہ تیس چالیس سال سے یہ کتاب ناپید تھا۔
آپ کی طرف اس غرض سے ارسال کر رہا ہوں کہ آپ اس کتاب کو
دار الاسلام کی طرف سے شائع کریں۔ عقیدہ اہلسنت کی پختگی کے لئے
انتہائی ضروری ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

والسلام

دعاگو ریاض محمود غفرلہ

حاشیہ بر تکملہ ملّا عبدالغفور از علّامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ

مسمّٰی بہ

تحفۂ سلیمانی

از

سیبویہ زماں علّامہ حافظ غلامِ محمود پپلانوی گولڑوی رحمہ اللہ

(متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

دارالاسلام

جامع مسجد و محلہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور (54000)، پنجاب - پاکستان

+92-321-9425765 darulislam21@yahoo.com

www.facebook.com/darulislam دارالاسلام

دار الاسلام کی شائع کردہ تراث علمیہ

1- المُبین (مع تنقید وتبصرہ): پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
2- عوامی غلط فہمیاں اور ان کی اِصلاح: مولانا تطہیر احمد رضوی
3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرِّجَالِ: پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ (شَرْح شَمْس الْعُلَمَاء): علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
مع: رسالة فِي الْوُجُوْدِ الرَّابِطِي: حکیم سید برکات احمد ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ
5- اِمام احمد رضا خاں بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت: کوثر نیازی
6- ابحاثِ ضروری: حافظ ولی اللہ لاہوری، محشی: فقیر محمد جہلمی، ترتیب: خورشید احمد سعیدی
7- الرشاد: پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
8- الروض المجود (وحدۃ الوجود): علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی
9- علامہ فضل حق خیر آبادی؛ چند عنوانات: خوشتر نورانی
10- حیاتِ اُستاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی
11- مولودِ کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان
12- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَه؟: مولانا قاری محمد لقمان
13- اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ: مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ
14- نورِ ایمان (دیوان): مولانا محمد عبد السمیع بیدلؔ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
15- توثیق صاحبین: فیصل خان
16- دفاعِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (مجموعہ رسائل): شیخ محمد حیات سندھی، علامہ عبد العزیز پرہاروی، مولانا عبد القادر بدایونی، علامہ عبد الرشید جھنگوی، پیر سائیں غلام رسول قاسمی
17- افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماعِ اُمت: فیصل خان رضوی
18- زبدۃ التحقیق کی روایات کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ: فیصل خان رضوی
19- رسائل مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابو الکلام آزاد)، مرتب: محمد رضاء الحسن قادری
20- اَلثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّة: علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق: ڈاکٹر قمر النسا
21- مدحت اِمام زین العابدین (قصیدہ میمیہ): فرزدق تمیمی، تحقیق وترجمہ: مولانا اُسید الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

22- فکرونظر کے دریچے: مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی
23- عقائدِ نظامیہ: مولانا فخر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مولانا سید دوست محمد اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
24- فیضیہ (فن مناظرہ): مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
25- عرفانِ مذہب و مسلک: یٰسین اختر مصباحی
26- البوارق المحمدیہ مع احقاق الحق: مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
27- فیصلہ (وحدۃ الوجود): شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ وتشریح: مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی
28- ماہ نامہ "جامِ نور"، دہلی] عالم ربانی (مولانا اُسید الحق قادری) نمبر]
29- کتاب التوحید: امامِ اہل سنت سیدنا امام ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ
30- حدیث اِفتراقِ اُمت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں: مولانا اُسید الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
31- دعوت دین کے جدید تقاضے: محمد ناصر مصباحی
32- دعوت و تبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟: ذیشان احمد مصباحی
33- عقائد نوری (العسل المصفّٰی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفٰی): شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ
34- عقائد رضویہ (اِعتقاد الاحباب وعقائد حقہ اہل سنت و جماعت): اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا بریلوی
35- حق و باطل کا فیصلہ (فیصل التفرقہ): اِمام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مفتی دلشاد احمد قادری
36- تحفۂ سلیمانی (حاشیہ بر تکملہ ملا عبد الغفور): علامہ حافظ غلام محمود پیپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
37- میر ایساغوجی: اثیر الدین ابہری و میر سید شریف جرجانی، محشی: محمد بن غلام محمد و مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی
38- تحریر اقلیدس: خواجہ نصیر الدین طوسی، محشی: میرزا اسمٰعیل طبیب طہرانی
39- دیوان فضل الحق الخیر ابادی، تحقیق و دراسہ: ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول و ڈاکٹر خالق داد ملک
40- تحقیق و تفہیم مع اِفہام و تفہیم: مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
41- مناقب الحبیب: خواجہ حاجی محمد نجم الدین سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مولانا محمد رمضان فاروقی چشتی
42- تین تاریخی بحثیں مع مکالمۂ کاظمی و مودودی: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
43- اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد: مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق: مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی
44- تجلیاتِ قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا مفتی نثار احمد اشرفی
45- شرح الحواشی الزاہدیہ علی ملا جلال: علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، تقریظ: مولانا محمد فاروق چریاکوٹی
46- اسکندر نامہ: نظامی گنجوی
47- تفسیر و حدیث میں ہندوستان کا تذکرہ: میر غلام علی آزاد بلگرامی، مترجم: ڈاکٹر علیم اشرف جائسی
48- مسلک اربابِ حق: مولانا وجیہ الدین احمد خان رام پوری، مقدمہ: پروفیسر نثار احمد فاروقی